فآمنوا بالله ورسوله النبی الامی الذی یؤمن بالله وکلمٰته

# افضل السیر الملقب به ہشت گوہر

یعنی

سوانح عمری ہشت تن پاک

# سیرت النبی

۱۳۱۲ھ



مصنفہ مولوی عبدالرحیم داناپوری عظیم آبادی

حسب فرمایش عالیجناب معلی القاب حاجی شیخ محمد عبدالرزاق صاحب تاجر والا جاہ
و باہتمام جناب مولوی حاجی عبدالباری صاحب و حاجی رحیم بخش صاحب و شیخ
بخش الٰہی صاحب و حاجی احمد خان صاحب و حاجی سید علی صاحب سوداگران کلکتہ

در مطبع دارالسلطنت کلکتہ ہند طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم



## دیباچہ

الحمد للہ رب العالمین۔ والصلوٰۃ والسلام علی محمد سید المرسلین۔ وعلی
آلہ واصحابہ وخلفائہ الراشدین وازواجہ وذریاتہ وامتہ اجمعین۔
بعد حمد ونعت کے بندۂ گنہگار شرمسار۔ امیدوار مغفرت کریم کردگار۔ احقر عباد الکریم
مسمی شیخ عبد الرحیم۔ خلف حاجی حرمین شریفین شیخ پیر بخش مرحوم صدیقی داناپوری
عظیم آبادی بخدمت صاحبان والاشان وجان نثاران سید الکونین مشفع ثقلین و محرم
قاب قوسین۔ وعاشقان ومحبان اہلبیت اطہار حبیب الرحمن سرور دارین ومخلصان وتبعان
اصحاب کبار وپیشوایان دین سید المرسلین یعنی خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین
عرض پرداز ہے۔ کہ اگرچہ اوصاف ومناقب وفضائل بزرگان دین مبین وترقی
دہندگان اسلام متین خصوصاً خلفاء راشدین کتب احادیث وقرآن مجید مین بکثرت مثل نجوم

آسمان کے روشن ہین - اور اس باب مین ہزار ہا کتابین اور صدہا تاریخین زبان عربی و فارسی و انگریزی و اُردو وغیرہ مین تالیف و تصنیف ہو چکی ہین - مگر بسبب اون کی طوالت بیان کے اکثر شایقین کی طبیعت گھبراتی ہی - اور صدہا کتابون کو مطالعہ کرنے مین بڑی دقت پڑتی ہی - لہذا اس بندۂ نحیف ناچیز ضعیف نے محض بامید فلاح دنیوی اور بہ نیت ثواب اُخروی کمرہمت کی چست باندھکر یہ مختصر کتاب موسوم بہ "**افضل السیر** ملقب بہ **ہشت گوہر**" یعنی سوانح عمری ہشت تن پاک اُردو زبان مین لکھی - جس سے شایقین برادران دین بہت جلد اور آسانی کے ساتھ سوانح سردار دین سی و اقفیت حاصل کرلین اور ہر خاص و عام اس سے مستفیض ہو کر عاصی پُر معاصی مؤلف کے حق مین دعاگو رہین -



۲ - اب جاننا چاہیئے کہ پروردگار عالم نے ہماری ہدایت کے واسطے اپنے محبوب رسول مقبول صلعم کو بھیجا - اور اون پر اپنا خاص کلام پاک نازل کیا - اور مشعل رہنمائی کا اون کے ہاتھ مین دیا - جنکی ہدایت سے اللہ جلشانہ نے شرک اور کفر کی ضلالت سے ہمکو نکالکر ہماری دلون کو نور ایمان سے روشن کر دیا - پس ایمان اور اسلام اوس کی ایک ایسی نعمت ہے کہ ہم اوس کا شکر ادا نہین کر سکتے - لیکن شیطان نے بعد ایمان کے اکثر مسلمانون کو بہکا دیا - اور اون کے دلون کو باطل عقیدون سے پھر تاریک کر دیا - اور مسلمانون مین ایسا تفرقہ ڈالدیا کہ سب تہتّر فرقے ہو گئے - جنمین بہتّر فرقے گمراہ بنگئے - جنکی نسبت ہمارے پیغمبر خدا صلعم نے پہلے ہی سے خبر دی تھی - لہذا ہمکو فقط اسلام کے نام پر خوش ہونا اور محض اُمت محمّدی ہونے سے اپنے کو ناجی سمجھنا نہ چاہیئے - بلکہ ہر عقیدے کی تحقیق کرنا اور ہر اعتقادی مسئلے کو کتاب اللہ

کتاب الرسول سے تطبیق دینا بہت ہی ضرور ہے ۔

۳- واضح رہے کہ دنیا میں اسلام تو اس غرض سے آیا تھا کہ دنیا کے تفرقے اور آپس کی عداوتیں مٹا کر سب کو محبت اور برادری کے ایک ہی رنگ میں رنگ دے اور ہر مسلمان دوسرے مسلمان کو- بحکم کُلُّ مُؤْمِنٍ اِخْوَۃٌ - برادر اور دوست جاننے لگے- مگر افسوس صد افسوس مسلمانوں نے بہت جلد اوس مقدس اور اعلیٰ تعلیم کی طرف سے اپنی آنکھیں بند کر لیں - اور اوس سے کچھ فائدہ نہ اوٹھایا- آخرش اوسی تاریکی او ضلالت میں ٹھوکریں کھا کر مونہہ کے بَل گر پڑے - اس زمانہ میں خدا رکھے اٹھارہ کرور مسلمان دنیا میں شمار کئے جاتے ہیں جنمیں سے چھ کرور تو ہندوستان ہی میں موجود ہیں - اون اٹھارہ کروڑ میں سے سترہ کرور سنی المذہب ہیں اور ایک کرور میں تمام دنیا کے مختلف مذاہب جیسے شیعہ و خارجی ناصبی تیمی و معتزلی وغیرہ وغیرہ مگر ہندوستان میں صرف دو ہی مذہب والے سُنی اور شیعہ دکھائی دیتے ہیں لیکن افسوس صد ہزار افسوس کہ زمانہ کی مخالف ہواؤں نے ان دونوں فرقوں کو ایک دوسرے سے اس قدر دور پھینک دیا ہے اور اس دوری ہی کے پسند کرنے کو اونکی عادت اور طبیعت بنا دیا ہے کہ گویا اصل میں دونوں دو مُتبائن الصفت لوگ ہوں- حالانکہ یہ دونوں ایک ہی کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے کہنے والے ہیں- ایک ہی کتاب آسمانی پر ایمان رکھنے والے ہیں- ایک ہی ہادی برحق کے نام پر دونوں فخر کرنے والے ہیں - اور ایک ہی ناخدا کی حمایت و حفاظت میں اس دنیا کے پُرطوفان سمندر کو عبور کر کے نجات پانے کی تمنا اور ایک ہی پیغمبر کی شفاعت کی امید رکھنے والے ہیں- گویا درحقیقت وہ دونوں ایک ہی جہاز (دین اسلام) کے مسافر ہیں- مگر افسوس زمانہ کی سرد مہریوں نے چند فروعی معتقدات کے اختلاف پر ایک کو دوسرے سے جدا کر کے باہم دشمن بنا رکھا ہے- بلکہ حضرات شیعہ نے تو اپنی عداوت کو

یہان تک پہونچا دیا ہی کہ اپنے دوسرے فرقے کے دینی بھائیون اور اون کے بزرگان دین کو برا بھلا کہنا اپنا جزو ایمان بنالیا اور اوسی مین ثواب عظیم ٹھہرالیا ہی۔ گویا اون کے نزدیک یہی عبارت ہے۔ حالانکہ عقل سلیم اس امر پر شاہد ہی کہ ؏ دشنام مذہبے کہ طاعت باشد + مذہب معلوم و اہل مذہب معلوم + اور غضب تو یہ ہی کہ جن خلفاء کی جانفشانیون اور کوششون سے آج دنیا کے حدود پر مغرب سے مشرق تک اسلامی جھنڈا لہرا رہا ہی اونھین پر غصب خلافت کا ناجائز الزام لگایا جاتا ہی۔ اور پھر وہ کونسی خلافت تھی جسکا حضرت علی مرتضیٰؓ کو مستحق اور خلفاے ثلاثہ کو غاصب ٹھہرایا جاتا ہی۔ کیا وہ عرب و عراق اور شام و روم اور عجم و فارس اور ایران و توران اور مصر و اسکندریہ وغیرہ کی سلطنتین تھین جو خلفاء نے کسی اپنی ذاتی غرض سے حاصل کی تھین؟ کیا یہ لوگ ان مفتوحہ ممالک اسلامیہ کی حکومت کی نسبت اپنے وارثون اور اولاد کے حق مین وصیت کر گئے تھے؟ کیا وہ لوگ قیصر و کسریٰ کے تزک شاہنشاہی کے خواہان تھے؟ کیا اونھون نے اپنی زندگی کا کوئی حصہ عیش و عشرت و آرام و راحت مین بسر کیا؟ نہین نہین ہرگز نہین۔ بھائیو! اونکی پاک زندگیون کو مذہب کی تعصب آمیز نگاہون سے نہین بلکہ محققانہ اور مورخانہ نظر سے تاریخ کی کتابون مین آنکھین کھولکر دیکھو۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ اول یا حضرت عمر فاروقؓ خلیفہ ثانی یا حضرت عثمان ذی النورینؓ خلیفہ ثالثؓ نے اپنی خواہش خوشی اور رضامندی سے خلافت نہین حاصل کی تھی بلکہ جمہور مسلمان کی راے اور اصرار پر مجبور ہو کر طوعاً و کرہاً اوسکو منظور کیا تھا۔ بھائیو! کیا تم بتلا سکتے ہو کہ اسلامی خلافت مین اوس وقت کچھ بھی عیش و عشرت کے سامان تھے جنکی اون کو حرص اور طمع تھی۔ یا برعکس اسکے اس امر خلافت کو ایک بہت بڑی ذمہ داری اور جوابدہی کا کام سمجھ کر کوئی اوسکے منظور کرنے پر

راضی ہوتا تھا؟ کیا وہان دارالخلافت مدینہ مین ایوان کسریٰ اور محلسرائے قیصر تھے یا غریبون کا
جھونپڑا؟ کیا وہان سواری کو نقرہ وطلا کار مجلا ومصفا فٹن اور گاڑیان تھین یا اونٹ کے
ٹوٹے پھوٹے کجاوے؟ کیا وہان سونے کو عمدہ سے عمدہ پلنگ و سہری تھی یا کھجور کا بوریا؟
کیا وہان آرام کرنے کو پھولون کی سیج تھی یا کانٹون کا بچھونا؟ کیا وہ پُرزر جواہرنگار تاج
مرصع سر پر رکھتے تھے یا سادی ٹوپی؟ کیا وہان اجلاس کرنیکو تخت طاؤس تھا یا لیف خرما کی
چٹائی اور معمولی کاٹھہ کا منبر؟ کیا کھانے کو نان و قورمہ اور پلاؤ و قلیا تھے یا خشک نان
جوین اور ستو؟ پس ای بھائیو! کیون نہین انصاف کی نگاہون سے دیکھتے ہو اور کیون
دیدہ و دانستہ کور چشم بنے جاتے ہو۔

۴۔ حضرات شیعہ مین باخود باہمی آپس کے اختلاف بہت ہین۔ اور اسی
اختلاف پر چند در چند مختلف فرقون کی بنا ہی۔ مثلاً پہلا فرقہ زیدیہ جو اصول انتخاب کو مانتا ہی
اور پہلے خلفای ثلاثہ کی امامت کو درست جانتا ہی۔ بعد ازان حضرت علی مرتضیٰؓ اور حضرت
امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ اور حضرت امام زین العابدینؑ۔ اون کے بعد حضرت
امام حسنؑ کے بیٹے حضرت زیدؑ کو مستحق امامت سمجھتا ہی۔ وہ انھین آٹھہ بزرگون کو مانتے
ہین اور بس۔ دوسرا فرقہ جارودیہ۔ تیسرا تبریہ۔ چوتھا سلیمانیہ۔ پانچوان فرقہ صالحیہ۔
یہ دو آخری فرقے پہلے دو خلفا کی خلافت کو درست جانتے ہین۔ بعد ازان حضرت
علیؓ و امام حسنؓ اور امام حسینؓ کو مانتے ہین اور بس۔ انھین پانچ امامون کے قائل ہین۔
چھٹا اسماعیلیہ۔ ساتوان قیسانیہ۔ آٹھوان غالیہ یہ چند فرقے بھی کم و بیش چار یا چھہ یا نو
امامون کو مانتے ہین۔ اور آخری نوان فرقہ اثنا عشریہ یا امامیہ ہے۔ جس کا شیوع
بعد حضرت امام حسن عسکریؑ کے ۲۶۰ھ ہجری مین ہوا۔ یہ حضرت علی مرتضیٰؓ سے لیکر

باره امامون کو مانتا ہی (یعنی اوّل امام حضرت علیؑ مرتضیٰؓ و دوّم امام حسنؑ - و سوّم امام حسینؑ چہارم امام زین العابدین علیؑ - و پنجم امام محمد باقرؑ - و ششم امام جعفر صادقؑ - و ہفتم امام موسیٰ کاظمؑ ان کو موسیٰ رضا بھی کہتے ہین - و ہشتم امام علی رضاؑ - و نہم امام محمد جوادؑ انکا نام محمد تقی بھی تھا - و دہم امام علی زکیؑ - جنکو علی ہادی اور علی نقی بھی کہتے ہین و یازدہم امام حسن عسکریؑ - و دوازدہم امام محمد منتظرؑ) انھین بارھوین امام کو حضرات شیعہ اثنا عشریہ آما امام قاسم و مہدی و حجة کہتے ہین - حسب روایت اونکے یہ نو برس کی عمر مین ایک غار مین جو اون کے باپ کے گھر مین سر من رائے (سامره) مین تھا تشریف لیگئے - اونکی مان یہ حال دیکھتی تھین - لیکن وہان سے وه پھر نہ نکلے - اب اثنا عشریہ کہتے ہین کہ یہی امام مہدی آخر الزمان ہونگے - اور آخر زمانہ مین اوسی سر من رائے سے خروج کرینگے - یہ واقعہ بقول اونکے سنہ ۲۶۵ ہجری مین ہوا تھا - مگر اہل تسنن کا یہ عقیدہ ہی کہ بی بی فاطمہ کی اولاد امام مہدیؑ آخر زمانہ مین پیدا ہون گے - اسی طرح ان فرقون کے اندر اور چند در چند فرقے ہین - اور وه سب کے سب اپنے آپ کو شیعہ کہتے ہین - اور انھین مین سے ایک فرقہ زندیقیہ ہی جس کو نصیری بھی کہتے ہین - جو جناب حضرت علی مرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت (نعوذ باللہ من ذلک) الوہیت کا دعویٰ کرتا ہی - الغرض اسی طرح بہت فرقے مذہب شیعہ کے بنگئے ہین - لیکن ہندوستان مین سنی اور شیعہ ایسے مہیب اور خوفناک فرقے بنگئے ہین جنکے درمیان صرف اختلاف ہی نہین ہی بلکہ غایت درجہ کی دشمنی اور مخالفت ہی - مگر تعجب اور افسوس تو اس پر ہے کہ اسی فروعی مخالفت کے پیچھے حضرات شیعہ نے اپنے بغض وعناد کو مذہبی جامہ پہنا دیا ہی - اور دشنام اور رفض کو نجات ابدی تصور کر لیا ہی اور پھر تکلف یہ کہ اپنے منہ سے میان مٹھو بنتے ہین کہ سوا اون کے اور کوئی دنیا مین

نہ محب اہلبیت ہے اور نہ کوئی مومن ہی۔ لہذا ہمنے اپنے اس مختصر رسالہ مین دکھادیا ہے کہ فرقۂ مومنین اہل سنت والجماعت کس درجہ غایت تک عاشقان رسول مقبول اور محبانِ اہلبیت وآل بتولؓ ہین۔

۵۔ پس اے برادران دین وائے پاک نسل اسلام مبین ہمارے بزرگان دین کی تاریخ سے بڑھکر ہمارے واسطے اور کوئی معلم نہین ہوسکتا۔ ہمکو اپنی تاریخ اور اپنی حالات سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔ دنیا کی خلافت او رسلطنت کے جھگڑون نے جو ہماری تمہاری درمیان تفرقے پیدا کر دئے ہین ابتو اون کو درمیان سے اوٹھادو۔ اب وہ خلافت رہی نہ وہ سلطنتین رہین۔ نہ وہ دعوی اور نہ وہ دعویدار رہے۔ مگر افسوس ہے۔ کہ وہ تفرقے اور مخالفتین ہنوز باقی ہین۔ دیکھو یہ کیسی نازیبا مخالفت ہے۔ اگر یہ باہمی خصومتین ہمکو اپنی ہی خانہ براندازی مین مصروف نہ رکھتین تو آج یہ ساری دنیا اسلامی سلطنت کے سوا کوئی دوسرا نام سُننے نہ پاتی۔ افسوس اسی باہمی نفاق نے یورپ و افریقہ و ایشیا و ہندوستان تمام کی اسلامی سلطنتون کو تباہ کر دیا۔ کیا ہم اوس کے برے انجام سے بھی سبق حاصل نہین کرسکتے؟ لو آؤ اب ہم تم آپس مین اتفاق کرلین محبت اور اخوت کے ٹوٹے ہوئے رشتہ کو پھرسے جوڑکر اپنے اسلام کا کامل ثبوت دین۔ اور زمانہ جو کچھ ہم سے چاہتا ہی وہ کرین۔ اور اسلام کی مبارک نسلین کہلانے کے مستحق ہون۔ ہر عاقل اس بات کو سمجھ سکتا ہی کہ بزرگان دین کے حق مین برے اور ناشائستہ الفاظ استعمال کرنے سے اون کو کوئی نقصان نہین پہونچتا۔ تمام تر نقصان ہمین کو پہونچتا ہے۔ کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ فحش کلام کے استعمال سے انسان کے دل مین بدی اور بدطینتی اور بداخلاقی اور تاریکی پیدا ہوتی ہی اور رفتہ رفتہ

قلب سیاہ ہوجاتا ہی جو اسلام کے مقصد اعلیٰ کے برخلاف ہے - اور اوسکی بُرائی کا بچاؤ خود یہی ایک کافی ثبوت ہے - بلاشک وشبہ اہلبیت کی محبت اور ہمدردی نہایت عمدہ اور نیک کام ہے اور دل کو پاک اور ایمان کو مضبوط کرتا ہی - مگر اہلبیت سے مراد صرف آل رسول مقبولؐ ہی نہین ہین بلکہ اقارب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (جنمین حضرت علی مرتضیٰؓ اول شمار کئے گئے ہین - کیونکہ حضرت علیؓ آل رسولؐ نہین ہین یہ ابن عم یعنی چچازاد برادر رسول اکرمؐ و داماد پیغمبر خدا صلعم ہین) اور کُل ازواج مطہراتؓ نبی صلعم جنکی شان مین آیات قرآن نازل ہوئی ہین (جنمین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ شامل ہین) اور جمیع اولادؓ رسول اللہ صلعم جو تفسیر قرآن ہین یہ سب اہلبیت مین شامل ہین سو صرف آل رسولؐ کو ماننا اور دوسرے اہلبیت کو جن سے تمامی اہل خانہ مراد ہین نہ ماننا - اور بزرگان دین اور جان نثاران ومحبان رسول اکرم صلعم کے حق مین بُرے اور ناشائستہ الفاظ استعمال کرنا گویا اون تمام نیکیون کو برباد کرنا - اور برائی حاصل کرنا اور سب کو خراب کرنا ہی - بلکہ ہمکو اونہین بزرگان دین کے اخلاق اور اطوار کو اپنا شعار بنانا چاہیئے - کیونکہ آج وہ زمانہ روشنی کا آگیا ہی کہ تعصب کا پردہ جو آنکھون پر پڑا ہوا تھا کھل گیا - پس ہم تم اپنی غلطیون پر نادم ہون اور بزرگان دین کے پاک نام کی جو عزت و توقیر اور تعظیم و تکریم ہم کو کرنی واجب ہی وہ کرین ✠

## مقدمہ

ا - برادران اہل اسلام پر مخفی نہ رہے کہ یہ کتاب موسوم بہ "افضل السیر" ملقب بہ ہشت گوہر یعنی سوانح عمری ہشت تن پاک" آٹھ باب پر منقسم ہے پھر ہر ایک باب چند فصلون پر مشتمل ہے - اور بعض فصل مشتمل ہی اور پر چند دفعات اور

ضمیمہ و فوائد۔ یعنی باب اول دربیان سیرۃ آنحضرت پیغمبر خدا احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔ و باب دوم در بیان سیرۃ جانشین ختم المرسلین
وسالار راستاں سید الابرار جناب امیر المومنین امام المتقین خلیفۃ الرسولؐ اللہ حضرت عبداللہ
ابوبکر صدیق عتیق ابن ابو قحافہ عثمان قریشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ و باب سوم
دربیان سیرۃ جناب امیر المومنین امام المتقین حضرت ابوحفص عمر فاروق ابن
الخطاب عدوی القریشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و باب چہارم دربیان سیرۃ
جناب امیر المومنین امام المتقین۔ منبع جود وسخا معدن حلم وحیا۔ حبیب حبیب الرحمٰن
جامع آیات قرآن۔ حضرت ابوعبداللہ عثمان غنی و ذوالنورین ابن عفان الاموی
القریشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ و باب پنجم دربیان سیرۃ جناب امیر المومنین امام المتقین
قدوۃ المسلمین و زبدۃ الاولین والسابقین مظہر العجائب والغرائب۔ اسد اللہ
الغالب۔ مطلوب کل طالب۔ حضرت علی ابن ابی طالب درہ داماد رسول مقبولؐ
والد حسنینؓ و شوہر بتولؓ مرتضیٰ شیر خدا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ و باب ششم
دربیان سیرۃ جناب ام حسن سیدۃ النسا حضرت فاطمۃ زہرا (سرور اوران زنان جہان)
بنت آنحضرت پیغمبر خدا صلعم۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ و باب ہفتم دربیان سیرۃ
جناب امیر المومنین امام المتقین۔ سبط و ریحان رسول مقبولؐ۔ و جگر گوشہ و جان
بتولؓ لخت جگر علی مرتضیٰؓ شیر خدا۔ حضرت سیدنا ومولانا ابو محمد الحسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ
و باب ہشتم دربیان سیرۃ جناب امیر المومنین امام المسلمین۔ راکب دوش رسولؐ۔
زیب آغوش بتولؓ۔ شیر دلیر بیشۂ کرب و بلا۔ ثابت قدم مقام رضا۔ امام الثقلین
جان کونین سلطان دارین۔ حضرت سیدنا ومولانا ابوعبداللہ الحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اور واضح ہوکر شایقین کی آسانی کے خیال سے ہر جلد کے صفحہ اول مین اوسکے ابواب وفصول و دفعات کی تفصیل بھی بصورت فہرست منسلک کر دیگئی ہے ۔

۲۔ پوشیدہ نہ رہے کہ آنحضرت رسول اللہ صلعم کی مقدس منصب کو انتظام امور دنیا کے ساتھ کچھ تعلق نہ تھا۔ وہ تو اس سے کہین بلند او ربرتر تھا۔ نہ وہان سلطنت تھی نہ بادشاہت۔ آپکا کام صرف رسالت کا تھا۔ دین کی اشاعت اسلام کی ترقی شریعت کی تعلیم۔ اوامر ونواہی الٰہی کی تلقین وعلیٰ ہذالقیاس۔ پھر اب سیکڑون برس کے بعد (جو زمانہ رسالت سے اس وقت تک گزرے ہین) جو حضرات شیعہ حضرت علیؓ کو خلیفۂ بلافصل کہتے ہین اس کا کیا باعث؟ آخر وہ کس قانون تمدن کے اصول پہ فیصلہ کرنا چاہتے ہین۔ دو ہی صورتین ہین۔ یا تو انتخاب کی بنا پہ یا وراثت کے اصول پہ مگر ہم دیکھتے ہین کہ حضرات شیعہ عموماً وراثت ہی کے اصول کو مد نظر رکھتے ہین۔ مگر وراثت کے اصول کے لحاظ سے سچ پوچھیے تو آنحضرت صلعم کے بعد دنیوی خلافت کا حق نہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو تھا نہ حضرت عمر فاروقؓ کو نہ حضرت عثمان غنیؓ کو اور نہ حضرت علی مرتضیٰؓ کو سب سے پہلے حضرت امام حسنؓ اور اون کے بعد حضرت امام حسینؓ کا حق تھا۔ اور پھر اون کے بعد اون کی اولاد کا (کیونکہ اولاد کے رہتے داماد یا چچا زاد بھائی کا حق ہو نہین سکتا) اور اگر انتخاب کے اصول پر آیئے تو جب لاکھون آدمیون نے بالاجماع ہر چہار خلفائے راشدین کو یکے بعد دیگرے اپنا امام اور امیر بنایا تو پھر اوسمین اب ہمکو چون وچرا کرنا کیا معنی۔

۳۔ اے یارو! کیا تم نہین جانتے کہ آنحضرت رسول اللہ صلعم نے اپنے مرض الموت مین ایک ہفتہ قبل اپنی وفات سے حضرت ابوبکر صدیقؓ ہی کو

نماز مین امامت کا حکم فرمایا جو مسلمانون کے امور کا اصل مذہبی حصہ تھا۔ پس اسی سے اون کے امور دنیا مین خلیفہ ہونے کا ایما نکلتا تھا۔ اور اگرچہ اس کو آنحضرت صلعم کا کوئی صریح فیصلہ اس امر خلافت کی نسبت نہین کہہ سکتے۔ بااینہمہ اشارۃً اور کنایتاً ضرور اوس امامت سے آپکا یہی مطلب تھا۔ کیونکہ وہان حضرت علیؓ و حضرت عثمانؓ و حضرت عمرؓ وغیرہ بہتیرے اصحاب کبار موجود تھے۔ مگر آنحضرت صلعم نے صرف حضرت ابوبکر صدیقؓ ہی کو امامت کا حکم دیا۔ حالانکہ لوگون نے نماز پڑھانے کی نسبت آپ سے حضرت عمرؓ کی سفارش کی تھی۔ لیکن آنحضرت صلعم نے ایک نہ سنا بار بار بہ تکرار یہی فرمایا کہ "ابوبکر کو کہو کہ لوگون کو اپنی امامت سے نماز پڑھائین"۔

۴۔ ہنوز آنحضرت رسول اللہ صلعم کی وفات کو چند ساعتین بھی نگذری تھین اور صبح کی شام بھی نہوئی تھی اور اصحاب رسول اللہ ابھی آنحضرت سرور کائنات مفخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز وتکفین کی فکر ہی کر رہے تھے کہ اون کے پاس خبر پہونچی کہ انصار یعنی اصحاب مدینہ بنی ساعدہ کے سقیفہ مین اس غرض سے جمع ہوئے ہین کہ اپنے مین سے ایک شخص کو اپنا امیر اور خلیفہ منتخب کرلین۔ پس یہ خطرناک واقعہ سنکر حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ باوجود خطرہ کے سقیفۂ بنی ساعدہ کی طرف دوڑے۔ اور حضرت ابوعبیدہؓ راستے مین اون کے ساتھ ہولئے۔ اور دو انصار بھی اون کے شریک ہوئے۔ وہان پہونچکر کیا دیکھتے ہین کہ انصار نے سعد بن عبادہ کو نامزد اور موسوم کرلیا ہے۔ مگر ابھی اوس کے ہاتھ پر بیعت نہین ہوئی ہے۔ بالجملہ یہ تینون اصحاب مہاجرین مجمع انصار مین پہونچتے ہی اون کو فہمایش کرنے لگے کہ آنحضرت پیغمبر خدا صلعم کی حدیث موجود ہے کہ "سردار اور امام قریش ہی مین سے ہونا چاہئے"۔ پس تمام مہاجرین

و انصار اس پر راضی ہوگئے۔ اوس وقت انتخاب خلیفہ کی نسبت حضرت ابو بکر صدیقؓ نے کہا کہ حضرت عمرؓ اور حضرت ابو عبیدہؓ مین سے ایک کو انتخاب کر لو۔ تب حضرت عمرؓ اور حضرت ابو عبیدہؓ نے کہا کہ نہین حضرت ابو بکر صدیقؓ اس کے لائق ہین۔ اونھین کو منتخب کر لو۔ کیونکہ ایک تو وہ یار غار آنحضرت نبی صلعم۔ دوسرے آپ کے جان نثار و شفیق ہمدم۔ اور تیسرے آنحضرت سید المرسلین و خاتم النبیین صلعم نے اپنے سامنے ان کو اپنی امامت سے لوگون کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ گویا تمام دنیا کے امام اور پیشوا نے اون کو پیش امام بنایا۔ پس ساری اصحاب کبار مہاجرین و انصار دست حق پرست پر حضرت ابو بکر صدیقؓ کے بیعت کرنے کو متفق ہو گئے۔ اوس وقت حضرت عمر فاروقؓ نے سبقت کی اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ پھر تو تمام مہاجرین و انصار نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنی شروع کی حتے کہ عام طور پر لاکھون اصحاب بالاتفاق و برضا و رغبت اپنے تین روز تک برابر بیعت کرتے رہے۔ اگر اوس مجلس سقیفہ بنی ساعدہ مین حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ بھی موجود ہوتے تو وہ بھی ایک دوسرے کی نسبت یہی کہتے اور خود اس بار عظیم کے اوٹھانے پر راضی نہ ہوتے۔ چہ جائے کہ درخواست اور خواہش کرتے۔ اگر حضرت علیؓ کو حضرت ابو بکرؓ کے خلیفۂ رسول اللہؐ ہونے کی جہت سے کچھ رنجش ہوتی تو وہ کیون اون کے ہر کام مین شریک رہتے۔ اور اون کے ہمدم و یار اور مشیر و وزیر ہوتے۔ کیونکہ یہ واقعۂ تاریخی تو ظاہر ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی خلافت کے زمانہ مین اون کے چار یار مشیر و سردار رہتے۔ دو ملکی اور دو فوجی انتظام کے لئے۔ حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت علیؓ مرتضیٰ تو دار الخلافت مدینہ مین اون کے وزیر و مشیر اور ملکی انتظام مین

شریک و معین تھے اور حضرت ابو عبیدہؓ اور خالد بن ولیدؓ سرداران فوج تھے۔
مگر افسوس حضرت ابو بکر صدیقؓ کی خلافت کا قلیل زمانہ (یعنی دو سال تین مہینے ۱۰ دن)
عرب کی بغاوت اور فساد کے دفع کرنے مین گذر گیا۔ جس مین تمام اصحاب رسول اللہؐ
دل و جان سے شریک تھے۔ پس حضرت ابو بکر صدیقؓ کو کل اصحاب رسول مقبولؐ مین
حضرت عمرؓ سے سب سے زیادہ مدد ملی۔ اور اون کی قوت اور قابلیت کے
سب ہی قائل تھے۔ اسی واسطے حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اپنی وفات کے وقت
تمام اصحاب رسول اللہ سے مشورہ کر کے بالاتفاق حضرت عمرؓ کو اپنا جانشین موسوم کیا
۵۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے اس انتخاب کی عمدگی حضرت عمرؓ کے زمانۂ خلافت
کی کامیابیون سے ظاہر ہے۔ (جن کا بیان سیرت و خلافت و فتوحات مندرجہ
باب سوم مین ملاحظہ فرمانے سے معلوم ہوگا)۔ انکی خلافت مین حضرت علیؓ اور حضرت
عثمانؓ اور تمام اصحاب رسولؐ اللہ ان کے شریک و مشیر اور صلاح کار و معاون
اور معین تھے۔ حضرت عمرؓ کو اپنی ناگہانی وفات کے باعث اپنی جانشینی کے متعلق
کوئی قطعی اور قابل اطمینان فیصلہ کرنے کا موقع نہین ملا۔ حضرت عمرؓ نے دس سال
چھ مہینے آٹھ دن خلافت کی۔
۶۔ حضرت عمرؓ نے اپنی دانائی اور دور اندیشی سے اصحاب رسول اللہؐ
مین سے چھ اشخاص یعنی حضرت عثمانؓ۔ و حضرت علیؓ۔ و عبد الرحمنؓ۔ و سعدؓ۔
و زبیرؓ۔ اور طلحہؓ کو انتخاب کر کے فرمایا کہ انھین مین سے ایک شخص کو آپس مین مشورہ
کر کے خلیفہ منتخب کر لینا۔ اس خیال سے کہ یہ لوگ بہترین اصحاب رسولؐ اللہ مین سے
ہین۔ جن سے آنحضرت صلعم مرتے دم تک نہایت خوش اور راضی تھے۔

اور یہ بھی مآل اندیشی کی راہ سے خیال فرمایا کہ ان سب کے اتفاق اور تائید سے جو شخص خلیفہ ہوگا۔ اوس کی نسبت پھر کوئی جھگڑا اور اختلاف نہ ہوگا۔ مخفی نہ رہی کہ حضرات شیخین کی خلافت مین حضرت علیؓ کو کبھی خیال اپنے خلیفہ ہونے کا ہرگز نہین ہوا۔ مگر اس انتخاب مین حضرت علیؓ ایک گونہ شخصی خلافت کے خواہشمند تھے۔ لیکن وہ منتخب نہ ہوسے۔ حضرت عثمانؓ بسبب کثرت راے اجماع و جمہور کے خلیفہ سوم منتخب ہوے مگر باوجود اس کے بعد اس انتخاب کے حضرت علیؓ برابر اون سے موافقت کے ساتھ صلاح و مشورہ مین شریک اور ہمدم و رفیق شفیق بنے رہے (یہ دونون صاحب آپس مین ہمزلف تھے) حضرت عثمانؓ نے بارہ روز کم بارہ برس خلافت کی مگر نو برس تو موافق دستورالعمل حضرت عمرؓ اور حضرت ابوبکرؓ کے بہت اچھا انتظام رہا۔ کیونکہ اونھین دونون بزرگوار کے قانون پر برابر چلا کئے۔ لیکن پچھلے تین برسون مین اون کی طبیعت کی نرمی اور انتظام خلافت مین نرم اور رکمزوری ہاتھون سے کام لینے کے باعث سے سیاست مدن اور انتظام سلطنت کے تمام اصول درہم و برہم ہوگئے۔ آخرش حضرت عثمانؓ بلوائی مسلمانون کے بیرحم ہاتھون سے ذبح کئے گئے۔ اور اون کی خلافت کا خاتمہ ہوگیا۔

۷۔ اوس وقت حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ کے جانشین ہوئے۔ مگر حضرت عثمانؓ کے قتل کا اون کے قاتلون سے بدلا لینے کے واسطے بغاوت ہوگئی اور امیر معاویہؓ نے (جو امیر شام تھے) حضرت علیؓ کی خلافت کو تسلیم کرنے سے بظاہر اسی وجہ سے انکار کیا کہ پہلے حضرت عثمانؓ کے قاتلون سے بدلا لیا جاے۔ مگر حضرت علیؓ اس پر قادر نہ تھے۔ کیونکہ اوس وقت اعراب کوفہ کو اپنا مخالف بنا لینا جن مین حضرت

عثمانؓ کے قاتل بھی ستھے مصلحت سمجھا نا۔ چونکہ اوس وقت تک آپکی خلافت کو پورا استحکام حاصل نہ ہوا تھا۔ اسی اثنار مین امیر معاویہؓ کو ملک شام مین اپنی جدا خلافت قائم کر لینے کا عذر پیدا ہوگیا اور وہ علٰحدہ ہوگئے۔ اول جمل کی لڑائی حضرت عائیشہ صدیقہؓ وغیرہ سے اسی عذر پر ہوئی جس مین جانبین سے دس ہزار آدمیون کا خاتمہ ہوگیا۔ بعد ازان جنگ صفین مین جو امیر معاویہؓ کے ساتھ ایک بڑی خونخوار لڑائی ہوئی تھی ستّر ہزار مسلمان مسلمانون کے ہاتھ سے ہر دو جانب سے قتل ہوئے۔ یعنی امیر معاویہؓ کی طرف اہل شام پینتالیس ہزار آدمی مارے گئے۔ اور حضرت علیؓ کی طرف پچیس ہزار آدمی نقصان ہوئے۔ غرض ان دونون لڑائیون مین اسّی ہزار مسلمان مقتول ہوئے۔ اور یہ واقعہ مسلمانون کے درمیان حضرت علیؓ کی خلافت مین پہلی پہل ہوا۔ اس جنگ صفین مین حضرت علیؓ کو فتح حاصل ہوگئی تھی مگر عمرو بن عاص کی غضبناک پالیسی (حکمت) چل گئی۔ پھر طرفین سے ایک ایک شخص حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰؓ اور امیر معاویہؓ کے درمیان فیصلہ کرنے کے واسطے منصف اور حکم مقرر ہوا۔ ابو موسیٰ اشعری تو حضرت علیؓ کی طرف سے اور عمرو بن عاص امیر معاویہؓ کی جانب سے۔ عمرو بن عاص بڑا ہی چالاک شخص تھا۔ اور ابو موسےٰ نہایت سادہ لوح۔ چنانچہ ابو موسیٰ اشعری عمرو بن عاص کے دام فریب مین آگئے۔ دونون نے باہم یہ مشورہ کیا کہ سر دست حضرت علیؓ اور معاویہؓ دونون حضرات خلافت سے معزول کر دئے جائین۔ بعد ازان لوگون کی راے سے ایک خلیفہ انتخاب کر لیا جاے گا۔ چنانچہ ابو موسیٰ نے ایسا ہی لوگون مین پکار دیا۔ مگر عمرو بن عاص نے کہا کہ ابو موسیٰ نے اپنے خلیفہ کو معزول کیا ہے۔ لیکن مینے اپنے خلیفہ امیر معاویہ کو

بحال رکھا - تاہم ایسی حکمت اور تدبیر سے حضرت علیؓ اپنے حق سے معزول نہیں کئے جا سکتے تھے -
وہ کوفہ میں جسکو اونھوں نے مدینہ چھوڑ کر اپنا دارالخلافت بنایا تھا خلیفہ رہے - شام ایک
خود مختار اور جداگانہ صوبہ بنگیا تھا مگر حضرت علیؓ کی پاک زندگی نے وفا نہ کی کہ اوس کا
کچھ آیندہ بند و بست کرتے - آخر جنگ نہروان میں خارجیوں کا خاتمہ کرنے کے
تھوڑے ہی دنوں بعد عبدالرحمن ابن ملجم ملعون کے زہر آلود خنجر سے آپ شہید ہوگئے -
آپ نے چار سال نو ماہ اور تین دن خلافت کی -

۸ - حضرت امام حسنؑ بعد شہادت جناب امیر علیہ السلام کے خلیفہ
اور جانشین مقرر ہوئے - تمام لوگوں نے بالاتفاق کوفہ میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کی
بعد سات ماہ کے حضرت امام حسن علیہ السلام نے اُمت رسول اللہؐ کے سر سے اس فتنہ و
فساد کو دور کر دینے کے واسطے اور لوگوں کو قتل ناحق اور ضائع ہونے سے بچانے
کے لئے تمام خلافت امیر معاویہؓ کے سپرد کی - اور رفع شر و نفاق کے لئے اون کے
ہاتھ پر بیعت کی - اور خود مدینہ میں جا کر گوشہ نشینی اختیار کرلی - کیونکہ آنحضرت پیغمبر خدا صلعم
نے فرمایا تھا کہ "خلافت برحق آپ کے بعد تیس برس رہیگی - بعد ازاں بادشاہت اور
سلطنت ہوجائیگی" - پس امام حسنؑ نے دیکھا کہ بنا بر اس حدیث کے خلفائے اربعہ نے
اونتیس برس اور چھ مہینے خلافت کی اور آپ نے بھی چھ ماہ سے زیادہ - پس کامل تیس
برس گزر گئے اب خلافت رسول اللہ نہ رہی - سلطانی بادشاہت اور سلطنت ہوگئی -
لہذا خلافت دنیا آپ نے امیر معاویہؓ کو تفویض کر دی - اور اس واقعہ کے بعد آپ کل
نو برس اس دار فانی میں مقیم رہے -

۹ - امیر معاویہؓ کو حضرت امام حسنؓ کے خلافت سے دست بردار ہونے

تمام مفتوحہ ممالک اسلامیہ پر اپنا تسلط بٹھا لینے کا موقع ملگیا۔ پھر بعد رحلت امام حسن علیہ السلام کے امیر معاویہ نے اپنے بیٹے یزید کو بظاہر رفع شر کے بہانے سے صرف اپنا جانشین ہی نہین مقرر کیا۔ بلکہ اوس کے ہاتھون پر تمام مسلمانون سے بیعت کرائی۔ پس بعد وفات امیر معاویہ کے یزید پلید نے مدینہ کے لوگون سے بیعت چاہی۔ مگر امام حسین علیہ السلام نے ہرگز اوسکی بیعت قبول نہ کی۔ کیونکہ وہ اسکی قابلیت نہ رکھتا تھا دوسرے وہ زانی اور شرابی مشہور تھا۔ پھر کوفیون نے آپکو ڈیڑھ ہزار عرضیان لکھکر زبردستی بلوایا کہ آپ تشریف لائیے۔ آپکے ہاتھ پر ہم سبکے سب بیعت کرینگے۔ بالجملہ یزید پلید کے ظلم وستم سے حضرت امام حسین کی المناک شہادت اور آل رسول صلعم پر جور وجفا کے پر درد واقعات کا داغ قیامت تک نہ اوٹھیگا۔ اونکی ایسی بیرحمی سے شہید ہونے پر تمام دنیا اب تک روتی ہی اور قیامت تک رویگی۔

۱۰۔ تمام کتاب کا لب لباب مختصراً ان چند سطرون مین باین غرض لکھا گیا ہے تاکہ شائقین ناظرین کو تمام واقعات مجملاً پیش نظر ہوجائین۔

۱۱۔ پس جاننا چاہیئے کہ خلافت برحق بعد آنحضرت رسول اللہ صلعم کے صرف اصحاب اربعہ تک رہی۔ یعنی اول خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رض۔ و دوم خلیفہ حضرت عمر فاروق رض۔ وسوم خلیفہ حضرت عثمان ذی النورین رض۔ اور چہارم خلیفہ حضرت علی مرتضیٰ رض اب خواہ مخواہ اون کے حالات سے بحث کرنا اور اسلام مین تفرقہ ڈالنا نہایت نقصان دہ امر ہے۔ کیونکہ مذہب اسلام اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے بعد نہ اَشْهَدُ اَنَّ اَبَا بَكْرِ اِلصِّدِّيْقِ اَوَّلُ خَلِيْفَةُ رَسُوْلُ اللّٰهِ بِالتَّحْقِيْقِ کہنے کی اجازت دیتا ہی اور نہ اَشْهَدُ اَنَّ عَلِيًّا وَلِيُّ اللّٰهِ وَصِيُّ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَخَلِيْفَتُهٗ بِلَا فَصْلٍ۔

کہنا ہمارا جزو ایمان ہے - بلکہ اس دین پاک اسلام کے لئے تو بانی اسلام نے بحکم خدا صرف اول ہی دو تشہد قائم کیے ہین اور وہی کافی ہین +

## سبب تالیف

۱ - واضح ہو کہ بلدۂ مرشدآباد - جو سابق دار السلطنت بنگالہ اور اب ایک چھوٹا سا شہر دریاے بھاگرتی پر واقع ہی اور جہان نوابان عالیشان اہل تشیع خاندان میر جعفر مرحوم سے پنشن خوار انگلش گورنمنٹ کچھ کم ڈیڑھ سو برس سے بستے ہین - وہان کے لوگ بہت متعصب ہین - ۱۷۵۷ء عیسوی مین اول لڑائی ناظم بنگالہ سراج الدولہ بہادر سے (جو سنی المذہب تھے) مقام پلاسی مین انگریزون کے ساتھ جنکے سپہ سالار مسٹر کلایو تھے ہوئی تھی اس جنگ مین سراج الدولہ کی فوج مین بھی میر جعفر (جو شیعہ مذہب تھے) سپہ سالار تھے - انہین کی وجہ سے اونکی فوج نے شکست کھائی - کیونکہ یہ انگریزون سے مل گئے اور اون سے سازش کر لی تھی - تب بیچارہ سراج الدولہ میدان جنگ سے فرار ہو گیا - اور اوس کی فوج بے سروسامانی کی حالت مین تین دن کی بھوکی پیاسی بسبب میر جعفر کے رسد نہ مہیا کرنے کے اوس میدان جنگ کرب و بلا سے پسپا ہوئی - اوس وقت مسٹر کلایو (جو اسی جنگ کے باعث اول لارڈ کلایو ہوئے) سرسبز و فتحیاب ہوئے - بنگالہ کو فتح کر لیا اور کمپنی بہادر کا اوس پر پورا دخل و قبضہ ہو گیا - اسی نصرت پر میر جعفر کو سرکار کمپنی بہادر کی جانب سے نام کی صوبہ داری ہوئی - اور خطاب ناظم صوبۂ بنگ و بہار و اوڑیسہ عطا ہوا - اور پنشن معین ہوئی - مگر انگریزی گورنمنٹ کی طرف سے تمامی بنگالہ کا نہایت ہی عمدہ انتظام اور بندوبست ہوا اور اوس وقت یہ بھی عہدنامہ ہوا تھا کہ جب تک گورنمنٹ انگلشیہ قائم اور قابض رہیگی خاندان میر جعفر کے ارکین برابر وظیفہ پائینگے -

چنانچہ اوسی عہدنامہ کی بنا پر اب تک رحم دل اور عادل گورنمنٹ اون کی اولاد اور بہت افراد اون کو پنشن دیتی اور اونکی پرورش کرتی ہے - اب اس وقت جو وہان کے رئیس اعظم ہین یعنی ہز ہائنس احتشام الملک رئیس الدولہ امیر الامرا نواب سر سید حسن علیخان بہادر مہابت جنگ - جی - سی - آئی - ای نواب بہادر مرشدآباد - وہ صرف اپنی ذات سے نہایت ہی عمدہ اور عالی خیال رئیس ہین - بے تعصب منصف طبع رحم دل اور خدا ترسی کی اعلی صفت کے علاوہ اونکے مزاج مین اچھی باتون کے پرکھنے کی صلاحیت بھی خدا نے دی ہے (مین بہت دنون تک آپ کی ملازمت مین سرفراز رہا ہون) مگر اوس خاندان کے اور ارا کین اور اونکے عزیز و اقارب بہت ہی متعصب واقع ہوئے ہین - اور شہر کے اکثر باشندے سخت متعصب شیعہ اور جاہل ہین - اونھین متعصب لوگون کی وجہ سے تبرا گوئی کی نسبت محرم کے زمانہ مین سنیون اور شیعون کے درمیان اکثر فساد برپا ہوا کرتا تھا - لیکن چند سال سے کچھ ایسی عمدہ کارروائی گورنمنٹ بنگالہ کی جانب سے ہوئی کہ الحمد للہ اب مرشدآباد تبرا گوئی کی نجاست سے بالکل پاک و صاف ہوگیا ہے -

۲ - عام مسلمانان ہند پر ظاہر ہے کہ ۲۷ ماہ اگست سنہ ۱۸۹۹ء مطابق ۱۰ ماہ محرم الحرام سنہ ۱۳۱۷ ہجری نبوی صلعم کو بروز عاشورہ شہر مرشدآباد کے فرقہ سنی اور شیعہ مین اسی تبرا گوئی کے بارے مین ایک ہنگامہ عظیم رستخیز نما واقع ہوا تھا - اوس وقت تمام معتبر اخبارات ہندوستان (انگریزی و اردو) اکثر اوقات اپنے اڈیٹوریل کالم کو اسی بحث و گفتگو سے صفحے کا صفحہ سیاہ کرتے رہے ہین - اس ہنگامہ مین کتنون کے سر ٹوٹے کتنون نے مار کھائی اور کتنون کی کمرین ٹوٹین - کشت و خون کے بعد جانبین سے مقدمات عدالت فوجداری مین دائر ہوئے - بہت دنون تک مقدمہ پیش رہے -

اور فریقین کی طرف سے رقم کثیر اس بیفائدہ کی تکرار میں صرف ہوئی - آخر کو مجسٹریٹ
ضلع نے یہ فیصلہ کیا کہ "تا نزول حکم ثانی گورنمنٹ بنگال کوئی شخص نام بنام تبرا نہ کہے"
یعنی صرف عام طور پر دشمنان اہلبیت پر تبرا کہنا (جس سے سنیون کو عذر نہ ہو) عدالت
سے جائز رکھا گیا - مگر اس فیصلہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی حیلہ اور بہانے سے شیعون نے اور بھی
زیادہ زور باندھا اور حد سے کہین تجاوز کر گئے - یعنی اوسی سال کے چہلم مین وہ دھوم
مچائی کہ اسی ٹٹی کی آڑ مین تمام بزرگان دین کے پاک نامون پر حتی کہ سنیون اور اونکے
آبا و اجداد بلکہ اپنے اپنے بزرگوارون پر بھی خوب ہی دل کھولکر تبرے کہے - آخر ش
ہر کمالے را زوال اور ہر فرعونے را موسیٰ کا مصداق ہوا یعنی بیچارے غریب مظلوم
سنیون نے عاجز آکر اور حالت کرب و بلا مین پڑکر ۲ جولائی ۱۸۹۱ء کو - منجانب مولوی
ظل الرحمٰن صاحب عرف راجہ میان زمیندار طالب پور - و ۲ مولوی چودھری حفاظت اللہ
صاحب - و ۳ مولوی چودھری کرامت اللہ صاحب - و ۴ مولوی چودھری کرامت اللہ
صاحب - و ۵ مولوی محی الدین حسن صاحب و مولوی مہدی حسن صاحب وغیرہ
زمینداران سالار و سیج گاؤن ضلع مرشدآباد - ایک میموریل (۶ صد اشخاص) جناب نواب
لفٹننٹ گورنر بہادر بنگالہ کے حضور مین پیش کی - اور ایک دوسری میموریل احمد بخش
لاہوری - و ۲ داؤد خان کابلی - و شیخ ۳ پیارا - و شیخ ۴ اسمٰعیل - و شیخ ۵ ہاشم علی - و شیخ ۶ عباس وغیرہ
مظلوم ساکنان چوک شہر مرشدآباد نے بھی (جن پر مقدمے حضرات شیعہ کی جانب سے
دائر کیے گئے تھے) پیش کی - اور ایک ضمیمہ بھی ساتھ ہی اوس میموریل کے منسلک کر دیا
جسمین تمام فیصلجات فوجداری شہر مرشدآباد و لکھنؤ و فتح پور و ہائیکورٹ الہ آباد وغیرہ
بابت منع تبرا اور اشتہارات نوابان عالیشان و حکام لوکل گورنمنٹ و استفتاء

مجتہد اہل شیعہ مع ترجمہ انگریزی دربارہ امتناع تبرا مشتمل تھے۔ حضور نواب
لفٹننٹ گورنر بہادر بنگالہ بمجرد موصول ہونے میموریل کے ۲۲ جولائی ۱۹۰۱ عیسوی کو
مرشدآباد رونق افروز ہوئے۔ اور تمامی صاحبزادگان و نوابان عالیشان کو جمع کرکے
روبرو اپنے اسٹاف اور حکام ذوی الاحترام لوکل گورنمنٹ کے ایک طولانی اسپیچ
نہایت ہی فصیح و بلیغ بیان فرمائی۔ اور سخت اور قطعی ممانعت تبرا گوئی کی کی۔ بعدازان
دسوین اور گیارہوین ماہ اگست ۱۹۰۱ع کو گورنمنٹ بنگال سے دو قطعہ ٹیلیگرام یکے
بعد دیگرے بنام مسٹر جی ای منٹی کلکٹر و مجسٹریٹ ضلع مرشدآباد بھیجی۔ اور واسطے عمدہ
انتظام جہتہ دفعیہ فساد تبرا گوئی کے تاکید مزید فرمائی۔ اور مسلمانان ضلع مرشدآباد
یعنی اہل سنت و جماعت کی میموریل پر جو بنگال گورنمنٹ نے جواب دیا تھا وہ ۱۵ و ۱۷
ماہ اگست ۱۹۰۱ع کو گورنمنٹ کی جانب سے اسٹیٹسمین اور انگلشمین اور ڈیلی نیوز وغیرہ
پرچہ اخبار میں چھپکر شائع ہوا تھا بنابر تعمیل حکم گورنمنٹ عالیہ مسٹر منٹی نے بتاریخ ۱۳ اگست
۱۹۰۱ع اشتہارات بابت منع تبرا تمام شہر کی گلیوں اور کوچوں میں چسپاں اور آویزاں
کرادئے۔ پھر دوسرے سال بتاریخ ۲۶ ماہ جولائی ۱۹۰۲ع مسٹر اے اے ای ہارورڈ مجسٹریٹ
ضلع مرشدآباد نے ایک دوسرا جدید اشتہار تمام شہر میں اور ہر نوابزادوں کی ڈیوڑھی
میں جاری اور مشتہر کرادیا جسکی نقل ذیل میں کیجاتی ہے۔ وہو ہذا۔

## اشتہار

"امسال محرم میں واسطے دفع سبب قضیہ و فساد کے انتظام مندرجہ ذیل
کیا جاتا ہے جسکی تعمیل کماحقہ ہونی چاہیے۔

نمبر۱- جلوس تعزیہ کے ساتھ کسی عام جگہہ مین کوئی شخص کسی قسم کا تبرّا نہ کہے-

نمبر۲- جو شخص عام جگہہ مین تبرّا کہیگا وہ فوراً گرفتار ہوگا- اور فوجداری سپرد کیا جائیگا-

نمبر۳- بتاریخ دسوین محرم یعنی منزل کے روز جس قدر بندوق اور تلوار نظامت کا جلوس کے ساتھ نکلنا معمول ہے- اوسکے سوا کوئی دوسری بندوق اور تلوار کوئی شخص نہ نکالے- مگر بغیر خاص اجازت مجسٹریٹ ضلع کے اور نیز نیزہ اور سخت ضرب پہونچانے والی لاٹھی کے جلوس مین نکالنے اور لیجانے کی ممانعت ہے-

نمبر۴ جلوس تعزیہ نکالنے کے بارہ مین ڈسٹرکٹ پولیس سپرنٹنڈنٹ کے حکم کے مطابق اوسی طور پر اوسی راہ سے (یعنی شاہ راہ عام سے نہین دریا کے کنارے کنارے) اور اوسی وقت پر (ایک وقت مین) تمام جلوس تعزیہ نکلنا چاہیئے حکم دیا جاتا ہے-

نمبر۵ جلوس تعزیہ کے نکالنے کے بارے مین جس طرح پر حکم دیا گیا ہے اوس مین اگر کوئی معترض ہوگا تو وہ فوراً گرفتار ہوگا- اور فوجداری سپرد کیا جائیگا-

نمبر۶ احکام متذکرہ بالا حسب دفعہ ۱۴۴ قانون ضابطہ فوجداری واسطے دفع شر و فساد در بارہ تبرّا گوئی کہ جس سے درمیان شیعہ اور سُنّی کے کشت و خون ہو (نکا احتمال ہے جاری کئے گئے"

پس حسب الحکم نواب لفٹننٹ گورنر بہادر بنگالہ تبرّا بالکل بند کرکے سُنی اور شیعہ کا جھگڑا ایکقلم مٹا دیا گیا- کیونکہ آتش فتنہ کی وہ غضبناک چنگاری تھی کہ رفتہ رفتہ تمام ہندوستان کے مسلمانان یعنی چھ کرور ہند کے اہل سنت والجماعت کے دلون مین شعلہ زن ہوجانے کو کافی تھی-

۳- اوسی زمانہ سے مجھکو یہ خیال تھا کہ شیعیان مرشدآباد کے اس بیجا واہمہ کو کہ اہل سنت وجماعت اہلبیت سے محبت نہین رکھتے کیونکر دفع کیا جاوے - اور ساتھ ہی اوسکے میرے دل مین یہ بھی خیال پیدا ہوا کہ یہ حضرات شیعہ منہ سے تو بہت کچھ پنج تن پاک کا دم بھرتے ہین اور اپنے آپ کو اپنے منہ سے محب اہلبیت کہتے ہین - مگر بھولے سے بھی واقعات وفات امام حسنؓ یا جناب امیر علیہ السلام یا حضرت فاطمہ زہراؓ - یا آنحضرت پیغمبر خدا احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کبھی نہین پڑھتے - سوا سے حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے اور کسی کی رحلت اور وفات پر نہین روتے اسکے کیا معنی - لہذا اسی میرے خیال پر سُنیان شہر مرشدآباد ہنوز ہر سال محرم مین ایک ایسی مجلس کرتے ہین جسین شہادت اور وفات پنجتن پاک پڑھتے اور صدق دلسے آنسو بہاتے ہین - اور ثبوت اپنے مضبوط اعتقاد اور محب اہلبیت ہونے کا کامل دیتے ہین - مگر وہ خدشہ میرے دل سے نہین گیا تھا کہ آخر کیا وجہ کہ حضرات شیعہ سوا سے حضرت امام حسین علیہ السلام کے اور کسی کی مصیبت اور شہادت اور وفات پر نہین روتے - نہ کسی اور کا مرثیہ پڑھتے اور نہ کسی پہ نوحہ اور ماتم کرتے - آخر مجھکو دارالسلطنت کلکتہ مین ایک انگریزی تواریخ سے (جو ڈاکٹر شمبھو چرن دے ایک معزز ذی علم بنگالی بابو نے دکھلائی تھی) معلوم ہوا کہ بعد واقعہ جانگاہ کربلا کے وہ مسلمان (جو کوفہ مین اپنے آپ کو شیعیان علی کہتے تھے - اور پھر لشکر یزید پلید مین شریک ہو کر قتل اولاد رسولؐ مین سرگرم تھے) امام حسین علیہ السلام کے شہید ہو جانے پر نہایت خجل اور شرمندہ ہوئے جدھر جاتے اودھر وہ اور مسلمانون کے انگشت نما ہوتے حتیٰ کہ گالیان منہ کی کھاتے - گویا ہر طرف سے اونھین شیعیان جفاکار پر پھٹکار و خدا کی مار کی للکار و بوچھار تھی - اوس وقت

کوفی لا یونی نے جو شریک افواج یزید پلید تھے اس شرمندگی اور خجالت کے مٹانے
کے واسطے یہ تدبیر سوچی کہ اب اہل مدینہ خصوصاً بنی ہاشم اور بنی فاطمہ سے ربط وضبط
اور رسم و اتحاد بڑھانا چاہیئے۔ آخرش کئی پشتون کے بعد انھین کوفیون نے نہایت ہی
خوش اعتقادی کے ساتھ خاندان اہلبیت پیغمبر خدا صلعم سے اپنے نکاح کا پیغام بھیجا۔ اور
التجا کی کہ اس درخواست کے قبول کرنے سے ہمارے بزرگوارون کی بدنامیون کے
دھبے مٹ جائینگے۔ پس اہلبیت آل حسنین علیہم السّلام نے اپنی آبائی وجدی رحمدلی اور
خدا ترسی سے وہ لڑکیان جو اون کی لونڈیون اور اُم ولد کی طرف سے پیدا ہوئی تھین
کوفیون کے حوالہ کر دین۔ اونھین سے اون کا نکاح ہوا۔ پس اونکی اولاد اپنے آپ کو
سیدزادہ کہنے لگی۔ حتی کہ اونکی نسل اکثر جا بجا فارس کے ملک مین پھیل گئی۔ پھر اوس وقت
اپنے اپنے خاندانی شجرہ کی جوڑ دوازدہ امامون سے ہر ایک نے لگال۔ اور پھر اوسی خجالت
کے پورے دفعیہ کے لئے حضرت امام حسین علیہ السّلام کی شہادت کے کامل تین سو برس
کے بعد ایران مین اونھین کی اولاد نے مجلسین شروع کین اور محرم مین صرف دس روز
واقعات کربلا پڑھے جانے لگے۔ اور یہی کتاب خوانی کی رسم پانسو برس تک یعنی ۵۰۰
ہجری نبویؐ تک برابر جاری رہی۔ ادھر پانسو برس سے یعنی ۹۵ھ ۱۳۱ عیسوی سے جبکہ
تیمور لنگ ہندوستان مین دہلی پر چڑھ آیا اور یہان آکر تعزیہ داری کی اوس نے بنا ڈالی اور
شرک و بدعت کا موجد ہوا۔ تو اوس زمانہ سے آہستہ آہستہ سوز خوانی۔ مرثیہ خوانی تحت اللفظ خوانی
واقعہ خوانی۔ وضعی حدیث خوانی۔ نوحہ خوانی اور سینہ زنی شروع ہوگئی۔ اور
سال بسال انمین ترقی ہوتی گئی۔ اور اب رفتہ رفتہ نوبت باین رسید کہ شرک عام اور
کفر خاص ہوگیا۔ یعنی اب لوگ صریح بُت پرستی کرنے لگے۔ اِسکی تشریح کی کوئی حاجت نہین

اظہر من الشمس ہے۔

۴۔ الغرض اوسی وقت سے مجھکو ان سب باتون کی تجسس و تلاش تھی آخرش گردش ایام مجھکو مرشدآباد سے حیدرآباد لے آئی۔ یہان سبحان اللہ کیسے کیسے بزرگوارون سے ملاقات ہوئی خصوصًا جناب شمس العلما مولوی سید علی صاحب بلگرامی سے جو عالیخاندان اور معزز و ذیشان اور معروف و مشہور ہین۔ اور اس ممالک محروسہ سرکارعالی (نظام گورنمنٹ) مین ایک عہدۂ جلیلہ پر ممتاز ہین یعنی معتمد (سکریٹری) تعمیرات عامّہ و ریلوے و معدنیات سرکارعالی ہین۔ یہ بڑے عالم کامل اور فاضل بے عدیل ہین۔ اور حسن اخلاق مین بھی بے مثل ہین۔ خود صاحب علم و کمال اور دوست صاحب علم و کمال ہین۔ اور اکثر زبانون مین ان کو ایسا عبور ہے جیسی مادری زبان اور مختلف علوم مثل عربی۔ فارسی۔ لاطینی۔ یونانی۔ جرمنی۔ فرانسیسی۔ انگریزی۔ ناگری اور سنسکرت وغیرہ وغیرہ مین کامل قدرت و دستگاہ رکھتے ہین۔ شبانہ روز علوم و فنون کی ترقی پر متوجہ ہین۔ اور اس وقت ہر ایک فن کی کتابون سے اون کا لاجواب کتب خانہ معمور ہے۔ کتب قدیمہ و متاخرہ سے وہ آپ بھی فائدے اوٹھاتے ہین اور اون کی ذات سے خلق اللہ کو بھی بہت ہی فوائد حاصل ہوتے ہین۔ اکثر مین نے بچشم خود دیکھا کہ شائقین نایاب کتابون کی تلاش مین وہان جاتے ہین اور بن پڑا تو ایک آدھ اون سے لے ہی آتے ہین۔ اسی اثنا مین حسب اتفاق محبی و مشفقی مجمع اخلاق حمیدہ و منبع عادات پسندیدہ۔ مخزن الطاف و محبت۔ معدن اعطاف و مروت۔ جناب منشی تفضل حسین صاحب سے جو ہمارے ہموطن ہین اور اوسی سرکار عالی وقار کے ایک دفتر مین ملازم ہین ملاقات ہوئی۔ انکی الفت اور محبت نے مجھکو ایسا ممنون کیا کہ بیان سے باہر ہے۔ الغرض

مین اون سے اکثر اوقات واقعات مرشدآباد بیان کیا کرتا - اور چند کاغذات جو میرے
پاس موجود تھے پڑھکر سنایا کرتا اور ہر دم "دم ہشت تن و دم چار یار" کہا کرتا - ایک روز
اونھون نے فرمایا کہ چار یار تو مشہور ہین مگر ہشت تن کون ؟ تب مینے کہا کہ ہشت تن پاک
یہ ہین - اول جناب خواجۂ کائنات سرور موجودات مفخر ثقلین محرم قاب قوسین احمد مجتبیٰ
محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم - دوم جناب حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ - خسر
رسول مقبول اکرم - و یار غار و ہمدم - و جان نثار پیغمبر خدا صلعم - و پدر بزرگ ریحانہ و محبوبۂ
آنحضرت رسول خدا - و جانشین ختم المرسلین - و خلیفۂ رسول اللہ صلعم - سوم جناب حضرت
عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ - خسر آنحضرت رسولؐ و داماد بتولؓ بنت رسول مقبولؐ
و برادر و داماد حضرت علی مرتضیٰ شیر خداؓ - و دست بازو و مشیر و وزیر و شمشیر و خلیفۂ
آنحضرت رسول اللہ صلعم - چہارم جناب حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
بھانجے و داماد رسولؐ بہر دو ہمشیرگان بتولؓ حبیب حبیب الرحمٰن - جامع آیات قرآن -
سراپا با حیا و الایمان - و خلیفۂ رسول اللہ صلعم - پنجم جناب حضرت علی مرتضیٰ شیر خدا
رضی اللہ تعالیٰ عنہ - برادر و داماد رسولؐ - پدر حسنینؓ و شوہر بتولؓ - و خلیفۂ چہارم رسول مقبول
صلعم - ششم جناب حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا - بنت رسول اللہ بطنی حضرت
خدیجۃ الکبریٰ - زوجہ جناب امیر علی مرتضیٰؓ - و مادر حسنؓ و حسینؓ شہید دشت کربلا - ہفتم -
جناب حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبیرہ و سبط رسولؐ - جگر گوشہ و جان بتولؓ -
و فرزند اکبر حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ - و ہشتم جناب حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
راکب دوش رسولؐ - زیب آغوش بتولؓ - ثابت قدم مقام رضا - شہید کربلا - چہ
ان بزرگوارون کے علحدہ علحدہ اوصاف و مناقب و فضائل و خصائل جو مین نے

مختلف کتابون مین دیکھے تھے۔ اون سے بیان کئے۔ اوس وقت بھی دوست واثق ومحب صادق یعنی منشی تفضل حسین صاحب نے اس عاجز وعاصی سے تاکید بلیغ فرمائی۔ اور رنجیدہ ہوئے کہ لولو رشاہوار فضائل وخصائل۔ و دُر بے بہا مناقب و شمائل ہشت تنِ پاک کو تحریر کی ذریعہ منضبط کرنا چاہئے اور چونکہ اس خاکسار کو بھی کچھہ دنون سے یہی منظور خاطر تھا کہ ایک مختصر سا رسالہ موسوم بہ ”دم ہشت تن و دم چار یار“ کسی طرح لکھا جاسے۔ مگر بسبب کم بضاعتی اور کم علمی کے اس بار عظیم کے اوٹھانے کی جرات نہین کرسکتا تھا۔ آخرش اس شغل بیکاری مین بقولے ”پراگندہ روزی پراگندہ دل“ مضطربانہ وقت کاٹنا گران گزرنے لگا۔ تو محض بہ نظر ثواب ونجات دارین۔ اس سعادت کونین کی انجام دہی مین سرگرم ہوا۔ یہانتک کہ قیام ریاست حیدرآباد دکن کے زمانہ مین ہی یہ کتاب عالیجناب مسٹر ہرمز جی نشروان جی مشیر ووکیل ریاست ومعتمد مجلس وضع قانون کی ماتحتی مین (جو بالفعل معتمد عدالت وکوتوالی وامور عامّہ مقرر ہوئی ہین) بزمان انجام خدمت اوسی دفتر مین شام بھی کی گئی۔ اور ہزاکسلنسی وقارالامرا اقتدار الملک اقبال الدولہ سکندر جنگ نواب فضل الدین خان بہادر مدار المہام سرکار عالی دام اقبالہ کے نام نامی کی مناسبت کے لئے بزمان مستقلی عطاے خلعت وزارت و توسیع اختیارات نام اس کتاب کا ”**افضل السیر ملقب بہ ہشت گوہر**“ رکھا گیا۔

۵۔ مخفی نہ رہے کہ اس رسالہ کے لکھنے مین مجھکو بہتیری عربی فارسی و اُردو۔ وانگریزی کتابون سے (یعنی تفاسیر قران واحادیث صحاح ستہ و دیگر کتب دینیات وتواریخ فارسی و اُردو وانگریزی) امداد لینی پڑی۔ کیونکہ ہر ایک باب کے لکھنے کے قبل اول مین نے عنوان قائم کئے۔ اور حالات کو سوانح عمری کے طور پر ترتیب دینا پڑا۔

پس مختلف حیثیتون کی وجہ سے کہین تاریخ کہین حدیث کہین دیگر کتب دینیات کی ضرورت پڑی۔ لہذا ولادت و نشو و نما و بیان جنگ و غزوات وغیرہ اکثر اس قسم کے حالات تاریخی پیرایہ رکھتے ہین۔ اور مناقب و فضائل اور مواعظ و نصایح وغیرہ حدیثی۔ اس کتاب کا طرز تحریر کہین مورخانہ ہوگا اور کہین محدثانہ۔ اور کہین دونون طور پر بیان ہونگے۔ اور اس کتاب مین اوسی طرح مختلف حیثیتون کا لحاظ بھی رکھا گیا ہی جو حالات تاریخ سے متعلق ہین اون مین وہی شہادتین کافی سمجھی گئی ہین جو عام مورخون کے نزدیک مسلم الثبوت ہین اور جو واقعہ محدثانہ پہلو رکھتا ہی اوس مین زیادہ تر احادیث کی تحقیق و تطبیق ہے۔ اور تمام تر اونھین اصول سے کام لیا گیا ہی جو محدثین نے اخبار و روایات کے لئے مسلسل قرار دئے ہین۔

۴۔ اب مین دیباچہ کو اس امید پر تمام کرتا ہون کہ چونکہ میری حیثیت و استعداد بہت ہی کم ہے۔ نہ مین عالم نہ فاضل نہ محدث نہ مفسر گنا جاتا ہون۔ میری عرض ہے۔ کہ میری لاعلمی کی غلطیون پر علماے محققین و ناظرین نکتہ سنج مجھکو انگشت نما نفرمائین۔ بلکہ سہو و خطا پر محمول کرکے زینت اصلاح سے مزین کرین اور اس عاصی پر معاصی کو دعاء خیر سے یادشاد کرین مین نے صرف بہ نظر ثواب دارین اور بہ امید اجر دُنیوی و اُخروی یہ چند سطرین ایک تالیف کے طور پر لکھی ہین۔ اور مجھے امید واثق ہی کہ میرا یہ صرف اوقات جو مین نے داخل عبادت سمجھکر کیا ہی ہرگز ضائع نہین ہونےگا۔ انشاء اللہ تعالےٰ بموجب قولہ تعالےٰ۔ اِنِّیْ لَآ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْکُمْ یعنی بلاشبہہ مین نہین ضائع کرتا عمل عمل کرنے والون کا تم مین سے" وَاللہُ الْمُوَفِّقُ وَالْمُعِیْنُ۔ اٰمِیْنَ رَبَّ الْعَالَمِیْنَ +

# باب اوّل

## دربیان سیرۃ جناب سرورکائنات مفخر موجودات آنحضرت پیغمبر خدا محبوب کبریا - احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

(یعنی)

سوانح عمری حضرت رسول اللہ صلعم مع حالات رسالت وغزوات از ابتدائے پیدائش تا وفات

# فصل اوّل

## بیان میلاد شریف آنحضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ا- اے عاشقان اسم شریف احمدؐ و اے جان نثاران دین اقدس محمدؐ واضح ہو کہ جس وقت پروردگار عالم کو اپنی وحدانیت کا کثرت کے پیرایہ میں ظہور منظور ہوا تو قبل تخلیق جمیع مخلوقات موجودات کے کئی ہزار برس پیشتر نور احمدی حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پیدا کیا - اور اوس نور کو کئی ہزار برس تک خلعت تقرب عنایت فرماکر اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائی - پھر اوسی نور کرامت ظہور سے عرش وکرسی لوح و قلم ارض وسما - آفتاب و مہتاب - بہشت و دوزخ - رات اور دن - دریا وپہاڑ اور جمیع ملائکہ ملاء اعلیٰ وارواح عالم ادنیٰ پیدا کیا - بعد ازاں اللہ جلشانہ حضرت آدم علیہ السلام کا کالبد خاکی اپنی قدرت کاملہ سے بناکر پہلے نور محمدی سے اوس کو منور کردیا - اور پھر نور محمدی کو اونکی پیشانی میں چمکا کر جلوہ افروز عالم فرمایا - پھر وہ نور پاک جو سبب تخلیق ہیجدہ ہزار عالم کا ہے حضرت آدمؑ سے شیثؑ اور شیثؑ سے انوشؑ اور انوشؑ سے پشت بہ پشت

حضرت نوح علیہ السلام تک منتقل ہوا گیا - پھر اون سے درجہ بدرجہ منتقل ہوکر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اون سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام تک پہونچا - اور اون سے نوبت بہ نوبت عبدمناف اور عبدمناف سے ہاشم اور ہاشم سے عبدالمطلب اور عبدالمطلب سے عبداللہ کے حصہ مین آیا - اور وہی نور محمدی تھا جو حضرت عبداللہ کی پیشانی مین چمکتا تھا -

۲ - مورخین سعزرین لکھتے ہین کہ حضرت عبداللہ آنحضرت صلعم کے پدر بزرگوار کی پیدایش اصحاب فیل کے واقعہ سے پچیس برس پیشتر ہوئی تھی - آپ کے والد عبدالمطلب حضرت عبداللہ کو بہت پیار کرتے تھے - کیونکہ وہ اونکی اور دوسری اولاد سے زیادہ خوبصورت پارسا سیرت شیرین کلام - خوش بیان اور نیک رفتار وخجستہ کردار تھے - اور ایسے قبول صورت وشکیل جوان تھے کہ ہر شخص اونکو محبوب رکھتا تھا - آخر حضرت عبداللہ کی نسبت حضرت آمنہ خاتون دختر وہب زہری سے ٹھہری - القصہ عبدالمطلب حضرت عبداللہ کو ساتھ لیکر وہب زہری کے مکان پر گئے اور حضرت آمنہ کے ساتھ اون کا نکاح کرکے اپنے مکان پر لے آئے - اوس وقت حضرت عبداللہ نے تین روز تک حضرت آمنہ کے پاس قیام کیا - اور اونھین ایام متبرک مین یعنی بارہوین تاریخ ماہ جمادی الثانی شب جمعہ کو وہ نور مبارک پشت پدر سے رحم مادر مین جلوہ افروز ہوا -

۳ - کہتے ہین کہ قبل تولد آنحضرت صلعم کے حضرت عبداللہ کو سفر درپیش ہوا - اور ہنگام مراجعت سفر آخرت درپیش آیا - اثنار راہ مین مقام یثرب کی پاس پچیس ۲۵ برس کی عمر مین اون کا انتقال ہوا - اور حارث بن سراقۃ العدوی کے مکان مین

جو آنحضرت صلعم کے جد امجد عبد المطلب کے ماموں تھے مدفون ہوئے - اوس وقت آنحضرت صلعم دو مہینے کے حمل میں تھے - یہ خبر وحشت اثر عبد المطلب کو پہونچی - اِس سانحۂ قیامت خیز سے اونکو نہایت الم ہوا - اور آنحضرت صلعم کی یتیمی پر کہ ہنوز رحم مادر سے گلشن دنیا پر قدم ناز نہ رکھا تھا اور باپ نے سفر آخرت قبول کیا - نہایت افسوس ہوا حالانکہ یتیمی اوس دُرِّ یتیم کی باعث افزونی قدر و قیمت تھی -

۴ - حضرت آمنہ آنحضرت صلعم کی والدہ ماجدہ فرماتی ہین کہ آغاز حمل سے چھ مہینے تک کوئی علامت علامات حمل سے مجھ پر ظاہر نہین ہوئی - اور کسی طرح کا ضعف یا گرانی نہ تھی - چند مدت قبل اس واقعہ کے اہل قریش بسبب خشک سالی کے ضعیف و ناتوان ہو گئے تھے - جب حضرت آمنہ خاتون حاملہ ہوئین پانی برسا - درختان خشک سبز ہو گئے - اور جب مین سوتی تھی ہر روز ایک ایک پیغمبر آتے تھے اور مجھکو بشارت دیتے تھے چنانچہ وضع حمل تک یہی سامان رہا -

۵ - راوی بیان کرتا ہے کہ آپکی والدہ ماجدہ فرماتی ہین کہ اوس شب کو جسکی صبح کو آنحضرت صلعم تولد ہوے - اس قدر روشنی ہوئی کہ زمین و آسمان روشن ہو گیا - بلکہ اوسی روشنی مین مغرب سے مشرق تک ملائکون کا ہجوم نظر آیا - کہ وہ مصروف اہتمام تھے - لکھا ہے کہ اوسی شب کو جبکہ حضرت آمنہ خاتون کو درد زہ شروع ہوا تو تنہائی سے گھبرا کر اونھون نے خدا سے یہ دعا مانگی کہ خداوندا اس وقت بیٹیان عبد مناف کی میرے پاس ہوتین تو میرے کام آتین - ہنوز یہ کلام ختم نہ کر چکی تھین - کہ اوسی نور کی روشنی مین جس سے سارا گھر روشن اور منور تھا - کیا دیکھتی ہین کہ بہتیری عورتین نہایت حسین و خوبصورت جنکے بال سیاہ اور رخسار سرخ تھے آئین اور اون سے تمام گھر بھر گیا - اور وہ اونکی امورات کی متکفل ہوئین -

یہ سب حوران جنت تھیں جن کو اللہ تعالیٰ نے حضرت آمنہ خاتون کی خدمت کو بھیجا تھا۔
آنحضرت نبی صلعم کے تولد کے وقت بہت سے عجائبات ظہور میں آئے۔ از انجملہ ایک یہ ہے کہ والدۂ عثمان بن ابی العاص بیان کرتی ہیں کہ شب ولادت میں میں حضرت آمنہ خاتون کے پاس زچہ خانہ میں موجود تھی۔ یکایک بوقت ولادت کیا دیکھتی ہوں کہ تارے آسمان کے زمین پر جھک آئے اور اس قدر نزدیک ہوگئے جس سے گمان ہوتا تھا۔ کہ کہیں زمین پر وہ ٹوٹ کر گر نہ پڑیں۔

۶۔ روایت ہے کہ حضرت آمنہ خاتون آپکی والدہ ماجدہ ارشاد فرماتی ہیں کہ وقت وضع حمل کے ایک آواز عظیم الشان بلند میرے کان میں آئی اوسکے سننے سے خوف غالب ہوا۔ ناگہاں ایک مرغ سفید نے اپنے بازو میرے سینے پر ملے۔ وہ خوف سر سے جاتا رہا۔ مگر تشنگی غالب ہوئی۔ پھر خود بخود ایک پیالہ شربت کا جو مثل دودھ کے سفید اور شہد سے زیادہ شیریں تھا غیب سے نمودار ہوا۔ میں نے خوب سیر ہو کر پیا۔ پس بوقت صبح صادق دوشنبہ کے دن بارہویں [۱۲] تاریخ ربیع الاول کو چھ ہزار سات سو پچاس برس زمانہ آدم علیہ السلام کے بعد ۲۰ ماہ اپریل ۵۶۹ء عیسوی میں اوس سال کے درمیان جسمیں اصحاب فیل نے کعبہ پر چڑھائی کی تھی (یعنی واقعہ اصحاب فیل کے پچپن [۵۵] روز کے بعد) حضرت آمنہ خاتون کے بطن سے سید کونین سلطان دارین احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔

۷۔ روایت ہے کہ حضرت صفیہؓ عبدالمطلب کی بیٹی یعنی آنحضرت صلعم کی پھوپھی ارشاد فرماتی ہیں کہ وقت ولادت میں حاضر تھی تمام گھر نور سے منور ہوگیا۔ اوس روشنی میں چھ چیزیں عجیب نظر آئیں۔

اوّل یہ کہ جب آپ پیدا ہوئے تو پہلے آپ نے سجدہ کیا۔ اور زبان فصیح سے آہستہ آہستہ فرمایا۔ یَارَبِّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ۔ **دوم** یہ کہ زبان فصیح اور عبارت صحیح سے فرمایا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ **سوم** یہ کہ نور آنحضرت صلعم کا نور چراغ پر غالب تھا۔ **چہارم** یہ کہ مینے چاہا کہ محمد صلعم کو نہلاؤں غیب سے آواز آئی کہ اے صفیہ تو تکلیف نہ کر۔ ہمنے احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو شستہ اور پاک بھیجا ہے۔ **پنجم** آنحضرت صلعم ناف بُریدہ اور ختنہ کئے ہوئے پیدا ہوئے۔ **ششم** شانۂ مبارک پر مہر نبوت ستارۂ صبح سے زیادہ روشن تھی۔ اور اوس مین بخط نور لکھا تھا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

۸۔ اور یہ بھی روایتوں مین آیا ہے کہ وقت پیدایش سے کبھی کسی نے آپ کی ستر عورت کو نہین دیکھا۔ اور کبھی کوئی مکھی آپ کے جسم لطیف پر نہین بیٹھی۔ اور کبھی سایہ آپکا زمین پر نہین دکھائی دیا۔ اور پسینہ آپکا عطر سے بھی زیادہ خوشبو تھا۔

۹۔ منقول ہے کہ جس روز آنحضرت صلعم اس عالم مین رونق افروز ہوئے۔ اطراف و جوانب مین بیشمار وقائع عجیب اور حوادث غریب پیدا ہوئے جنکے وقوع سے رفعت شان پیغمبری کا اظہار ہوتا ہی۔ اور ولادت شریف کی کمال شوکت و عظمت ہویدا ہوتی ہی۔ اون مین سے چند واقعات بالاختصار بیان کئے جاتے ہین۔ **اوّل** یہ کہ حضرت عبدالمطلب فرماتے ہین کہ مین اوس روز خانۂ کعبہ مین تھا۔ جب آدھی رات ہوئی کیا دیکھتا ہون کہ کعبہ شریف کی چارون دیوارین مقام ابراہیم کی طرف سجدے کے لئے جھک گئین۔ اور سجدہ کرکے پھر بحالت اصلی سیدھی ہوگئین۔ **دوم** یہ کہ حضرت آمنہ خاتون فرماتی ہین کہ بعد ولادت دفعتًا تین آدمی ظاہر ہوئے۔ ایک کے

ہاتھ مین آفتابہ چاندی کا۔ دوسرے کے ہاتھ مین ایک طشت سبز زمرد کا۔ اور تیسرے کے پاس ایک ریشمی کپڑا سفید رنگ کا تھا۔ اوس نے اوس کپڑے کو کھولکر ایک انگوٹھی نکالی جسپر دیکھنے والون کی نظر نہ ٹھہرتی تھی پھر اوس آفتابہ سے سات مرتبہ غسل دیکر آپ کے دونون مونڈھون کے درمیان اوس انگوٹھی سے مُہر لگادی۔ پھر آپ کو اوس ریشمی کپڑے مین لپیٹ کر اوٹھایا۔ اور تھوڑی دیر اپنے بازؤون کے نیچے لیکر بعد ازان مجھکو دیدیا۔ سوم یہ کہ ابوالفدا اپنی تاریخ مین ایک روایت نقل کرتے ہین۔ جبکہ آنحضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بطن مادر سے جلوہ آراے مہد جہان ہوئے تو اوس وقت فارس مین نوشیروان عادل کا زمانہ تھا۔ اوس کا لقب کسریٰ تھا۔ اوس کے محل کو جو سو گز اونچا نہایت مضبوط اور عالیشان طور پر تعمیر کیا ہوا تھا۔ بسبب عظمت وجلال میلاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یکایک زلزلہ ہوا۔ اور ایسی حرکت ہوئی کہ اوسکے چوده کنگرے گر پڑے۔ اور اوسی شب کو شاہ کسریٰ نے ایک مہیب خواب دیکھا کہ کچھ عربی گھوڑے اُشتر قوی کو کھینچے ہوئے لئے جاتے ہین۔ اور نہر دجلہ ٹوٹ کر تمام اوسکے بلاد مین پھیل گئی ہی۔ بوقت صبح خواب سے بیدار ہوکر شاہ ایران بہت مضطر و بیقرار ہوا۔ کہ یاالٰہی یہ خواب ہے یا کوئی حادثۂ عظیم سچ مچ پیش آنے والا ہے۔ لیکن اپنی دلیری اور شجاعت کے سبب اوس نے اپنے دلکو قوی رکھا۔ کسی پر اپنے دلی اضطراب اور رہیبت کو ظاہر نہ کیا۔ آخرش اس اندیشہ کو اوس نے چھپانا مناسب نجانکر فوراً تاج شاہانہ پہنکر اپنے تخت پر جلوس کیا۔ اور اپنے خاص مصاحبون کو بلاکر اون کی گفتگو سے طبیعت کو مانوس کیا۔ دربارہ مین گفتگو ہوہی رہی تھی کہ اس اثنا مین یہ خبر پہونچی کہ وہ آگ جو فارسیون کے بڑے آتشکدہ مین

ہزار برس سے ایک لخت جل رہی تھی اور کبھی افسردہ نہ ہوئی تھی (اس آگ کی پرستش
کل پارسی کرتے تھے) آج کی شب دفعتاً ٹھنڈی ہوگئی - اور اوسی وقت حاکم ایلیا کی عرضی گذری
کہ آج کی رات دریا بہاوہ بالکل خشک ہوگیا - اور فوراً دوسری عرضی اطلاعی عامل طبریہ
کی پڑھی گئی کہ آج کی رات دریاچۂ طبریہ کا جاری ہونا یکایک بند ہوگیا - اوس وقت نوشیروان
کو یہ خبر وحشت اثر سنکر غم پر غم زیادہ ہوا - بعد ازان جو واقعہ اوس نے آپ خواب مین
دیکھا تھا اوسکو اپنے مصاحبون سے بیان کیا - پھر شاہ نے موبدان قاضی القضات
فارس سے (جو دربار مین اوس وقت حاضر تھا) تعبیر خواب دریافت کیا - یہ قاضی بڑا
زبردست عالم تھا - اوس نے سوچکر عرض کی کہ جہان پناہ تعبیر اس خواب کی یہ معلوم
ہوتی ہو کہ کوئی شخص عرب کے ملک مین ذیشان پیدا ہوا ہے - اوسی کے ظہور کی یہ
بشارت ہے - اوس سے بہت کچھ بڑے بڑے کام ہونے والے ہین - اور اوسی
نواح عرب سے حادثۂ عظیم اوٹھنے والا ہے - مگر نوشیروان شاہ ایران کو اس سے تشفی
نہین ہوئی - آخر اوس نے نعمان ابن المنذر کو حکم بھیجا کہ ایک ایسا عالم ہمارے پاس بھیجو
جس سے ہمارے ہر سوال کا جواب حاصل ہو - اوس نے عبدالمسیح کو جو بڑا زبردست
عالم معمر جہاندیدہ اور ڈیڑھ [۱۵۰] سو برس کی عمر کا آدمی تھا روانہ کیا - لیکن اوس سے بھی
نوشیروان کا عقدہ حل نہوا - اوس وقت اوس نے عرض کی کہ یہ مشکل سوا میرے ماموں کے
کسی دوسرے سے حل نہ ہوئی - نام اوس کا سطیح ہے اور ملک شام مین قیام پذیر ہے - آخرکار
شاہ ایران نوشیروان نے عبدالمسیح کو سطیح کے پاس بھیجا - اوس وقت سطیح نزع کی حالت مین تھا
عبدالمسیح کا کلام سنکر اوٹھ بیٹھا اور یہ کہا کہ اے عبدالمسیح تو ایک تھکے ہوئے شتر پر افسوس
ایسی حالت مین آیا کہ جب سطیح قریب موت کے پہونچا ہے - خیر سن لے کہ ایک صاحب عصا

ذیشان عرب مین پیدا ہوا ہی - جس وقت ظاہر ہو تلاوت کتاب آسمانی - اور اوٹھے وہ صاحب عصا (یعنی آنحضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ رسول خدا صلعم) اور خشک ہو جاے دریاچہ ساوہ - اور بجھ جاے آتش فارس کی - اوس وقت بابل بادشاہان فارس کا مقام اور تختگاہ نہ ہوگا - اور مقام سطیح کی آرامگاہ نہ ہوگا - یعنی اونکی سلطنت منقطع ہوجائیگی اور سطیح کو موت آجائیگی - لیکن ابھی زن و مرد ہین اِس قدر بادشاہون کا ہونا باقی رہا ہی جتنے کنگرے ایوان کسریٰ کے گر پڑے ہین جب یہ چودہ سلطنتین گذر جائینگی تب طرح طرح کی سختیان پیش آئینگی - اور جو باتین ہونے والی ہین واقع ہونگی" عبد المسیح اپنے ماموں سے یہ حالات سنکر نوشیروان کے پاس واپس آیا اور سب ماجرا کہہ سنایا - وہ سنکر بولا جب تک ہماری پشت سے چودہ آدمی حکومت کرین اس کو ایک مدت دراز چاہیے - مگر اوس کو تقدیر ایزدی سے کچھ خبر نہ تھی کہ قدرت الٰہی کیا رنگ دکھلائیگی - کس قدر جلد چودہ بادشاہون کی سلطنتین طے ہوجائینگی - پس اس عرصۂ قلیل مین ایسا انقلاب عظیم واقع ہوا کہ بیان سے باہر ہے - وہان تمام اسلام پھیل گیا - مورخین لکھتے ہین - کہ اون بادشاہون کا اخیر بادشاہ چودھوان یزدجرد تھا - حضرت امیر المومنین عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شروع خلافت مین کہ ۳۱ھ ہجری نبوی تھی وہ مارا گیا - اوس وقت فارسیون کی سلطنت بالکل تمام ہوئی اور وہ اقلیم زیر حکومت اسلام آیا - خلیفہ اول ہی کے زمانہ سے فتوحات فارس کے باب کھل گئے تھے - اور خلیفہ ثالث کے زمانہ مین اوسکی پوری تکمیل ہوئی - صاحب کتاب الاعلام جو ۹۶۴ھ مین تھا لکھتا ہے - کہ میلاد آنحضرت نبی صلعم کے اعظم حوادث مین یہ ہے کہ نوشیروان کا وہ محل جو زلزلہ سے پھٹ گیا تھا اب تک اوسی ہیئت پر قائم ہے - اور دیکھئے اور کس مدت تک یہ نشانی

اہل عالم کی آنکھوں کو بطور یادگار نظر آتی ہے۔ چہارم یہ کہ اوس رات کو جس مین آنحضرت صلعم پیدا ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرشتون کی ایک جماعت زمین پر اوتاری کہ حضرت آمنہ خاتون کی محافظت کرین۔ اور اونکو جمیع آفات و نظر جنات سے محفوظ رکھین۔ پنجم یہ کہ ہر طرف ہاتف غیبی بشارت دیتا پھرتا تھا کہ "تحقیق کہ حضرت مصطفےٰ احمد مجتبیٰ رسول اللہ پیدا ہوئے"

۱۰۔ یہ اظہر من الشمس ہے کہ کنیت آنحضرت صلعم کی ابوالقاسم۔ و لقب حبیب اللہ۔ و خطاب رسول اللہ۔ و اسم شریف ربانی احمد مجتبیٰ۔ و نام پاک محبوب کبریا۔ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ بن عبداللہ۔ بن عبدالمطلب۔ بن ہاشم۔ بن عبدمناف بن قصی۔ بن کلاب۔ بن مرہ۔ بن کعب۔ بن لوئی۔ بن غالب۔ بن فہر (المعروف قریش) ہے۔ اور نام آپکی والدہ ماجدہ کا حضرت آمنہ۔ بنت وہب زہری بن عبدمناف ہی۔ پس آنحضرت صلعم عرب کے قبیلون مین سے عمدہ ترین اشرف عرب۔ و قبیلہ قریش مین شریف ترین نجیب الطرفین اور ہر دو جانب سے قریشی ہین۔ چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہی کہ فرمایا آنحضرت پیغمبر خدا صلعم نے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے منتخب اور برگزیدہ کر لیا کنانہ کو حضرت اسمٰعیل کی اولاد سے۔ اور برگزیدہ کر لیا قریش کو کنانہ سے اور منتخب کر لیا قریش سے بنی ہاشم کو۔ اور چن لیا بنی ہاشم سے مجھکو۔" اور ابوالفدا نے اپنی تاریخ مین ایک روایت حضرت عمر فاروق رض سے نقل کی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے سات آسمان پیدا کرکے جو انمین سب سے بلند تھا اوسکو پسند کیا۔ اور اون آسمانون مین سے جسکو چاہا اپنی بنائے ہوئے مخلوق سے بسایا۔ پھر دنیا پر اپنی مخلوقات پیدا کی۔ اور اون مین سے آدمیون کو برگزیدہ اور

پسندیدہ بنایا - پھر تمام آدمیون پر عرب کو شرافت دی - اور عرب مین سے خصوصًا قبیلہ مضر کو برگزیدہ کیا - اور اوس قبیلہ مین سے خاص قریش کو بزرگ بنایا - اور قریش مین سے بنی ہاشم کو بزرگ تر بنایا - اور تمام بنی ہاشم مین سے مجھکو پسند کیا ؛ اور ایک روایت حضرت عائشہ صدیقہؓ سے بھی ہی - وہ فرماتی ہین کہ سنا مین نے رسول اللہ صلعم سے - کہ کہا آپ کو حضرت جبرئیلؑ نے کہ اے محمدؐ مین تمام روئے زمین پر مشرق سے مغرب تک پھرا - کوئی قبیلہ یا قوم یا خاندان بنی ہاشم سے بہتر نہین پایا ؛ پس ان روایتون سی شرافت جناب رسول خدا صلعم کی اظہر من الشمس ہی -

۱۱ - اور صحیح حدیث شریف سے یہ بھی ظاہر ہے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلعم نے کہ "پروردگار عالم نے ہمارے آبا و اجداد کو زنا اور فحش سے مدت العمر محفوظ رکھا ہے "

## فصل دوم

## بیان عقیقہ و اسم مبارک آنحضرت صلعم

اے عاشقان احمدیؐ و اے محبان محمدیؐ واضح ہو کہ ابو الفدا اپنی تاریخ مین لکھتا ہی کہ حافظ ابی بکر احمد البیہقی الشافعی اپنی تصنیفات کتاب دلایل النبوة مین ایک روایت جسکی سند حضرت عباسؓ تک پہونچائی ہی نقل کرتے ہین کہ ولادت آنحضرت صلعم کے ساتوین دن آپ کے جد بزرگوار عبد المطلب نے ایک ذبیحہ کر کے عقیقہ کیا - اور نام آپکا محمدؐ رکھا - اور تمام قریش کی دعوت کی - جس وقت سب اہل قریش جمع ہو چکے اوس وقت کہنے لگے کہ اے عبد المطلب جس لڑکے کی خاطر تمنے ہماری ضیافت کی ہی اوس کا کیا نام رکھا ہے؟ اونھون نے جواب دیا کہ مینے اوس لڑکے کا نام محمدؐ رکھا ہے -

قریش بولے کہ تم نے اس فرزند ارجمند کا نام اپنے آباو اجداد کی وضع پر کیون نہین رکھا۔ اُن کا نام محمدؐ کیون رکھاہی۔ عبدالمطلب نے اون کے جواب مین بیان کیا کہ لفظ محمدؐ کے معنی ہین سراہا گیا یعنی تعریف کیا گیا۔ پس اس لئے مین نے یہ نام رکھا کہ خدا اور اوس کی ملائکہ آسمان پر اور اوس کے بندے زمین پر محمدؐ کی تعریف وحمد کرین۔ اور ہر ایک کے مُنہ سے محمدؐ نکلے (یعنی تعریف وحمد کیا گیا) چنانچہ یہ مراد عبدالمطلب کی اللہ تعالیٰ نے پوری کی۔ یعنی خاص اللہ تعالیٰ نے کتب مقدسہ مین آنحضرت صلعم کی تعریف فرمائی اور اسم مبارک آپ کا احمد رکھا۔ اور انبیاء علیہم السّلام نے اپنی اُمتون کو آپکی توصیف سنائی۔ پس آپکی خوبیون کا چرچا زمین وآسمان مین تمام ملائک اور جن وانسان مین ہوگیا۔ اور یہ بھی روایت ہے کہ آنحضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ناف بریدہ اور مختون پیدا ہوئے تھے۔ پس یہ حال لوگون سے اوسی مجلس ضیافت مین عبدالمطلب نے بہت خوش ہوکر بیان کیا۔ اور کہنے لگے کہ یہ امر میرے بیٹے کی عزت اور فوقیت پر دلالت کرتا ہی +

## فصل سوم

### بیان دایہ حلیمہ سعدیہ۔ وپرورش۔ ورشد آنحضرت صلعم

ا۔ اے عاشقان رسول اکرم صلعم واے محبان سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم۔ واضح ہو کہ بالاتفاق ثابت ہی کہ آنحضرت صلعم نے اپنے نور عرش افروز سے فرش زمین کو منور فرمانے کے بعد سات دن دودہ اپنی والدہ ماجدہ کا نوش فرمایا۔ بعد ازان ثوبیہ نے دودہ پلایا۔ ثوبیہ ابولہب (آنحضرت صلعم کے چچا) کی کنیزک تھین۔ اس لونڈی نے مژدہ ولادت شریف آنحضرت صلعم کا ابولہب کو پہونچایا تھا۔ اس میلاد شریف کی خوشی مین ابولہب نے

اوس کنیز کو آزاد کر دیا - یہ وہی کنیز تھین جنھون نے آنحضرت صلعم کے چچا حضرت حمزہؓ کو دودہ پلایا تھا - اسلئے حضرت حمزہ آنحضرت صلعم کے رضاعی بھائی بھی تھے -

۲ - بعد اس کے قبیلۂ بنی سعد کی ایک شریف عورت حلیمہ سعدیہ دودہ پلانے لگین - اور اونھون نے تین برس تک دودہ پلایا جیسا کہ محمد بن اسحٰق و اسحٰق بن راہویہ و ابو یعلیٰ و طبرانی و بیہقی و ابو نعیم نے روایت کی ہی - تفصیل اس بیان کی یہ ہے کہ اوس سال قحط عظیم ہوا تھا - جس کے باعث سبزہ صحراؤن اور شیر پستانون مین باقی نہ رہا تھا باغون مین درخت خشک ہوگئے تھے اکثر اوقات لوگون کو تین تین دن تک دانہ میسر نہ ہوتا تھا آخرش ایک قافلہ اوس دیار سے مکہ کی طرف روانہ ہوا - دایہ حلیمہ (بنت ذویب - بن حارث سعدیہ) بھی جو بدوی جنگل کی رہنے والی تھین - اوسی قافلہ کے ہمراہ اپنے شوہر کے ساتھ مکہ معظمہ مین دودہ پلانے کی نوکری کی تلاش مین چلین - اور بروز دوشنبہ مکہ مین پہونچین - جس قدر عورتین اوس قافلہ کے ساتھ تھین سب دولتمندون کو لڑکون کی پرورش کے لئے مقرر ہوگئین - صرف دایہ حلیمہ باقی رہگئی تھین کہ عبدالمطلب وہان تشریف لیگئے - اور کہا کہ کوئی عورت اس قافلہ مین باقی بھی ہی - جس کو کوئی لڑکا دودہ پلانے کو نہ میسر ہوا ہو - یہ سنکر دایہ حلیمہ سعدیہ نے اون کا اور اوس بچے کا نام دریافت کیا - آپ نے کہا "مین عبدالمطلب بن ہاشم سردار قریش ہون - اے حلیمہ میرے گھر مین ایک لڑکا ہے یتیم بے پدر محمدؐ نام" تب اونھون نے اپنے شوہر سے مشورہ پوچھا - اوس نے کہا بے تامل بے دریغ ابھی جا اور اوس دُرِ یتیم دریاے سعادت کو جلد لے آ - مبادا کوئی اور لیجاے اور تو یونہین مایوس پھر آئے - الغرض دایہ حلیمہ عبدالمطلب کے ساتھ گئین - محمد صلی اللہ علیہ وسلم اوس وقت خواب استراحت مین تھے - وہ جمال ستودہ خصال

دیکھتے ہی دودھ اون کے پستانون مین اوتر آیا - اور بے انتہا جاری ہوا - اوس وقت حضرت حلیمہ نے بے اختیار ہو کر آنحضرت صلعم کو جگایا - اور از خود آنحضرت صلعم کو آپکی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ خاتون کی گود سے لیکر دودھ پلانا شروع کیا - پھر حضرت آمنہ سے اجازت لیکر آپ کو آغوش مین لئے ہوئے مقام فرودگاہ مین آئین اور صبح کو قافلہ کے ساتھ اپنے وطن کی طرف روانہ ہوئین -

۳ - جس وقت دایہ حلیمہ آنحضرت صلعم کو اپنے گھر لے آئین - اون کے گھر مین ہر طرح خیر و برکت ہونے لگی - جس قدر اون پر فقر و فاقے کی سختی تھی سب جاتی رہی - اون کے رزق اور مواشی اور اموال مین نہایت ترقی ہوئی - برکت قدوم عالی سے تمام گھر نہال اور مال و متاع سے مالامال ہو گیا - اور دایہ حلیمہ کا یہ حال تھا کہ آپ کو دل سے پیار کرتین - اور اون پر اپنا دل و جان نثار کرتی تھین - جس قدر بالیدگی اور اطفال کو ایک برس مین ہوتی تھی آنحضرت صلعم کو ایک دن مین ہوتی تھی - جب دو ماہ گذرے تو آنحضرت صلعم اشارہ فرمانے لگے - تیسرے مہینے کھسکنے لگے - چوتھے مہینے اوٹھ کے اپنے پاؤن سے کھڑے ہوئے - پانچوین مہینے ہاتھ دیوار پر ٹیک کے چلنے لگے - چھٹے مہینے طاقت خرام آئی - ساتوین مہینے قوت تیز رفتاری - آٹھوین مہینے دوڑنے کی قدرت حاصل ہوئی - نوین مہینے استعداد گفتار پیدا ہوئی - دسوین مہینے گفتگو بفصاحت تمام فرمانے لگے - گیارہوین مہینے باتون کا جواب معقول دینے لگے - اور بارہوین مہینے مین لڑکون کے ساتھ مقابلہ کرتے تھے -

۴ - جب آپ نے دوسرے برس مین قدم رکھا زیادہ سن کے اطفال کے ساتھ تیر اندازی مین برابری کرنے لگے - حضرت حلیمہ سعدیہ فرماتی ہین کہ جب سے آنحضرت صلعم

کلام فرمانے لگے کوئی چیز بدون بسم اللہ کے ہاتھ مین نہ لیتے تھے۔ اور کبھی مثل اطفال کے بستر پر بول وبراز کا آپ کو اتفاق نہ ہوا۔ صرف ایک وقت معمول مقرر تھا۔ جس کے باعث کبھی بستر کے دھونے کی حاجت نہ ہوئی۔ اور کبھی ستر مبارک آپ کا ظاہر نہ ہوا۔ اور کسی وقت اطفال کے ساتھ لہو ولعب مین مصروف نہ ہوتے۔ اور جب کوئی لڑکا آپ کو کھیلنے کے لئے کہتا۔ تو آپ فرماتے کہ حق تعالی نے ہمین کھیلنے کے واسطے نہین پیدا کیا ہے۔ حلیمہ سعدیہ یہ بھی فرماتی ہین کہ ہر روز ایک نور مثل نور آفتاب کے آنحضرت صلعم کے پاس آتا تھا اور پھر غائب ہوجاتا تھا۔ اور ایک رات ماہ آسمان سے آپ باتین کرتے تھے۔ آپ جس طرف اشارہ فرماتے تھے ماہتاب اوسی طرف پھر جاتا تھا۔

۵۔ بعد دو برس کے جب آپکا دودھ بڑھایا گیا۔ اور تیسرا سال شروع ہوا تو دایہ حلیمہ آنحضرت صلعم کو لیکر مکہ شریف مین آئین اور آپکی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ کے پاس پہونچین۔ حضرت حلیمہ دایہ کہتی ہین کہ چونکہ مین نے اپنے گھر مین آپکی بدولت بہت کچھ خیر وبرکت دیکھی تھی دل مین یہی تمنا اور آرزو ہوئی کہ کسی طرح اور بھی چندروز آنحضرت صلعم کا قدم مبارک میرے گھر مین رہتا تاکہ یہ نور الٰہی ہم مین جلوہ گر ہوا کرتا۔ پس یہ سوچ کر دایہ حلیمہ نے آپکی والدہ ماجدہ سے درخواست کی۔ کہ محمدؐ کو تا حین بلوغ میرے ہی پاس رہنے دیجئے۔ کیونکہ مجھکو اس متبرک فرزند دلبند سے کمال الفت ہے۔ جبکہ آنحضرت صلعم کی والدہ ماجدہ نے دیکھا کہ یہ دایہ نہایت گرویدہ ہے اور کسی طرح پنڈ نہین چھوڑتی تو اونھون نے اجازت دیدی۔ پھر وہ دایہ حلیمہ آنحضرت صلعم کو مکہ سے اپنے ہمراہ لیکر بادیہ بنی سعد کو جہان وہ رہتی تھین چلی آئین۔ آپ اپنی رضاعی والدہ حلیمہ کے پاس دو برس اور رہے۔ اوس مادر مشفقہ نے

آپ کو کمال محبت سے پرورش کیا۔ اس اثنا مین خداوند تعالیٰ نے اوس دایہ کو ایسی برکت بخشی کہ کبھی اونکو ایسی فراغت نصیب نہین ہوئی تھی۔

۶۔ بعد دو برس کے جب آنحضرت صلعم کی عمر مبارک کامل چار سال کی ہوئی اور پانچوین برس مین آپنے قدم رکھا تو ایک روز کا ذکر ہی کہ آنحضرت صلعم اپنے رضاعی بھائیون کے ساتھ جنگل مین بکریان چرانے گئے ہوئے تھے۔ وہان فرشتون نے آکر آپکا سینہ مبارک چاک کیا۔ اور معرفت اور نبوت کا نور آپکے دلِ عرش منزل مین بھرکر پھر بدستور سینہ کو برابر کر دیا۔ یہ کیفیت دیکھکر دایہ حلیمہ کا لڑکا اپنی ماں کے پاس مضطر و پریشان دوڑتا ہوا آیا۔ اور کہنے لگا کہ اوس قریشی لڑکے کا دو سفید پوش آدمیون نے جنگل مین لٹاکر پیٹ پھاڑ ڈالا ہے۔ یہ خبر وحشت اثر سُنکر دایہ حلیمہ معہ اپنی شوہر حارث کے نالان گریان اُفتان وخیزان بے قرار دوڑی ہوئی گئین۔ دیکھا تو آنحضرت صلعم صحیح و سالم کھڑے ہین۔ بروقت استفسار آنحضرت صلعم نے بیان کیا۔ کہ دو آدمی سفید کپڑا پہنے ہوئے آئے۔ اور مجھکو لٹاکر سینہ میرا ناف تک چاک کر ڈالا۔ اور میرے دل کو آبِ رحمت سے دھویا اور آلایش دُنیوی سے پاک کرکے نورِ الٰہی سے معمور کر دیا۔ پھر میرے سینہ پر ہاتھ پھیرا کہ شگاف سینے کا بدستور التیام پذیر ہوگیا۔ یہ سُنکر حلیمہ کے خاوند نے کہا کہ شاید اس لڑکے کو جنون ہوگیا ہی تو اسکو اپنے ہمراہ لیجاکر اوسکے کنبہ مین چھوڑ آ۔ اوس وقت دایہ حلیمہ بھی بہت ہی متعجب اور خوف زدہ ہوکر آنحضرت صلعم کو آپکی والدہ ماجدہ کے پاس لے آئین حضرت آمنہ خاتون آپ کو دیکھکر نہایت خوش ہوئین۔ بلائین لین پیار کیا۔ اور دایہ سے ارشاد کیا کہ اے حلیمہ آج تیرے دل مین کیا بھر آئی جو تو میرے پیارے بیٹے محمدؐ کو اپنے ساتھ چھوڑ جانے کے ارادہ سے لائی ہی۔ تجھکو تو اس لڑکے سے

نہایت محبت تھی - اوس وقت دایہ حلیمہ نے سارا قصہ بیان کیا۔ حضرت آمنہ نے وہ کیفیت سُنکر فرمایا کہ ہرگز نہین - اس بچے کو نہ جنون ہے اور نہ کسی آسیب کا اُس پر دخل ہوسکتا ہی - کیونکہ میرا بیٹا ایسا ہی رتبہ والا ہے - اوس وقت عبدالمطلب آپ کے دادانے اوس دایہ کو ایک ہزار اونٹنی اور پچاس رطل سونا حق خدمتگذاری مین بطور انعام عطا کیا

۷ - پانچوین سال سے آنحضرت صلعم کی خدمتگذاری ونگہداشت اور تمام غور پرداخت اُمّ ایمن کو سپرد ہوئی - وہ آپ کے والد ماجد حضرت عبداللہ کی لونڈی تھین جو آپ کے میراث مین پہونچی تھین - اوس وقت سے اُمّ ایمن آنحضرت صلعم کو برابر کھلایا کرتی تھین - اُمّ ایمن کہتی ہین کہ آنحضرت صلعم کبھی بھوک اور پیاس کی شکایت نہ کرتے یہ اکثر اتفاق ہوتا کہ ہم دوپہر کو کھانا آپ کے سامنے رکھتے تو آپ فرماتے کہ مجھکو کھانے کی طرف رغبت نہین ہی - اگر کسی صبح کو آپ ایک پیالہ آب زمزم کا پی لیتے تو رات تک کچھ کھانا نہ مانگتے -

۸ - جبکہ آنحضرت صلعم کی عمر چھ سال کی ہوئی تو آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ کا بیس برس کی عمر مین انتقال ہوا - حضرت آمنہ خاتون مدینہ منورہ اپنے میکہ کو گئی ہوئی تھین - واپس آتے ہوئے راہ مین بیمار ہوکر راہی ملک بقا ہوئین - اور ایک قریہ ابواء نامی مین (جو درمیان مکہ اور مدینہ کے قریب موضع ذوان کے واقع ہے) اپنے قبایل کے پہلو بہ پہلو مدفون ہوئین - حضرت عبدالمطلب کو حضرت آمنہ خاتون کی وفات سے بہت رنج و ملال ہوا - آنحضرت صلعم کو سینے سے لگاکر رونے لگے - بعد ازان عبدالمطلب آنحضرت صلعم سے اِس قدر پیار اور محبت کرتے - جو اپنے کسی فرزند سے نہ کرتے - اور جب کھانا کھاتے تو آنحضرت صلعم کو بلوا لیتے - اور

فرماتے کہ میرے بیٹے کو لاؤ - اور اپنے برابر بٹھاکر ساتھ کھانا کھلاتے - اور کبھی اپنی گود مین بٹھاتے اور سب مین اچھا کھانا کھلاتے -

۹ - ساتوین سال آنحضرت صلعم کی آنکھین جوش کر آئین - حضرت عبدالمطلب نے بہت کچھ علاج کیا کچھ فائدہ نہ ہوا - لوگون نے ایک راہب کا نشان بتایا کہ وہ آنکھون کا علاج خوب کرتا ہی - یہ سنکر عبدالمطلب اوس کے پاس گئے اور آنحضرت صلعم کو اپنے ساتھ لیگئے - وہ راہب اپنے کلیسا (گرجا) کا دروازہ بند کئے بیٹھا تھا - عبدالمطلب نے اوس کو پکارا لیکن اوس نے جواب نہ دیا - فورًا اوس کے کلیسا کو زلزلہ آیا - تب وہ گھبراکر باہر نکلا - اور بولا کہ اے عبدالمطلب یہ لڑکا اس اُمت کا نبی ہے - اسکی بہت نگہبانی کرو - اگر اس وقت مین باہر نہ نکلتا تو یہ کلیسا مجھپر گر جاتا - ابن جوزی نے ایک روایت مین یون لکھا ہو کہ اوس راہب نے فورًا غسل کیا اور کپڑے بدلے - اور ایک صحیفہ نکال کر لایا - اوس صحیفے کو پڑھتا تھا - اور آنحضرت صلعم کی طرف دیکھتا تھا - جب حلیہ شریف آنحضرت صلعم کا صحیفہ کے موافق دیکھا تو کہنے لگا قسم اللہ کی خاتم النبیین ہے - اے عبدالمطلب کیا انکی آنکھین دُکھتی ہین - وہ بولے ہان - تب اوس نے کہا کہ انکے منہ کا لعاب لیکر انکی آنکھون مین لگا دو - عبدالمطلب نے ایسا ہی کیا - عنایت الٰہی سے اوسی وقت فائدہ ہو گیا -

۱۰ - جس وقت آنحضرت صلعم کی عمر آٹھ سال کی ہوئی حضرت عبدالمطلب آپکے دادا جو دو برس کامل بعد وفات آپکی والدہ ماجدہ کے بہت محبت اور پاسداری سے پرورش کیا کرتے تھے ایک سو بیس برس کی عمر مین انتقال کر گئے اوسی سال نوشیروان شاہ ایران بھی مرگیا اور اوسی ایام مین حاتم طائی جو سخاوت

وکرم مین مشہور تھا راہی ملک عدم ہوا۔ وقت رحلت عبدالمطلب نے آنحضرت صلعم کو اپنے بیٹے ابوطالب کے سپرد کیا۔ پھر بہت روئے اور کہا اے ابوطالب اس فرزند دلبند نے نہ تربیت پدر کی لذت پائی نہ شفقت مادر کی حلاوت اوٹھائی۔ غمخواری و دلداری اس یتیم و یسیر کی بہرحال تجھپر واجب ہی۔ القصہ بعد وفات عبدالمطلب کے آپ کے چچا ابوطالب بن عبدالمطلب آنحضرت صلعم کی بہت حفاظت ونگہداشت کرتے تھے۔ کھانا اپنے ساتھ کھلاتے اور راتون کو اپنے ساتھ سلاتے اور جب کہین جاتے اپنے ساتھ لیجاتے۔ اور بغایت درجہ آپ سے محبت کرتے۔ حضرت ابوطالب حقیقی بھائی حضرت عبداللہ پدر بزرگوار حضرت رسول اللہ کے تھے۔ تیرہ [۱۳] برس کی عمر مین آنحضرت صلعم اپنے چچا ابوطالب کے ہمراہ بصرہی ملک شام کی طرف کسی تجارت مین تشریف لیگئے۔ وہان ایک راہب مسمی بحیرا جو ابوطالب کا دوست تھا۔ آنحضرت صلعم کو دیکھکر کہنے لگا کہ اے ابوطالب اس فرزند کو بحفاظت تمام اپنے ہمراہ لیکر واپس چلے جاؤ۔ اور یہودیون سے ڈرتے رہو۔ ایسا نہو کہ اس لڑکے کو مارڈالین۔ کیونکہ یہ بھتیجا تیرا ہونہار ہے۔ اس سفر مین اور بھی چند علماے اہل کتاب نے حضرت ابوطالب کو خبر دی کہ یہ لڑکا نبی آخر الزمان ہے۔ اور راستے مین چند معجزے بھی ایسے ظاہر ہوئے جنکے باعث حضرت ابوطالب آنحضرت صلعم کی ازحد حمایت کرنے لگے۔ اوسی وقت سے آنحضرت صلعم تمام مکہ شریف مین بڑے صاحب مروت وخلیق اور حلیم اور سب آدمیون سے زیادہ فصیح تھے۔ اور سچے اور پارسا ایسے تھے کہ ہر شخص آپ سے خوش تھا اور امین سمجھتا تھا۔ کیونکہ خداوند تعالی نے ایسے امور صالحہ اور نیک اطوار آپ مین جمع کیے تھے کہ سب مین معزز اور مکرم تھے ✠

# فصل چہارم

## بیان نکاح آنحضرت صلعم با حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضہ

ا۔ راویان شیرین بیان و مورخین خوش الحان صفحۂ قرطاس پر کلک دوزبان خوش نوا سے یون نغمہ سرائی کرتے ہین کہ آنحضرت صلعم کی عمر پچیس ۲۵ سال کی ہوئی تو آپکا نکاح حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے ساتھ ہوا - حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ - بنت خویلد - بن اسد - بن عبدالعزیٰ - بن قصی - بن کلاب - بن مرہ - بن کعب - بن لوی بن غالب - بن فہر (المعروف بہ قریش) ہین - یہ سوداگر زادی اوس زمانہ مین بڑی عزت و آبرو والی اور بہت مالدار قوم قریش سے تھین - اور نہایت پاکدامن اور بلیاقت شکیلہ وجمیلہ عاقلہ فہیم اور صاحب مال ومنال تھین - بعد بیوہ ہونے کے قریش کے سب آدمی اون کی طرف راغب تھے - مگر بباعث علو مرتبہ کوئی شخص لفظ نکاح زبان پر نہ لاسکتا تھا - اگر کسی نے مناکحت کی درخواست بھی کی تو حضرت خدیجہؓ نے ہرگز منظور نہ کیا اس لئے کہ اونھون نے بعد وفات اپنے خاوند ابو ہالہ کے ایک شب خواب مین دیکھا تھا کہ آسمان سے ایک آفتاب میرے گھر مین اوترا - اور اوس کا نور تمام گھر مین پھیل گیا - اور مکہ مین کوئی گھر ایسا باقی نہ رہا جس مین اوس نور کا اوجالا نہ ہوا ہو - جب آنکھ کھلی فوراً اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل سے (جو زبردست عالم توریت و انجیل کا تھا) اس خواب کی تعبیر پوچھی - اوس نے کہا کہ تو نبی آخر الزمان کے نکاح مین آئیگی وہ مکہ مین اولاد بنی ہاشم سے ہون گے اور نام اون کا احمد المعروف محمد ہوگا - اسی باعث حضرت خدیجہؓ کسی کا رشتہ منظور نہ کرتی تھین - جبکہ اونھون نے لوگون کی زبانی

سناکہ محمدؐ مصطفےٰ صلعم بہت سچے و راستباز اور دیانتدار و امین اور صالح جوان ہین۔
اور فن تجارت مین کامل۔ اور تمام قریش آپ کو محمدؐ امین کہتے ہین تو ایک روز آنحضرت
صلعم کو بلاکر یہ کہا کہ آپ میری طرف سے ملک شام کی طرف تجارت کے لئے تشریف
لیجائیے اور میرے ایک غلام کو بھی جس کا میسرہ نام ہے اپنے ہمراہ لیجئے۔ اِس
درخواست کو آنحضرت صلعم نے منظور فرمایا۔ پھر سامان سفر مہیا کرکے ہمراہ ایک قافلہ
کے روانہ ہوئے۔ حضرت خدیجۃؓ نے ایک اور آدمی اپنے رشتہ مندون سے جس کا نام
خزیمہ تھا آپکی خدمتمین ساتھ کیا۔ الغرض جو اسباب اِس جگہہ سے آپ اونٹون پر بار کرکے لیگئے
تھے۔ جاتے ہی ملک شام مین فروخت ہوگیا۔ اور سب سوداگرون کی بہ نسبت آپ کو
دونا نفع ہوا۔ پھر وہان سے آپنے اوسکے عوض اور اسباب جو یہان کے صرف
کے لائق تھے خرید کرکے اور اونٹون پر لادکر مکہ معظمہ کو مراجعت فرمایا۔ یہان آتے ہی وہ
چیزین بہت زیادہ قیمت کو بکین۔ اس کارروائی سے حضرت خدیجہؓ بہت خوش ہوئین
اور وہ غلام جو آنحضرت صلعم کے ہمراہ گیا ہوا تھا اوس نے وہ عجائب و غرائب معجزے
جو سفر مین مشاہدہ کئے تھے من وعن سب اپنی مخدومہ کے سامنے حرف بحرف بیان کیا
اور یہ بھی عرض کیا کہ اکثر ایسا دیکھنے مین آیا کہ اثناء راہ مین بوقت شدت گرما ریگستان مین
دوپہر کے وقت جب آنحضرت صلعم کو دھوپ معلوم ہوتی تو دو شخص غیب سے آکر آپ پر
سایہ کرلیتے تھے۔ اور اِس واقعہ کو بھی بیان کیا کہ جب قافلہ شہر بصریٰ مین پہونچا۔ آپ
ایک درخت کے نیچے بیٹھے۔ وہ درخت خشک ہو رہا تھا پھل اور پتون کا کہین اوس پر
نشان نہ تھا آپ کے بیٹھتے ہی وہ سرسبز ہوگیا اور فوراً پھل لایا۔ اور یہ بھی بیان کیا
کہ ایک عالم اہل کتاب جو اس غلام سے جان پہچان رکھتا ہے یہ کیفیت دیکھکر

خدمت شریف مین آنحضرت صلعم کے حاضر ہوا - اوس نے آپکے سر اور قدمون کو بوسہ دیا۔
اور قسم کھاکر بولا کہ بیشک آپ وہی پیغمبر ہین جن کا ذکر اللہ تعالی نے توریت مین فرمایا ہے
اور آپ وہی پیغمبر آخر الزمان ہین جنکے حق مین حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی ہے
اور بھی بہت سے حالات و معجزات جو اوس نے دیکھے تھے ایک ایک کرکے بیان کئے
یہ سنکر حضرت خدیجہؓ نے فرمایا کہ محمدؐ کی بڑی شان ہے - پس آنحضرت صلعم پر اور بھی فدا اور
جان نثار ہوگئین - آخر الامر آنحضرت صلعم سے نکاح کی درخواست کی - اس درخواست کو
آنحضرت صلعم نے قبول فرمایا اور اون سے بین ۲۰ اونٹ کے مہر پر عقد کیا - آنحضرت صلعم
کے چچا حضرت ابوطالب آپ کے اس نکاح سے بہت خوش ہوئے اور اس خوشی مین
چند اونٹ ذبح کئے اور لوگون کو ولیمہ کا کھانا کھلایا - اور حضرت خدیجہؓ نے بھی اپنے
گھر مین بہت خوشی کا سامان کیا - اور تمام اہل قریش کی ضیافت کی - یہ اول زوجہ آنحضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تھین - تاحین حیات آپ کے آنحضرت صلعم نے کسی اور بی بی
سے نکاح نہین کیا - وقت نکاح کے آنحضرت صلعم کی عمر پچیس ۲۵ سال کی اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ
کی چالیس برس کی تھی - وہ بی بی بیوہ تھین آنحضرت صلعم کی سب بیبیون مین سوائے
حضرت عائشہ صدیقہؓ کے اور کوئی کنواری نہ تھین - یہ بی بی حضرت خدیجہؓ سب سے پہلے
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائین - اور بعد آنحضرت صلعم کے نبی ہونے کے
دس برس تک آپکی صحبت بابرکت مین رہین - (یعنی بعد نکاح کے ۲۶ پچیس برس زندہ رہین
پندرہ ۱۵ برس ماقبل رسالت کے اور دس برس من بعد) اور تین برس قبل ہجرت کے
پینسٹھ ۶۵ برس کی عمر مین اونھون نے وفات پائی ٭

# فصل پنجم

## بیان تعمیر خانۂ کعبہ بزمان آنحضرت صلعم

۱- اے مومنین برادر دین واضح رہے کہ ابو الفدا نے اپنی تاریخ مین لکھتا ہے۔ کہ یہ وہی خانۂ کعبہ ہے جسکی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اول تعمیر کی تھی۔ اور اون کے صاحبزادے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اسکی متولی تھی۔ بعد اون کے حضرت ثابت علیہ السلام ابن حضرت اسمٰعیل علیہ السلام متولی خانہ کعبہ ہوئے۔ اسی طرح یکے بعد دیگری بہتیرے قبیلے کے لوگ متولی ہوتے آتے۔ اور رہی قبیلۂ قریش اس خانۂ کعبہ کا برابر متولی رہا کیا۔ اس زمانے مین اہل قریش نے یہ تجویز کی تھی کہ خانۂ کعبہ کو بلند بنانا چاہیے۔ اس لئے اون لوگون نے بنار اول کو مسمار کرکے پھر از سر نو نئی تعمیر کرنی شروع کر دی۔ جبکہ تعمیر حجر الاسود تک پہونچی اوس وقت تمام قبائل عرب مین اختلاف ہوا۔ کس لئے کہ ہر ایک قبیلہ بباعث عزت و بزرگی حجر الاسود کے یہ خواہان ہوا کہ اپنے اپنے خاص مقام پر اوس پتھر کو رکھین۔ آخر الامر یہ تجویز ٹھہرائی گئی کہ کل صبح کے وقت پہلے سب سے جو شخص دروازۂ حرم سے یہان آوے اوسی کو حاکم اور منصف بنانا چاہیے۔ وہ شخص جس کو حکم کرے وہ اس حجر کو اپنے مقام پر رکھے۔ حسب اتفاق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے روز علی الصباح اول سب سے حرم کے دروازہ پر تشریف لائے۔ اوسی وقت سبھون نے بالاتفاق اونکو حکم بنایا۔ آنحضرت صلعم نے ایک مضبوط چادر بچھا کر اوس پر حجر الاسود کو رکھ دیا۔ اور یہ حکم دیا کہ ہر ایک قبیلہ ایک ایک کونا اس چادر کا پکڑ کر برابر اوٹھا دے۔ اور خود آنحضرت صلعم نے اپنے ہاتھ سے وہ پتھر اوس مقام پر رکھ دیا۔

جہاں اب تک موجود ہے - یہ راے سب کو پسند آئی - بعد ازان تعمیر پوری ہوئی اور کعبہ شریف تیار ہوگیا - اوس وقت آنحضرت صلعم کی عمر پینتیس ۳۵ سال کی تھی - یعنی پانچ برس قبل نبوت کے یہ معاملہ در پیش ہوا تھا -

۳ - عیسائی مورخ واشنگٹن ارونگ نے اپنی تاریخ انگریزی مطبوعہ لندن مین لکھا ہے کہ قریش اپنے زمانے مین بڑی بہادر اور دلیر قوم تھی - اور جمیع قبائل عرب سے اہل قریش نہایت شریف - معزز و نام آور تھے - اوسی قبیلہ سے عبد مناف بہت شجاع اور نامی گرامی شخص ہوے - اور اون کے دو بیٹے ایک ہاشم دوسری عبد شمس - بہت جری اور دلاور تھے - ہاشم بن عبد مناف آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پردادا بانی نسل ہاشمی وحاکم مکہ و سرپرست و معاون اہل مکہ تھے - چونکہ شہر مکہ ملک عرب کے ایسے ریگستان اور پہاڑ کے درمیان واقع ہے کہ جہان کی زمین ناہموار و بے ثمر ہے اور وہان کچھ پیداوار نہین ہوتی - لہذا اوس اطراف مین اکثر شکایت خشک سالی کی رہا کرتی تھی - ہاشم نے جو سردار قوم قریش و مربی اہل مکہ تھے شروع ششم صدی عیسوی مین سالانہ دو کاروانوں کی بنا ڈالی - ایک قافلہ موسم سرما مین یمن کی طرف روانہ کرتے اور دوسرا قافلہ موسم بہار مین جانب شام بھیجا کرتے - اس ذریعہ سے مکہ مین اطراف و جوانب سے فصل کی چیزین آنے لگین اور روز بروز تجارت کو بھی فروغ اور ترقی ہونے لگی - پھر تو اس شہر مین تجارت کا بازار خوب گرم ہوا - اور فن تجارت مین کل اقوام و قبائل عرب پر اہل قریش سبقت لیگئے - جمیع باشندگان عرب مین اہل قریش بڑے دولتمند اور زور آور تھے - ہاشم اپنے زمانہ مین متولی کعبہ تھے - اور یہ عہدہ اونکا موروثی تھا - لہذا تمامی ملک عرب مین وہ بڑی وقعت و اعزاز کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے

یہ خانۂ کعبہ وہی مقدس معبد عرب ہے جہان ہنوز مسلمان حجاج دور دور سے واسطے
عبادت و زیارت کے جاتے ہین - اسی متبرک خانۂ خدا کی محافظت ہاشم کو دیگئی کیونکہ حسب دستور عرب
و اقوام قدیم اِس پاک پرستش گاہ کی حفاظت و نگہبانی اوس شخص کو تفویض ہوتی جو اپنی قوم
اور خاندان کا شریف و نجیب و رئیس اور تمام ملک و دیار مین معزز و ذیشان اور نامور
ہوتا تھا - پس ہاشم خانۂ کعبہ کے متولی ہونے کی حیثیت سے اور بھی زیادہ معروف و مشہور تھے
اور انکی قدر و منزلت ہوتی تھی - اور خانۂ کعبہ پر قابض ہونے کے باعث تمام مقدس شہر مکہ
ہاشم کے قبضہ مین تھا - اور کل حکومت مالی و ملکی انکے ہاتھ مین تھی ہاشم کے انتقال کے بعد
اون کے بیٹے عبدالمطلب سجادہ نشین اور قائم مقام حاکم مکہ اور متولی کعبہ ہوئے - انھون نے بھی
اپنے باپ کی موروثی سیرتین حب الوطنی - قومی ہمدردی - بہادری اور نام آوری ورثہ مین
حاصل کی - آپ ہی کے زمانہ مین فیل سوارون کی ایک کثیر التعداد فوج نے شاہ حبش عیسائی
کی طرف سے جو ملک یمن پر دخل کرچکا تھا خانۂ کعبہ کے ڈھا دینے کے ارادہ سے مکہ پر چڑھائی کی -
راہ مین چند اقوام عرب نے مزاحمت کی اور سب کے سب مارے گئے - مگر عبدالمطلب
حاکم و متولی مکہ نے بڑی بہادری سے انکے حملہ کو روکا اور اون کے ظالم ہاتھون سے
کعبہ کو صاف بچا یا - آخر اصحاب فیل سب کے سب ہلاک ہوئے - اس واقعہ اور نصرت سے
عبدالمطلب کی شہرت و منزلت اور وقعت بہت زیادہ ہوگئی - اور خاندان ہاشم کی بہادری
اور سربرآوردگی شہرۂ آفاق اور بہت بلند ہوئی - مگر اس عزت افزائی سے بنی عبدشمس کے
دلون مین حسد اور کینہ پیدا ہوگیا - عبدالمطلب کی اولاد (ذکور و اناث) بکثرت تھی - مگر وہ فرزند
جن کے نام نامی صفحۂ تواریخ مین مندرج ہین صرف پانچ تھے - ابوطالب[1] - و ابولہب[2] و
عباس[3] و حمزہ[4] و عبداللہ[5] - سب سے چھوٹے صاحبزادے عبداللہ نہایت قبول صورت پارسا سیر

اور فرشتہ خصلت تھے - اور اپنے زمانہ مین عبداللہ امین پکارے جاتے تھے -
اور عبدالمطلب بھی حضرت عبداللہ کے ساتھ سب فرزندون سے زیادہ محبت کرتے تھے
اسلئے عبدالمطلب نے اپنی زندگی مین خدمت تولیت کعبہ حضرت عبداللہ کے ذمہ کر دی تھی -
واقعۂ اصحاب فیل کے دو ماہ بعد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبداللہ پیدا ہوئے - اور
آپ کی میلا د شریف کے دو مہینے کے بعد (اور بعض کتابون مین ہے کہ شکم مادر مین آنکے
دو مہینے بعد) حضرت عبداللہ نے انتقال فرمایا - لہذا استحقاق تولیت کعبہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم ہی کو تھا - چنانچہ اپنے زمانہ مین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم شاہ عرب وحاکم مکہ ومتولی
خانۂ کعبہ ہوئے - یعنی حق بحقدار رسید کا معاملہ رو براہ ہوا ✤

## فصل ششم

## بیان نبوت و رسالت آنحضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

۱- اے عاشقان رسول اللہ و اے جان نثاران محبوب کبریا - جبکہ
اللہ تعالیٰ نے جناب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو چالیس برس کی عمر مین
تاج نبوت پہنایا - اور عہدۂ رسالت پر ممتاز فرمایا - اور اون کو شریعت ناسخ عنایت فرمائی
جس نے تمام شرائع ماضیہ کو منسوخ کر دیا - اوس وقت سے آنحضرت محمد رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے خلق اللہ کو ہدایت فرمانا شروع کیا -

۲- صحیح بخاری مین روایت ہے کہ جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
چالیس برس کی عمر کو پہونچے اور پیغمبری کا زمانہ قریب ہوا تو آپ نے گوشہ گیری اختیار کی

غار حرا مین جو مکہ کے پہاڑون مین سے ایک پہاڑ مین واقع ہی آپ برابر ذکر اور فکر مین
مصروف اور شبانہ روز عبادت الٰہی مین مشغول رہتے ۔غیب کی آوازین آپ کے کانون مین
آیا کرتین ۔ درخت اور پتھر آپ پر سلام بھیجتے ۔ جو خواب آپکو نظر آتا وہ صحیح اور ٹھیک اوترتا ۔
الغرض چھ مہینے اسی حالت مین گذرے ۔ اسکے بعد ماہ مبارک رمضان شریف کی کسی تاریخ مین
اور بعض روایت مین آیا ہی کہ آٹھوین تاریخ ماہ ربیع الاول دوشنبہ کے دن سورۂ اقرا
کی پانچ آیتین آپ کے پاس لیکر حاضر ہوے وہ آیتین ریشمی کپڑے پر لکھی ہوئی تھین ۔ اور وہ
یہ ہین ۔ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ
الْاَكْرَمُ ۙ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ؕ (ترجمہ :- پڑھ اپنے پروردگار
کے نام کے ساتھ جس نے پیدا کیا ۔ پیدا کیا آدمی کو جمے ہوے لہو سے ۔ پڑھ اور پروردگار
تیرا بہت کرم کرنے والا ہی ۔ جس نے سکھایا ساتھ قلم کے سکھایا آدمی کو جو کچھ نہین جانتا تھا )
چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حرف شناس نہ تھے ایک حرف بھی نہ پڑھ سکے ۔ اور
فرمایا کہ "قلم سے بھی علم وہی دیتا ہی یون بھی وہی دیگا" اوس وقت حضرت جبرئیل نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو خوب دبایا (اور بعض روایت مین آیا ہی کہ آپ کا سینہ مبارک چاک کیا )
اور علم لدنی کا گنجینہ بنایا ۔ آپ اس واقعہ کے بعد گھر مین تشریف لائے ۔ آپ کا قلب نزول
اجلال الٰہی کے باعث اوس وقت کانپتا تھا ۔ گھر آتے ہی حضرت خدیجہؓ سے آپنے فرمایا کہ
مجھکو جلد کچھ اوڑھاؤ ۔ کسی قدر عرصہ کے بعد جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسکین ہوئی تو
حضرت خدیجہؓ سے آپنے سارا حال بیان کیا ۔ اور فرمایا کہ مجھکو اپنی جان کا خوف ہی ۔ کیونکہ
میرا دل تھرتھراتا اور کانپتا ہی ۔ حضرت خدیجہؓ نے کہا یہ ہرگز نہین ہونے کا ۔ آپ کو خوش ہونا
چاہیے ۔ خدا آپ کو ہرگز برباد نہ کریگا ۔ آپ راست گو ہین ۔ امین و برادر پرور ہین ۔

محتاجون کی حاجت روائی کے علاوہ آپ اون کے ساتھ بہتیرے نیک سلوک کرتے ہین عاجزون کے کام اپنے ہاتھون کرتے۔ غربا پروری مسافرنوازی اور مہمانداری کرتی ہین لوگون کے مصائب مین کام آتے ہین۔ پھر حضرت خدیجہؓ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو ورقہ بن نوفل کے پاس جو اون کے چچازاد بھائی تھے لے گئین۔ یہ شخص توریت و انجیل کا بڑا زبردست عالم تھا۔ یہود اور نصاریٰ کے عالمون سے سریانی و عبرانی علوم مین سبقت لیگیا تھا علما کی صحبت مین بیٹھکر حالات نبوت سے بہت کچھ باخبر ہوگیا تھا۔ بہت ہی بڈھا اور اندھا تھا جب اوس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سب حال سنا تو کہا سبحان اللہ تو نبی ہے اور وہ فرشتہ ناموس ہی جو حضرت موسیٰؑ پر اوترا تھا یعنی جبرئیلؑ۔ کاش مین اس وقت جوان ہوتا۔ اور کاش مین اوس وقت تک زندہ ہوتا جس وقت کہ تیری قوم تجھکو نکال دیگی"۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا میری قوم مجھکو نکال دیگی"؟ ورقہ نے کہا "ہان۔ یہی سنت ہے سب پیغمبرون کی"۔

۳- بعد ازان پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم جبل حرا پر تشریف لیگئے۔ اوس وقت غیب سے آواز آئی کہ "ای محمدؐ تو اللہ کا رسول ہی اور مین جبرئیل ہون"۔ اوس وقت اوس مقام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیلؑ کو کھڑی کھڑے اچھی طرح نظر بھر دیکھا۔ پھر حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے پاس تشریف لائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس وقت جو کچھ مشاہدہ کیا تھا من وعن اون سے بیان کیا۔ حضرت خدیجہؓ نے سنتے ہی کہا کہ سچ ہی یا رسول اللہ۔ پھر کہنے لگین کہ قسم ہی مجھکو اوس اللہ پاک کی جسکے ہاتھ مین خدیجہ کی جان ہی مین امید رکھتی ہون اور بہت خوش ہون اس بات سے کہ آپ اس امت کے نبی برحق ہوئے اس واقعہ کے بعد سے آپ شب و روز نماز و عبادت الٰہی مین مشغول رہتے۔ اور

ہفتوں خانۂ کعبہ کا طواف کرتے اور اعتکاف میں بسر کرتے تھے۔ بعد چندے پھر سورۂ مدثر اوتری اور پھر متواتر قرآن اوترنا شروع ہوا۔

## فصل ہفتم

### بیان ایمان آوردن مسلمین اولین و سابقین بر رسالت آنحضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ اے گدایان احمدی و اے طالبان محمدی جبکہ بارگاہ احدیت سے اوس آفتاب محبوبیت کو تاج رسالت اور خلعت نبوت عنایت ہوا تو عورتوں میں سب سے پہلے اُم المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضؓ - اور آزاد مردوں میں اول اول حضرت ابی بکر صدیق اکبر رضؓ - اور لڑکوں میں حضرت علی مرتضیٰ رضؓ - اور غلاموں میں حضرت زید بن حارثؓ شرف ایمان سے مشرف ہوئے - پھر رفتہ رفتہ انوار دین محمدی پھیلنے لگا - اور اسلام کو رونق ہونے لگی - روز بروز دبدبہ صولت محمدی گونجنے لگا - اور طالبان حق کے قلوب اس دین متین پر صفائ قلب سے رجوع ہونے لگے -

۲- روایت ہے کہ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام کو خلعت وجود عنایت ہوا تھا - تو اونھوں نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی کہ خدایا مجھ سے پہلے بھی اور کسی کو تونے پیدا کیا ہے - رب العالمین کا حکم ہوا کہ ای جبرئیل اوپر کو دیکھ - جب حضرت جبرئیلؑ نے اوپر دیکھا تو ایک ستارہ بہت ہی نورانی نظر آیا وہ ہزار جان سے اوس پر عاشق اور فریفتہ ہوگئے - پوچھا کہ بارالٰہا یہ نور پُر سرور کس کا ہی - ارشاد ہوا کہ یہ نور کامل الظہور میرے حبیب اکرم احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی - پھر عرض کی کہ اور چار ستارے

جواسکے گرد اگر دہین یہ کون ہین - حق تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ میرے دوستا کو دوست
اور میرے دشمن کے دشمن اور نیسز دین اسلام اور آئین ایمان کے چار رکن اعظم
ہین - اے اُمت محمدی کا فخر رکھنے والو تم کو لازم ہے کہ اصحاب رسول مقبول پر اپنا دل و جان
فدا کرتے رہو - اور جانو کہ جب محمدؐ کے چار حرف ہین تو اس سے نام چار یار ثابت ہی -
اے مسلمانو! یہ وہی چار یار اور اصحاب کبار ہین جن کا ڈنکا ابتداے عالم سی آج تک
بجتا چلا آتا ہی اور روز نشور تک بجتا جائیگا - جو فرقے ان چار یار سے مخالفت کرتے
ہین کیونکر اون سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلاف ہونگے - اور جب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم خلاف ہون گے تو خدا بھی اون سے خلاف ہوگا - اوس وقت اونکا
کہان ٹھکانا ہی - اللہ جل شانۂ اونکو نیک ہدایت دی - اور اونکو راہ راست پر لائے

۳ - واضح ہو کہ علو مرتبہ مورخین کو بھی اس بات سے اختلاف ہے کہ
آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بوقت مبعوث برسالت سب سے پہلی کون
شخص ایمان لایا - بعض حضرت ابی بکر صدیقؓ کا ایمان لانا کہتے - بعض حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ
کی ایمان آوری کے قایل ہین - بعض حضرت علی مرتضیٰؓ اور بعض زید بن حارثؓ کے ایمان
لانے پر زور دیتے ہین مگر علماء اہل اسلام نے یون تطبیق کی ہی کہ عورتون مین سب سے
پہلے حضرت خدیجہؓ ایمان لائین - اور آزاد اور بالغ مردون مین سب سے اول حضرت
ابی بکرؓ مشرف باسلام ہوئے - اور لڑکون مین سب سے پہلے حضرت علیؓ اور غلامون مین
پہلے پہل زید بن حارثؓ ایمان لائے - رضی اللہ تعالیٰ عن کل اصحاب رسول اللہ اجمعین -

ف ـــــ حضرت خدیجہؓ اور اصحاب اربعہ کا قصہ تو سب کو معلوم ہی - اور
اس کتاب مین بھی اپنے اپنے موقع پر بیان کیا گیا ہی - مگر زید بن حارثؓ کا صحیح قصہ یون

مرقوم ہے کہ حکیم بن حزام۔ حضرت خدیجہؓ کے بھتیجے ملک شام تجارت کو گئے۔ اور وہان
سے کئی غلام اپنی ساتھ خرید کر لائے۔ جب وہ اپنے مکان پر آئے تو حضرت خدیجہؓ سفر کی
مبارکباد اونھین دینی گئین۔ حکیم بن حزام نے کہا اے پھوپھی جان ان غلامون مین سے
جو مین لایا ہون ایک غلام جو آپ کو پسند ہو اوسے آپ قبول فرمائین۔ حضرت خدیجہؓ
نے اون مین سے زید بن حارث کو جو اوس وقت بہت کم سن تھے لے لیا۔ اور گھر
لے آئین۔ اور کچھ دنون تک اپنے ساتھ رکھکر آپ نے آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمتگزاری کے لیئے اونکو معمور کیا۔ آپنے اونکو غلامون کی طرح رکھنا مناسب جانا۔
بلکہ آزادی کا تمغہ پہناکر فرزندی مین قبول کیا۔ شام مین زید کے باپ حارث کا اپنے
فرزند کے فراق مین بُرا حال ہوا۔ تمامی ملک عرب مین اونھین ڈھونڈھتا ہوا مکہ تک
پہونچا۔ اور اپنی لڑکے کا پتہ پاکر آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین
حاضر ہوا۔ حارث اپنے فرزند زید کو دیکھکر بار بار اوسکی آنکھین اور پیشانی کو بوسہ دیتا
اور روتا تھا۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اوسکی اس محبت اور سوز وگداز کو
ملاحظہ فرمایا تو زید سے کہا کہ اگر تیری خوشی ہو تو یہان قیام کر۔ ورنہ اپنی باپ کے ساتھ
چلا جا اور اپنے وصال سے اوسکی آنکھین ٹھنڈی رکھ۔ زید نے اس کے جواب مین
صرف اتنا کہا کہ آپ کی غلامی کو مین باپ کی سرداری پر محبوب رکھتا ہون۔ جب تک
دم مین دم ہے آپکی خدمت سے دور نہ ہونگا۔ پس زید کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
یہانتک دوست رکھتے تھے کہ تمام صحابہ اونکو فرزند رسول اللہ کہتے تھے۔ اور زید
بن محمدؐ کہکر پکارتے تھے۔ مگر جب آیہ کریمہ۔ ادعوھم لآبائھم۔ نازل ہوئی
تو اوس وقت سے زید بن حارث مشہور ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید کی

شادی کردی - اور خدا نے اون کو ایک بیٹا عطا کیا آپنے اوس کا نام اسامہ بن زید رکھا - اور زید کے بیٹے اسامہ کو بھی آپ ایسا ہی دوست رکھتے تھے جیسے حضرت حسن علیہ السلام کو - چنانچہ آپ نے اپنی دعا اور محبت مین حضرت حسن علیہ السلام کے ساتھ اوس کو بھی شریک کیا ہی - یہ وہی اسامہ بن زید ہین جنکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مرض الموت کے وقت ایک لشکر کا امیر بناکر شام کی طرف روانہ کیا چاہتے تھے - کہ آپکا وصال ہوگیا - مگر حضرت ابی بکر صدیق رض نے اونکو اپنے زمانِ خلافت مین حسب وصیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوج کے ساتھ روانہ فرمایا -

۴ - اِن چار صاحبون کے مشرف باسلام ہونے کے بعد حضرت عثمان ابن عفان رض - عبد الرحمن بن عوف رض - سعد بن ابی وقاص رض - زبیر بن عوام رض - طلحہ بن عبید اللہ - ابو عبیدہ (جن کا نام عامر بن عبد اللہ بن جراح بھی ہے) عبیدہ بن حارث رض سعد بن زید (حضرت عمر رض کے چچا کے بیٹے) عبد اللہ بن مسعود - اور عمار بن یاسر وغیرہ مسلمان ہوئے - حضرت ابی بکر صدیق رض کی فہمایش و تحریک کے باعث یہ لوگ یکے بعد دیگری آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئی اور زمرۂ اسلام مین درآئے تین برس تک پیغمبر خدا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم دعوت اسلام خفیہ کرتے رہے - مگر جب یہ آیت نازل ہوئی وانذر عشیرتک الاقربین "یعنی ڈرا اپنے کنبے والون کو جو قریب کے رشتہ کے ہین" اوس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بموجب حکم جناب باری اظہار دعوت شروع کیا - اور اسی طرح چند سال گذر گئے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کفار و مشرکین قریش کو احکام الٰہی پہونچاتے رہے - وہ لوگ آپ سے تمسخر کرتے مگر آپ کے کلام کو کچھ بھی رد نہ کر سکتے تھے - جب تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون کے بتون کو عیب نہ لگایا تھا -

جب آپنے اون کے خداؤن اور معبودون کے عیوب اور نقصانات بیان کرنا شروع کئے اور اون کے آبا و اجداد کو کافر ٹھہرایا اور گمراہ بتلایا تو اوس وقت سبکے سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ہوگئے اور آپ سے دل مین کینہ اور بہ ظاہر بغض و عداوت رکھنے لگے۔ شرفاے قوم قریش اکٹھا ہوکر آپ کے چچا ابوطالب کے پاس آئے۔ اور کہنے لگے کہ آپ کے بھتیجے نے ہمکو بیدین ٹھہرایا اور گمراہ بتلایا ہی۔ اور اب ہمارے اجداد کو کافر کہتے ہین۔ یا تو آپ اون کو منع کر دیجیے یا اون سے دست بردار ہوجائیے۔ ورنہ ہم سے جو ممکن ہوگا ہم کرینگے۔ ابوطالب نے اونکو بہت کچھ سمجھا بجھا کر رخصت کر دیا۔ اور آپ سے اس کا ذکر کیا۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت خلق سے باز نہ آئے۔ پھر دوبارہ وہ لوگ ہجوم کرکے آئے اور ابوطالب سے کہا کہ اگر تو اون کو نہ روکے گا تو ہم تجھ سے اور اون سے دونون ہی سے سمجھ لین گے۔ اوس وقت ابوطالب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ تو باز آ کیونکہ لوگ آمادہ بشر ہین۔ آپ نے ارشاد کیا کہ اے چچا اگر وہ لوگ میرے داہنے ہاتھ مین شمس اور بائین ہاتھ مین قمر رکھدین۔ یعنی یہ امر محال بھی کر گذرین تب بھی مین یہ طریقۂ حق اور کار ہدایت خلق نچھوڑونگا۔ بعد ازان یہ ہوا کہ ہر ایک قبیلہ نے آپکو رنج و تکلیف پہونچانا اور جو مسلمان ہوتا اوس پر انواع و اقسام کی اذیت کرنا شروع کیا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوہ صفا پر تشریف لیگئے۔

۵۔ روایت ہی کہ جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دامن کوہ صفا مین ارقم بن ابی ارقم مخزومی کے گھر تشریف رکھتے تھے کہ ابوجہل بن ہشام کا وہان گذر ہوا۔ اوس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھکر بہت کچھ سخت و سست کہا۔ اور

گالیان دین۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس کی سخت کلامی کی طرف کچھ خیال نہ کیا
اسکی خبر حضرت حمزہؓ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا) کو ہوئی۔ وہ سنتے ہی نہایت
غضبناک ہوئے اور تیر کمان گلے مین لٹکا کر خانۂ کعبہ مین تشریف لائے۔ دیکھا کہ ابوجہل
لوگون کے درمیان بیٹھا ہوا ہی۔ اوس سے پوچھا کہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیان دیتا ہے
اور یہ کہکر ایک تیر اوسکے سر پر (اور بعض روایت مین ہی اوسکے پیٹ مین) اس زور سے
مارا کہ وہ تیر اوسکی ایک رگ مین دوسار ہوا۔ یہ حال دیکھکر ابوجہل کے چند حمایتی حضرت
حمزہؓ پر لوٹے۔ ابوجہل نے اونکو منع کیا اور کہا کہ تم لوگ کچھ نہ کہو۔ کیونکہ مین نے اوسکے
بھتیجے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت گالیان دی ہین۔ حضرت حمزہؓ اوسی وقت سیدھے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین تشریف لائے اور اسلام قبول کیا۔ اس واقعہ
کے تین دن پیچھے حضرت عمرؓ بھی مشرف باسلام ہوئے۔ ان دونون صاحبون کے ایمان
لانے سے دین اسلام کو بڑی تقویت حاصل ہوگئی۔

۴۔ راوی بیان کرتا ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمایا کرتے تھے
کہ "بارخدایا اسلام کو دو شخصون سے یعنی عمر بن الخطاب یا ابی الحکم بن ہشام (المعروف بہ
ابوجہل) سے معزز او رمکرم کر۔ اور خصوص عمرؓ کو ہدایت کر کہ وہ مسلمان کامل ہو جاوے۔"
چنانچہ آپکی دعا حضرت عمرؓ کے حق مین مستجاب ہوئی۔ حضرت عمرؓ کا حال قبل مسلمان ہونیکے
یہ تھا کہ ہر وقت تلوار ہاتھ مین لیئے ہوئے بارادۂ قتل جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم
پھرا کرتے۔ چنانچہ ایک روز ابوجہل کے کہنے سننے اور بہت کچھ انعام دینے کا وعدہ
و اقرار کرنے سے حضرت عمرؓ تلوار لیئے ہوئے باہر نکلے۔ راہ مین نعیم بن عبد اللہ سے
ملاقات ہوئی۔ اونھون نے پوچھا۔ اے عمرؓ کہان جاتے ہو۔ حضرت عمرؓ بولے کہ محمدؐ

صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا ارادہ رکھتا ہون - نعیم نے کہا کہ اگر تو محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کریگا تو عبد مناف کی اولاد تجھکو بھی زندہ نہ چھوڑیگی - حضرت عمرؓ نے کہا کہ شاید تو بھی اپنے آبائی دین کو چھوڑ کر مسلمان ہوگیا ہی - اوس نے کہا جاؤ پہلے اپنی بہن بہنوئی اور چچازاد بھائیون کو جو مسلمان ہوچکے ہین اپنے دین پر لاؤ - یہ حال سنکر حضرت عمرؓ اپنی بہن کی گھر کی طرف گئے - وہ اوس وقت سورۂ طٰہٰ پڑھ رہی تھین - خباب اونکو پڑھا رہے تھے - پہلے دروازہ پر کھڑے ہوکر اونھون نے سنا - اور مکان کے اندر داخل ہوئے - انکو دیکھکر اونکی بہن نے وہ صحیفہ چھپالیا - اور خباب بھی مارے ڈر کے ایک کوٹھری کے اندر چھپ گئے - حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ ابھی تم کیا پڑھتی تھین وہ انکار کر گئین - اس پر حضرت عمرؓ نے خفا ہوکر اور غصہ مین آکر اپنی بہن کو ایک طمانچہ مارا اور اپنے بہنوئی سعید کو بھی مارا - اور کہا کہ لاؤ وہ کونسی کتاب تھی - پہلے اونکی بہن نے بہ این خوف دینے سے انکار کیا - کہ شاید وہ کچھ بے ادبی نہ کرین - مگر جس وقت حضرت عمرؓ نے کہا کہ نہین مین تمکو ضرور واپس دونگا اور کچھ نہ کہونگا - اوس وقت اونکی بہن نے وہ صحیفہ اون کے ہاتھ مین دیدیا - حضرت عمرؓ نے چونکہ پڑھے لکھے آدمی تھے اوس کو پڑھکر کہا کہ کیسی خوب باتین اسمین لکھی ہوئی ہین - پھر تو خداوند کریم نے اونکے دل کو نور ایمان سے پر نور و منور کردیا کہنے لگے کہ اب مین بھی مسلمان ہونگا - خباب یہ سنکر کمرہ سے باہر آئے - حضرت عمرؓ نے اون سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہان تشریف رکھتے ہین - اونھون نے کہا کہ کوہ صفا کے دامن مین ارقم کے مکان مین ہین - اوسی وقت حضرت عمرؓ اوٹھے اور وہان پہونچکر مکان کے اندر آنے کی اجازت چاہی - وہان اوس وقت حضرت ابی بکر صدیقؓ و حضرت علی مرتضیٰؓ و حضرت عثمانؓ

وحضرت حمزہؓ و دیگر زن و مرد سب شمار مین اونچالیس اصحاب بیٹھے ہوئے تھے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے کی اجازت دی۔ جب یہ اندر گئے اوس وقت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اوٹھ کھڑے ہوئے اور اون سے بغلگیر ہوئے او معانقہ کرکے ارشاد کیا کہ اے عمرؓ کس ارادہ پر آئے ہو۔ اب کیا ہمیشہ لڑتے ہی رہوگے۔ حضرت عمر نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مین مسلمان ہونے اور خدا و رسول پر ایمان لانے کو آیا ہون۔ اور کلمہ طیب زبان پر لائے اور صدق دل سے مسلمان ہوئے۔ یہ سنکر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے اور آپ نے تکبیر کہی۔ اور فرمایا کہ "اے عمرؓ اللہ نے آج تجھکو ملاکر ایک جماعت چالیس آدمیون کی پوری کردی" پس اوسی وقت سے اسلام ظاہر ہوا۔ اور اون کے ایمان لانے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو بڑی تقویت حاصل ہوئی۔ پھر تو دین محمدی زور کے ساتھ پھیلنے لگا اور اسلام کو روز بروز ترقی اور رونق ہونے لگی۔ اور لوگ جوق جوق مسلمان ہونے لگے۔

## فصل ہشتم

### بیان سیادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

صحیح مسلم مین ابو ہریرہؓ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "مین اولاد آدم کا سردار ہون قیامت کے دن۔ اور قبر پھٹنے والون مین پہلا مین ہون۔ اور مقبول الشفاعۃ بھی پہلا مین ہون" یعنی حشر مین قبرین پھٹینگی اور مردے زندہ ہوکر نکلینگے۔ پس اول قبر میری پھٹیگی اور پہلے میری شفاعت قبول ہوگی۔

بعد اوسکے اور پیغمبروں کی۔

ف۔ یوحنّا کی انجیل مین حضرت عیسیٰؑ نے ہمارے آنحضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سرداری کی یون گواہی دی ہی کہ "اب مین زیادہ گفتگو تم سے نہین کرتا۔ اس واسطے کہ اس جہان کا سردار آتا ہی۔ یعنی میرے بعد خاتم الانبیار آتا ہے۔ وہ تم کو سب کچھ تعلیم کریگا۔ میری تعلیم کی اب حاجت نہین" اور آپ نے فرمایا ہی کہ "مین قیامت مین بنی آدم کا سردار ہون" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا اور آخرت دونون ہی عالم مین بنی آدم کے سردار اور افضل البشر ہین۔ لیکن دنیا مین کافرون کو اسکا یقین نہین ہوا اور قیامت مین جبکہ تمامی مخلوق مصیبت مین گرفتار ہوگی اور دوسرے پیغمبرون کو بھی خوف الٰہی سے شفاعت کرنے کی جرأت نہ ہوگی اور ہمارے ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت مقبول ہوگی تو اوس وقت ہر ایک مسلم اور کافر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سرداری اور فضیلت صاف ظاہر ہو جاوے گی ؛

## فصل نہم

### بیان اثبات نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

مسلم شریف مین ابو موسیٰؓ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "مین محمدؐ ہون۔ اور احمدؐ ہون۔ اور مُقفّی ہون اور حاشر ہون۔ اور نبی التوبہ ہون۔ اور نبی الملحمہ ہون۔ اور نبی الرحمۃ ہون۔ اور نبی الملحمہ ہون"

ف ١ آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث مین اپنے نام
اور اپنی صفات کا ذکر فرمایا ہی - واضح ہو کہ مُحمّد کے معنی بہت سراہا ہوا - احمد کے معنی
سب مخلوقات سے زیادہ تر تعریف کے لائق - مُقفّی کے معنی سب پیغمبرون کے بعد
آنے والا - حاشر کے معنی یہ ہین کہ سب کا حشر آپ کے قدم پر ہوگا - نبی التوبہ ایسا پیغمبر
کہ اوسکے ہاتھ پر بیشمار لوگون نے توبہ کی ہوگی اور اوسکی امت کی توبہ مقبول ہے - اور
نبی المرحمہ ایسا پیغمبر جس کے احکام شرع مین کچھ بھی سختی اور تنگی نہین ہی - اور نبی الرحمتہ
ایسا پیغمبر جس کے دین مین سراسر رحمت ہی - اور نبی الملحمہ یعنی جنگ کا پیغمبر جسکے دین مین کافرون
کے ساتھ جہاد درست ہے - جس کے ذریعہ سے دین کو عالم مین پھیلائے - اس مین
خوبی یہ ہی کہ بہ اتفاق عقلا ظلم اور کفر نہایت ہی بد اور برا فعل ہی اور عدل و ایمان
عمدہ ملنے ہی - پھر جب ظالم اور کافر اپنے ظلم اور کفر سے باز نہ آئے اور حق بات کو کسی
طرح نہ سمجھے تو اوس کا قتل کرنا عقل کے نزدیک معیوب نہین نتیجہ یہ ہوگا کہ دوسرے
لوگ اوسکی صحبت سے خراب نہ ہون گے - جیسا کہ اگر آدمی کا ہاتھ سڑ جاوے تو اوسکا
کاٹ ڈالنا بہتر ہے تاکہ باقی اعضا سڑنے سے بچین -

ف ٢ ایک روایت مین دو اسم مبارک اور بھی ذکر کیے گئے ہین -
"مین ماحی ہون اور مین عاقب ہون" ماحی یعنی خدا میرے سبب سے کفر کو مٹاتا ہی اور مٹائیگا
اور عاقب یعنی مین پچھلا پیغمبر ہون میرے بعد پھر کوئی پیغمبر نہین ہوگا ॥

## فصل دہم

### بیان دلیل ختم نبوت و رسالت آنحضرت سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

۱- صحیح مسلم مین ابو ہریرہؓ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "البتہ مین سب پیغمبرون سے پچھلا پیغمبر ہون - اور مقرر میری مسجد سب پیغمبرونکی مسجد سے پچھلی مسجد ہی" یعنی مین سب پیغمبرون کے بعد آیا ہون - میرے بعد کسی اور پیغمبر کا دین جاری نہوگا - میرے دین اور میری مسجد کی تعظیم قیامت تک جاری اور قائم رہیگی -

۲- صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین جابرؓ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "میری مثل اور دوسرے پیغمبرون کی مثل اوس مرد کی سی ہی کہ جس نے ایک گھر بنایا - اوسکی پوری تعمیر کی اور بہت ستھرا تیار کیا - مگر صرف ایک مکان اینٹ کا باقی رہنے دیا - اور لوگ اوس گھر مین آئے اوسکو دیکھکر تعجب کرنے لگے - اور کہنے لگے کہ سب مکان تو تیار ہوا مگر اینٹ کا یہ ایک مکان کیون نہ تیار ہوا - پس مین اوس اینٹ کا مکان ہون جو باقی رہگیا تھا - پس مین اس طرح آیا کہ مین نے سب پیغمبرون کو ختم کیا" یعنی نبوت کا محل بدون خاتم النبیین کے ناتمام تھا - جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو محل پورا ہوگیا - جتنے عمدہ کمالات بشر مین ممکن تھے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئے - اسی واسطے ہماری پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہوئے - اب کوئی کمال باقی نہ رہا کہ کوئی دوسرا پیغمبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آکر اوس کا جلوہ گر کرنے والا ہوتا +

## فصل یازدہم

### بیان فضیلت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بر جمیع پیغمبران علیہم السلام

مسلم شریف مین ابو ہریرہؓ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "مجھکو فضیلت حاصل ہوئی اور پیغمبرون پر چھ چیزون کے سبب سے - یعنی مجھکو

جوامع الکلم عطا ہوئی - اور مجھکو رعب سے فتح ملی - اور میرے واسطے غنیمت کے مال حلال ہوئے - اور میرے لئے تمام زمین پاک کرنے والی اور سجدہ گاہ مقرر ہوئی (یعنی خانہ کعبہ) اور مین تمام عالم کا پیغمبر ہوا - اور مین خاتم النبیین ہوا -

ف جوامع الکلم اوس کو کہتے ہین جس مین تھوڑے لفظ اور مطالب بہت ہون اور جوامع الکلم سے مراد قرآن اور احادیث (یعنی کلام اللہ اور کلام رسول اللہ) ہین - جنکے معانی اور مطالب کی کچھ حد نہین جتنا غور کیجئے اوسی قدر مطالب کھلتے جاتے ہین +

# فصل دوازدہم

## بیان ہجرت اول

ابوالفدا لکھتا ہی کہ جب قریشیون نے اصحاب رسول اللہ کو بہت تنگ کرنا اور ایذا دینا شروع کیا تو اوس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد کیا کہ جس کا (اصحاب کا) جی چاہے اوسے اختیار ہی کہ وہ حبشہ کی طرف چلا جاے - چنانچہ تراسی اصحاب اور اٹھارہ عورتون نے ہجرت کی اور دریا کو عبور کرکے وہان چلے گئے - انکے ساتھ لڑکے اور لونڈی غلام بھی بہت سارے تھے - اول سب سے حضرت عثمان ابن عفان معہ اپنی زوجہ اطہر حضرت رقیہ دختر نیک اختر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت کرکے دریا پار ہوکر سرزمین حبشہ مین جا بسے - اون کے ہمراہ بارہ آدمی تھے اون مین زبیر بن عوام - و عثمان بن مظعون - و عبداللہ بن مسعود - اور عبدالرحمن بن عوف بھی تھے - شاہ حبشہ اون کے ساتھ بہت اچھی طرح پیش آیا - تین برس تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کفار کی عداوت سے نہایت ہی تکلیف اور دشواری مین رہی

اسی اثنا رمین مہاجرین حبشہ کو یہ خبر پہونچی کہ اہل مکہ سب کے سب مسلمان ہوگئے ہین
وہ لوگ سُنکر بہت خوش ہوئے - اور تینتیس ۳۳ مرد وہان سے چلے آئے - جب
قریب مکہ معظمہ کے پہونچے اوس وقت اونکو معلوم ہوا کہ کسی نے وہان جھوٹ خبر
اوڑادی تھی - اس لئے وہ لوگ شب کے وقت مکہ مین داخل ہوئے - ان سے
پیشتر حضرت عثمان ابن عفانؓ و زبیر بن عوامؓ اور عثمان ابن مطعونؓ بھی آچکے تھے ؎

## فصل سیزدہم

## بیان وفات حضرت خدیجہ زوجہ مطہرہ پیغمبر خدا صلعم و ابوطالب عم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

جبکہ عمر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پچاس سال کی ہوئی اور نبوت سے
دس برس گذر گئے - اوس وقت حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ زوجہ مطہرہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے وفات پائی اور اوسی سال یعنی نبوت سے دسوین سال ماہ شوال مین قبل انتقال
حضرت خدیجہ کے ابوطالب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا نے بھی (جنھون نے
آٹھ سال کی عمر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش کی تھی) کچھ دنون بیمار
رہکر وفات پائی تھی وقت جانکنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون سے کہا کہ اے چچا
اگر آپ کلمۂ شہادت میرے سامنے پڑھ لین تو مین قیامت کے دن بیشک آپ کی
شفاعت کرونگا - مگر ابوطالب نے منہ پھیر لیا اور کلمہ نہ پڑھا - پس وہ کافر مرے -
اور بعض روایت مین یون بھی آیا ہے کہ ابوطالب نے جواب دیا کہ اے بھتیجے اگر
مجھکو خوف و ننگ و عار کا نہوتا تو بیشک مین کلمۂ شہادت کہتا - اہل قریش یہی کہین گے کہ

اس نے موت سے ڈر کر کلمۂ شہادت پڑھا ہی - بعد وفات اِن دو نون صاحبون کے جبکہ اہل قریش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت ایذا دینے او رشارت سے ستانے لگے تو اوس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باین ارادہ طائف تشریف لیگئے کہ شاید وہ لوگ خدا ترسی کرکے میری مدد اور حمایت کے لئے مستعد ہون اور خدا اونکو ہدایت نصیب کرے - چنانچہ وہان پہونچکر آپ ہدایت کرنے لگے - بعدازان مکہ معظمہ مین تشریف لائے - مگر قوم قریش اور بھی زیادہ مخالفت اور دشمنی سے پیش آنے لگی -

## فصل چہاردہم

## بیان شب معراج

ا - اے طلبگاران اعانت احمدی - واے خواہان شفاعت محمدی -

واضح ہو کہ زمان رسالت مین افضل ترین مقامات و بزرگ ترین واقعات مین سے معراج شریف ہے - نبوت کے بارہوین سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رتبہ معراج کا عنایت ہوا - اس مقام پر مفسرین و ارباب تواریخ نے بیشمار لطائف عجیبہ و نکات غریبہ بڑی بڑی کتاب کی صورت مین لکھے ہین - مگر یہان پر بہت اختصار کے ساتھ کچھ بیان ہوتا ہی - اوّل یہ کہ اللہ جل شانہٗ نے وقوع واقعہ معراج مین حکمت یہ رکھی ہے کہ وقت تخلیق آدم علیہ السلام کے ملائکہ ملاء اعلیٰ نے زبان اعتراض کھولی کہ بارِ خدایا تو ایسی مخلوق دنیا مین پیدا کیا چاہتا ہی جو تمام روئے زمین کو فساد سے بھر دے گی - اوس وقت جناب باری سے ارشاد ہوا کہ تم اولاد آدم کو مفسد و تبہ کار ٹھہراتی ہو - اور حالانکہ ہمارے پیش نظر اوس کا فرزند ارجمند حبیب مکرم رسول معظم مقصود آفرینش

ہیجدہ ہزار عالم ہے۔ اگر آفرینش اوس محبوب کی مجھے منظور نہ ہوتی تو نہ پیدا کرتا
مین زمین و آسمان کو۔ جب آوازۂ محبوبیت سرور کائنات خلاصۂ موجودات حضرت
محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم عرصہ گاہ ملکوت مین بلند ہوا۔ تو تمام ملائک مشتاق زیارت
ہوئے۔ حضرت احدیت مین اونکی دعا قبول ہوئی اور تمام ملائکہ ملاء اعلیٰ شب معراج کو
دولت ملازمت سے مشرف ہوئے۔ اس سے حکمت یہ ہو کہ سبب ایجاد آدم بلکہ
وجہ تکوین ہیجدہ ہزار عالم تمامی عالم ملکوت پر منکشف ہو جاوے۔

دوسری حکمت یہ ہو کہ شب معراج مین آنحضرت سرور لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کا
سینۂ مبارک چوتھی دفعہ چاک ہوا۔ اس لئے کہ محبوب کبریا کے دل فیض منزل مین عالم ملکوت
کی سیاحت کی قوت آجائے۔ اور قیامت کے دن آپ پر رعب غالب نہ ہو اور نیز آپ کو کما حقہ تجلیات الٰہی
اور عجائبات نا متناہی کے دیکھنے کی طاقت حاصل ہو۔

تیسری شب کو جو معراج ہوئی اسمین نکتہ یہ تھا کہ دو آفتاب ایک فلک پر
جمع نہین ہو سکتے۔ اس لئے جب آفتاب فلک غروب ہوا تو آفتاب نبوت جلوہ افروز ہوا

۴۔ القصہ جس وقت جناب سرور کائنات مفخر موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ
صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف باونٓ برس کی ہوئی تو رجب کی ستائیسوین تاریخ شب دوشنبہ کو
آپ اُمّ ہانی (دختر ابو طالب) کے گھر بعد از فراغ نماز عشا آرام فرماتے تھے کہ یکایک
جبرائیل امینؑ کو رب العالمین کا حکم پہونچا کہ اے روح الامین آج کی رات تسبیح و تہلیل
موقوف کر۔ خدمتگاری کی کمر باندھ اور رضوان داروغۂ جنان کو یہ حکم دے کہ آج وہ
بہشت برین کی چمن بندی کرے۔ حوران جنت بناؤ سنگار کرکے مؤدب صف باندھکر
کھڑی ہون۔ مالک دوزخ سے کہدے کہ دروازے دوزخ کے بند کرکے قفل لگا دے۔

اور کل انبیا سے مرسلین ہمارے مہمان والاشان کے استقبال کی غرض سی مستعد رہین۔ اور رضوان بہشت میں داخل ہو اور وہان سے ایک براق صبا رفتار لیکر معہ ملائکہ ملاء اعلیٰ کی ایک بڑی جماعت کے در دولت پر سلطان دوجہان سید الانبیا سند الاصفیا احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جا اور بہ عظمت تمام اونکو میرے پاس لا۔

۳۔ الغرض حضرت جبرئیلؑ بفرمان رب جلیل بہشت مین آئے۔ صدہا ہزار براق سرغزار جنت مین چرتی ہوئی دیکھے۔ ہر ایک کی پیشانی پر نام سید الانام احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا لکھا ہوا پایا۔ اون مین ایک براق غمگین ومحزون سر جھکائی دریای اشک بہا رہا تھا۔ حضرت جبرئیلؑ نے اوسکے پاس جاکر اوس سے رنجش کا سبب پوچھا۔ اوس نے کہا کہ ای جبرئیلؑ چالیس ہزار برس سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک سنا ہی جب سی مجھپر راحت وآرام حرام ہے۔ الحاصل حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اوسی براق کو جو عشق احمدی مین چور اور محبت محمدی مین گریہ کنان تھا۔ آب کوثر سے غسل دیکر اور طرح طرح کے زیورات سے مرصع کرکے اور اپنے ہمراہ لیکر دولتخانۂ سلطان انس وجان پر حاضر ہوئے۔ دیکھا کہ سید کونین سلطان دارین حبیب کبریا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خواب استراحت فرما رہے ہین۔ حضرت جبرئیلؑ کو آپ کے جگانے مین تامل ہوا۔ فوراً جناب باری سے حکم ہوا کہ اے جبرئیل اپنا منہ میرے حبیب کے پاک تلوون سے مل۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فی الفور اپنا منہ جناب سید الانام شفیع المذنبین حبیب رب العالمین کے پای مبارک سے ملا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خواب استراحت سے بیدار ہوئے۔ حضرت جبرئیلؑ نے عرض کی یارسول اللہ آج آپ کی شب معراج ہے۔ پروردگار عالم نے حضور پرنور کو عالم بالا پر اپنی دربار خاص مین طلب فرمایا ہی۔ آپ اپنے بستر سے اوٹھے حضرت جبرئیل علیہ السلام

آپ کو چشمۂ زمزم کے قریب لائے۔ آپ نے آب زمزم سے وضو کیا۔ اور مقام حطیم مین
دو رکعت نماز ادا کی۔ بعد ازان حضرت جبرئیلؑ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مطہر کو
حلۂ نور بہشتی سے آراستہ کیا۔ اور عمامۂ نورانی سر پر رکھا۔ ردائے نورانی اوڑھائی۔ پٹکا
یاقوت احمر کا کمر سے باندھا۔ نعلین سبز پائے مبارک مین پہنائی اور تازیانہ جڑاؤ ہاتھ مین
دیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جبرئیلؑ کے ساتھ مسجد بیت الحرام تک تشریف لائے
دیکھا کہ ایک براق باساز و یراق دروازے پر کھڑا ہی۔ عجیب و غریب بادپا ہی۔ دراز گوش
سے بڑا اور اونٹ سے چھوٹا۔ چہرۂ زیبا اوس کا انسان کی طرح۔ ایال اونٹون کی مانند۔
پٹھے گھوڑون کے مثل۔ دونون پاؤن اونٹ کے سے۔ سینہ بھی اونٹ کے سینہ کا سا۔
مرصع زین اوسکی پیٹھ پر موقع سے سجی ہوئی تھی۔ لگام اوسکی یاقوت سرخ کی تھی۔ اور
تازیانہ زمرد سبز کا تھا۔ جس وقت آپ نے اوس براق کو ملاحظہ فرمایا مایوس و غمگین
ہوکر آنکھون مین آنسو بھر لائے۔ بارگاہ احدیت سے ارشاد ہوا کہ اے جبرئیل یہ وقت
عشرت و سرور کا ہی میرے محبوب سے پوچھ کہ ایسے وقت مین رنج و ملال کا باعث کیا ہی
یہ سنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ای جبرئیل آج مجھکو میرے پروردگار نے خلعت سرفرازی
عنایت فرمایا۔ اور براق صبا رفتار میری سواری کے لئے بھیجا۔ کل کے روز عرصات قیامت مین
میری اُمت کے لوگ بھوکے پیاسے نالہ و گریان حیران و پریشان بار گناہ اپنی گردنون پر
لادے ہوئے اپنی قبرون سے حساب کے لئے باہر آئین گے۔ پچاس ہزار برس کی قیامت کی
راہ ہی۔ اور تیس ہزار سال کی راہ صراط کے پل کی ہی۔ یہ بیچارے مصیبت کے مارے ضعیف و
نحیف اتنی مسافت بعیدہ طے کرکے کیونکر پار اوترینگے۔ اوس وقت جناب احدیت سے ارشاد ہوا
کہ ای محبوب خدا اس کا کچھ غم نہ کھائیے۔ جس طرح آج آپ کے پاس براق آیا ہی اوسی طرح

قیامت کے دن آپکی اُمت عاصی کی قبرون پر اونکی سواری کے لئے براق سبک خرام بھیجون گا۔ اور سب کو طرفۃ العین مین عرصۂ قیامت اور صراط کے پُل کی راہ طے کرا کے بہشت مین داخل کرون گا۔ اور حور غلمان اونکی خدمت کو دون گا۔ آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ مژدۂ جانفزا سنکر مقام ابراہیم مین براق پر سوار ہوئے اور عنان براق ہاتھ مین لی۔ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی باگ چھوڑ دیجئے راہ مامور ہے۔ وہ جانتا ہے جہان جانا ہی۔ آپ نے باگ چھوڑ دی۔ وہ روانہ ہوا۔ حضرت جبرئیل نے گزارش کی یارسول اللہ اگر راہ مین کچھ صدائین آئین تو اونکو نہ سنئے گا اور مجھے بیت المقدس مین پائیے گا۔

۴۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم طرح طرح کے عجائبات دیکھتے ہوئے مسجد اقصیٰ مین رونق افروز ہوئے۔ وہان دو رکعت نماز پڑھی۔ بعد ازان بیت المقدس سے فلک اول پر جلوہ گر ہوئے۔ اسی طرح خواجۂ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اطباق افلاک کے عجائب و غرائب ملاحظہ فرماتے ہوئے فلک ہفتم (ساتون آسمان کی کیفیت دفعہ ۱۲ مین مذکور ہی) طے کر کے بیت المعمور مین داخل ہوئے جو ملائکہ مقربین کا معبد ہی وہان جناب سرور کونین سلطان دارین احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسب ایمائے حضرت جبرئیلؑ گروہ ملائکہ کے ساتھ نماز دوگانہ ادا کی۔ اسکے بعد خداوند کریم کی درگاہ سے چار پیالے شہد۔ دودھ۔ شراب اور پانی سے لبالب آئے۔ اوس وقت حضرت جبرئیل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ان پیالون مین سے جسکو آپ کا مبارک دل قبول کرے نوشجان فرمائین۔ آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ کا پیالہ اوٹھاکر نوش فرمایا۔ اس پر گروہ ملائکہ نے آپکی بہت تحسین و آفرین کی۔ اور کہا یا رسول اللہ اگر آپ پانی کا پیالہ قبول کرتے تو آپکی ساری امت شراب خوار ہو جاتی۔ اور اگر شہد کا پیالہ اوٹھا کر پی جاتے تو آپکی کل امت

لذات دنیائے دون مین غرق رہتی - اور اگر شراب کا پیالہ پی لیتے تو آپکی تمامی امت
مستی مین مدہوش رہتی - پس آپ نے جو دودھ کا پیالہ پسند فرمایا اور پی لیا - تو
آپکی امت ہر طرح کی آفتون اور بلاؤن سے نجات مین رہیگی - لیکن تھوڑا سا دودھ
جو پیالے مین باقی رہگیا ہے اس سے تھوڑا گناہ آپ کی اُمت مین باقی رہگیا - اوس وقت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب مین پی جاؤن - جبرئیلؑ نے کہا یا حبیب اللہ
جو بات ہونے والی تھی ہو چکی اب کچھ نہ ہوگا - اس لئے کہ جناب احدیت کا قلم قدرت پلٹ
نہین سکتا - جناب خاتم النبیین شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت افسوس کیا
اور فرمایا اے بھائی جبرئیل تم نے پہلے مجھسے کیون نہ کہا تھا - یہ فرماکر آپ آگے بڑھے اور
سدرۃ المنتہیٰ تک پہونچے - تمام راہ مین حضرت جبرئیلؑ اور حضرت میکائیلؑ رکاب تھامے
ہوئے ساتھ ساتھ تھے - اور حضرت اسرافیل علیہ السلام غاشیہ علیا دوش پر رکھے
ہوئے تھے - اس مقام پر پہونچکر جبرئیلؑ نے آپ سے رخصت طلب کی اور کہا کہ میرا
گذر یہین تک ہے - اب اس سے آگے جانے کی مجھے طاقت نہین کہ قدم آگے بڑھاؤن
اور براق بھی رفتار سے رہگیا - اسی اثنا مین پروردگار عالم نے ایک تخت نورانی
جس کو رفرف کہتے ہین آپ کے پاس بھیجا - اوس کو اللہ تعالیٰ نے نور سے پیدا کیا ہے
پس حسب الحکم باری تعالیٰ آپ رفرف پر سوار ہوکر عرش معلےٰ پر تشریف لے گئے
ناگہان نور الٰہی نے شہنشاہ زمین و زمان کو آغوش رحمت مین لیکر عرش استوا تک پہونچایا
آپ نور الٰہی کو دیکھکر سربسجود ہوئے - اوس وقت جناب باری سے ارشاد ہوا کہ اے
حبیب میرے واسطے کیا لائے ہو - آپ نے فرمایا اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالطَّیِّبَاتُ
حق تعالیٰ نے فرمایا - اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ۔ جب ملائکہ نے آپکا یہ مرتبہ دیکھا تو یکبار سب نے کہا۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ پھر اللہ جلشانہ نے ید قدرت آپ کے سینۂ فیض گنجینہ پر رکھکر علم اولین و آخرین کی آپ کو تعلیم فرمائی۔ پھر خطاب ہوا کہ اے یار جانی و محرم راز نہانی آپ اپنی امت ضعیف کے مقامات اور انواع و اقسام نعمتہا سے بہشت کو معائنہ فرمایئے۔ اور آپ بحکم رب العالمین بہشت کی طرف تشریف لیچلے۔ دیکھا ایک فرشتہ نیکخو خوش خلق عظیم الشان کرسی پر بیٹھا ہی اور بہت سے معقول صورت فرشتے اوسکے گرد کھڑے ہین۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون فرشتہ ہی۔ عرض کی یارسول اللہ یہ داروغۂ بہشت ہے۔ اوس وقت آپ نے کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا رِضْوَانُ الْجَنَّۃِ۔ رضوان نے نہایت ہی ادب و تعظیم سے سلام کا جواب دیا۔ اور دست مبارک پکڑ کر کہا مرحبا مرحبا یارسول اللہ۔ اور عرض کی یارسول اللہ حضور تشریف لے چلین اور اپنی امت کو مقامات ملاحظہ فرمائین۔

۵ روایت ہے کہ آٹھ بہشت ہین۔ مگر آٹھوین بہشت کے نام مین اختلاف ہی۔ بہشت اول چاندی کا ہی نام اوس کا دارالخلد ہی اوس مین گنہگار دوزخ سے نکلکر بہشت مین جائین گے۔ دوسرا بہشت سونے کا ہی نام اوسکا دارالمقام ہے۔ اوس مین زکوٰۃ دینے والے رہتے ہین۔ تیسرا یاقوت کا ہی۔ اوسمین وہ لوگ رہتے ہین جو مصیبت پر صبر کرتے ہین۔ نام اوس کا دارالسلام ہی۔ چوتھا بہشت زمرد سبز کا ہی اوسمین غازی زاہد اور عابد رہتے ہین۔ نام اوسکا عدن ہے۔ پانچوان بہشت

فقط موتیون کا بنا ہوا ہی - اوسمین عالم اور حافظ قران رہتے ہین - نام اوس کا دار القرار ہے - چھٹان بہشت فقط لعل سرخ سے تیار ہوا ہی - اوس مین شہدا اور مؤذنین (بلند آواز سے اذان دینے والے) رہتے ہین نام اوسکا دار النعیم ہے - ساتوان بہشت نور کا ہی - اوس مین اولیاء اللہ تشریف رکھتے ہین - نام اوس کا جنت الماوی ہے اور آٹھوان بہشت نور علی نور ہے - وہین نور الٰہی کی تجلی قیامت کے دن نظر آئیگی - نام اوس کا جنت الفردوس ہی - بعض جنت کے مقامون مین آپ نے دیکھا کہ کچھ لوگ نظر آئے جو ایک دانہ چھینٹتے ہین اور سات سو دانے اوٹھاتے ہین - پوچھا کہ ای جبرئیل یہ کون لوگ ہین - عرض کی کہ یا رسول اللہ یہ آپکی امت کے دیندار اور پرہیزگار لوگ ہین - پھر ایک گروہ کو دیکھا کہ کچھ لوگ تخت نشین ہین اور حورین اون کے چپ و راست دست بستہ کھڑی ہین اون کے آگے انواع اقسام کی میوے چنے ہوئے ہین - اور نہرین دودھ شہد اور شربت کی جاری ہین - پوچھا کہ یہ کون لوگ ہین - عرض کی کہ یا رسول اللہ یہ آپکی امت کے وہ لوگ ہین جو عابد و زاہد اور عالم باعمل اور حافظ قرآن ہین - اسی طرح آٹھون بہشت کے عجائب و غرائب ملاحظہ فرماتے ہوئے دوزخ کی طرف متوجہ ہوئے +

۴ - روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوزخ کی طرف دیکھا - اوسکے دروازے پر ایک ہیبت ناک فرشتہ بیٹھا ہوا ہے - جسکے دیکھنے سے عقل و ہوش گم ہو جائین - اوسکے ایک شانے سے دوسرے شانے تک برس روز کی راہ ہی - اور بہتیرے بدصورت فرشتے اوسکے گرد حاضر ہین - پوچھا کہ اے جبرئیل یہ کون فرشتہ ہی جس کے دیکھنے سے دل پر ہیبت طاری ہوتی ہی - جبرئیل امین نے عرض کی یا رسول اللہ نام اس کا مالک ہی - اٹھارہ ہزار فرشتون کا سردار ہی - یہی داروغہ دوزخ ہے -

اسکے دل مین اللہ تعالی نے رحم نہین پیدا کیا - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوس کے پاس
تشریف لائے اور فرمایا السلام علیکم - اوس نے سلام کا جواب نہ دیا - فوراً حکم الٰہی ہوا کہ
اے مالک میرے حبیب کے سلام کا جواب کیون نہین دیتا - یہ حکم سنتے ہی گھبرا کر اوٹھ کھڑا
ہوا اور بڑی تعظیم وتکریم سے آپکا دست مبارک پکڑ کر بٹھایا اور کہا مرحبا مرحبا یا رسول اللہ
اوس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اے مالک کچھ ماہیت دوزخ کی بیان کر
اور مجھکو خبردار کر - مالک نے عرض کی یا رسول اللہ آپ کو طبقات دوزخ کے دیکھنے اور
اوسکے حالات سننے کی طاقت نہین ہے - حکم باری ہوا اے مالک میرا حبیب جو پوچھے وہ
سب بیان کر - مالک نے عرض کی یا رسول اللہ اللہ تعالی نے اپنے غضب اور غصے سے سات
دوزخ پیدا کئے ہین اور ہر ایک دوزخ کی چوڑائی آسمان اور زمین کے برابر ہے - آپ نے
طبقۂ اول کو ملاحظہ فرمایا - دیکھا کہ آگ کا ایک وسیع میدان ہے اوسمین کچھ لوگ ایسے
نظر آئے کہ فرشتے اون کے سرون کو ہر وقت پتھرون سے کوٹتے ہین - اور اون پر
طرح طرح کے عذاب کرتے ہین - پوچھا یہ کون لوگ ہین ؟ مالک نے عرض کی یا رسول اللہ یہ لوگ
بے نمازی ہین وقت پر نماز نہین ادا کرتے تھے - پھر آپ نے ایک اور گروہ کو دیکھا
کہ اون کے بدن کا گوشت کاٹ کاٹ کر عذاب کے فرشتے اونہین کو کھلاتے ہین - یہ
دیکھکر آپ نے پوچھا یہ کیا حال ہے ؟ عرض کی یا حبیب اللہ یہ لوگ اہل اسلام کی غیبتین کرنے
والے ہین - بعد اسکے آپ نے ایک دوسرے گروہ کو دیکھا کہ اونکی گردنون پر اس قدر
بوجھ ہے کہ وہ پھر نہین سکتے اور بعض اون مین سے سولی پر چڑھائے جاتے ہین - پوچھا یہ کون
لوگ ہین - عرض کی یا نبی اللہ یہ لوگ امانت مین خیانت کرنے والے ہین - اوسی میدان
مین کچھ مکانات دکھائی دیئے ایک آتشی محل مین کچھ لوگ نظر آئے کہ سر اون کے مانند

گنبد کے ہین اور اون کے پیٹ مین سانپ اور بچھو لٹکے ہوئے ہین۔ استفسار پر
عرض کی یاختم الانبیاء یہ لوگ سود خوار ہین دنیا مین انھون نے سود کھایا ہی۔ پھر ایک گروہ
کو دیکھا کہ اون کے پیٹ پھوسے ہوئے ہین۔ اون کے بدن کا رنگ زرد ہی۔ اونکے
دست و پا آتشی زنجیرون مین جکڑے ہوئے ہین۔ اون کی گردنون مین آتشی طوق
پڑے ہین۔ اور اون کے پیٹ مین آنتون کی طرح لاکھون زہریلے سانپ اور بچھو بھرے
ہوئے ہین۔ اور جب وہ اوٹھنے کا قصد کرتے ہین تو پیٹ کے بار گران سے منہ کے بل
گر پڑتے ہین اور چارون طرف اونکے آگ کا عذاب ہے۔ پوچھا یہ کون ہین عرض
کی یا شفیع المذنبین یہ لوگ رشوت کھانے والے ہین۔ بعد ازان ایک گروہ کو دیکھا
کہ زبانین اونکی نیچے کی طرف کھینچ رہی ہین۔ اور لٹکتی ہین شکلین اونکی خنزیر کی سی ہین
اور ان کے گرد و پیش آگ کے شعلے بھڑک رہے ہین آپ نے پوچھا یہ کون ہین عرض کی
یا حبیب کبریا یہ جھوٹی گواہی دینے والے لوگ ہین۔ پھر آتشی حویلی مین کچھ لوگ نظر آئے
منہ اون کے سیاہ اور آنکھین نیلی تھین۔ اوپر کے ہونٹھ بالاے سر اور نیچے کے ہونٹھ
سینہ پر لٹکے ہوئے پیپ اور لہو نجاست کی طرح اون کے منہ سے جاری ہی۔
اور گدھون کی طرح وہ چلاتے اور شور کرتے ہین۔ آپ نے پوچھا یہ کون لوگ ہین۔
عرض کی یا رسول اللہ یہ لوگ شراب اور عرق منشیات اور مسکرات کے پینے والے
ہین۔ من بعد ایک گروہ کو دیکھا کہ اون کے لبون اور زبانون کو آتشی مقراض سی کاٹتے
ہین۔ اور وہ طرح طرح کے عذاب مین گرفتار ہین۔ پوچھا یہ کون ہین۔ عرض کی یا صاحب
قاب و قوسین یہ لوگ طمع دنیا کے پیچھے سلاطین امرا اور اہل دول لوگون کی خوشامدون
کی خاطر جھوٹی باتون کو سچ بنا کر کہتے۔ دوسرون کو پند و نصیحت کرتے۔ اور آپ خود

اچھی باتون کے عمل نہین ہوتے تھے - بعد اسکے دیکھا کہ آتشی کوٹھری مین کچھ لوگ ہین -
آگ اون کو جلاتی ہی - اون کے بدن مین ہزارون زخم ہین - اور قدم قدم پر فرشتگان
عذاب اون پر طرح طرح کا عذاب کرتے ہین - آپ نے پوچھا یہ کون ہین - عرض کی یارسول اللہ
انھون نے دنیا مین اپنے مان باپ کو ناراض رکھا اور اونکی فرمانبرداری سے انکار کیا ہی
بے تکلف یہ اون کے سامنے چلاتے اور بیہودہ گوئی کرتے تھے - اور کھانے کپڑے کی
اونکو تکلیف دیتے تھے - پھر عورتون کی ایک جماعت کو دیکھا - منہ اون کے
کالے اور اون کے ہاتھ پاؤن نیلے ہین - آتشی دریا مین وہ غوطے کھاتی ہین - اور
طرح طرح کا اون پر عذاب ہی - آپ نے پوچھا یہ کون عورتین ہین - عرض کی یارسول اللہ
ان عورتون نے اپنے خاوندون کو ناراض رکھا ہی - بے اذن اپنی شوہرون کی جہان
ان کا دل چاہتا تھا چلی جاتی تھین - اب عذاب الٰہی مین مبتلا ہین - بعد ازان زن و مرد کا
ایک مخلوط گروہ نظر آیا - روسیاہ آنکھین اونکی نیلی اور سب کے سب جامۂ آتشین پہنے
ہوئے تھے - فرشتے گرزون سے اونھین مارتے تھے اور وہ کتون کی طرح چلاتے
تھے - ہر چند فریاد کرتے تھے مگر کوئی اونکی فریاد کا سننے والا نہ تھا - آپ نے پوچھا یہ کون
لوگ ہین - عرض کی یارسول اللہ یہ وہ عورتین ہین جنھون نے اپنی شوہرون کو چھوڑکر
زنا کرائی ہی - اور یہ وہ مرد ہین جنھون نے اپنی بیبیون کو چھوڑکر فعل حرام کیا ہی -
جس وقت آپ نے اپنی امت کا یہ حال ملاحظہ فرمایا بیتاب اور بیقرار ہوکر زار زار ابر نوبہار
کی طرح روئی اور اس ابتر حالت پر یارا ے ضبط نہ رہا تو اُمتی اُمتی فرمانے لگے داروغۂ دوزخ
مالک نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنی امت کو منع کیجئے کہ گناہون سے
بچتی رہی - کیونکہ مجھے تخفیف عذاب کا اختیار نہین - خواجۂ عالم صلی اللہ علیہ وسلم

یہ سنتے ہی گریان ہوئے اور عمامۂ مبارک سر سے جدا کرکے بارگاہ صمدیت میں مناجات
کرنے لگے خداوندا میری امت کے لوگ بہت ضعیف اور ناتوان ہیں وہ اس عذاب شدید
کے کیونکر متحمل ہوں گے۔ پروردگار میرے تو نے مجھے شفیع عاصیاں مقرر کیا ہے
تو غفور الرحیم ہے۔ اب میری شرم و آبرو تیرے ہاتھ ہے۔ میری امت کے گناہ بخشدے
اونکی خطائیں معاف کر اور اس سخت دوزخ کے عذاب سے پناہ دے۔ چشم مبارک سے
قطرات اشک متصل جاری تھے۔ جبرئیل آمین اور ملائکہ مقربین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ مناجات میں شریک تھے۔ اوس وقت جناب باری سے ارشاد ہوا کہ اے
حبیب رب العالمین واے شفیع المذنبین آپ ہرگز ملول اور رنجیدہ خاطر نہ ہوں۔
قیامت کے دن آپکی شفاعت سے اتنے لوگوں کو بخشوں گا کہ آپ مجھسے راضی و
خوشنود ہوں گے۔ آنحضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کی خداوندا قسم ہے تیری
عزت وجلال کی اگر ایک شخص بھی میری امت کا اس طبقہ جہنم میں ہوگا تو میں ہرگز راضی
نہ ہوں گا اور جب تک تمامی امت عاصی میرے ساتھ نہو گی میں بہشت میں نجاؤنگا نجاؤنگا۔
۷۔ بعدازاں آپ کے والدین کا عذاب ظاہرا استحانا پیش کیا گیا۔ یہ واقعہ
جانکاہ دیکھکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تقدس مآب دل نہایت ہی مجروح ہوا۔ بے اختیار
آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ ناگاہ بارگاہ احدیت سے ندا آئی۔ ای حبیب میرے
دو باتوں سے ایک بات اختیار کیجئے خواہ مغفرت والدین قبول کیجئے یا بخشائش
امت عاصی کی منظور فرمائیے۔ حضرت رحمۃ اللعالمین بہت روئے اور عرض کی خداوندا
میں نے شفاعت اور مغفرت امت گنہگار کی اختیار کی۔ اور ماں باپ کو تیری مرضی پر چھوڑا
خطاب آیا کہ ہرگاہ آپ اس امت کے ساتھ اتنی محبت رکھتے ہیں کہ مغفرت اونکی اپنی ماں باپ

مقدم سمجھی - تو سمنے بھی امرزش آپکی امت کی اور بخشایش آپ کے والدین کی منظور فرمائی
اوس وقت آپ سجدۂ شکر بجا لائے -

مروایت ہے کہ جبکہ آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہان سی آگے
بڑہے تو ایک عظیم الشان قوی الجثہ فرشتہ کو دیکھا کہ عالیشان کرسی پر بڑی شان و شوکت
سے وہ بیٹھا ہی اور اوسکے چپ و راست بیحد و بے شمار فرشتے کھڑے ہین - اونکی
شکلین مہیب اور خوفناک ہین اور اوس فرشتہ کے چار سنہ ہین - دست چپ اوس کا
مغرب مین ہی اور دست راست مشرق مین - اور زمین و آسمان اوسکے پاؤن کے ٹخنون تک
ہین - اور اوسکے مقابل ایک تخت بلند اور وسیع بچھا ہوا ہی اوسکی آنکھین اوسی تخت پر ہین
یہ دیکھکر آنحضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کونسا
فرشتہ ہی اور اس کا کیا نام ہی حضرت جبرئیل نے کہا یا حبیب اللہ یہ مہتر عزرائیل قابض ارواح
ہیں - آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اوسکے سامنے تشریف لیگئے اور کہا السلام علیک
یا ملک الموت - ملک الموت نے سلام کا جواب نہ دیا - حکم آلہی صادر ہوا کہ ای عزرائیل
میرے حبیب کے سلام کا جواب دے - اور وہ جو کچھ پوچھین اوسکے جواب مین تو ذرا دیر نکر
حسب الحکم جناب باری حضرت عزرائیل علیہ السلام نے سر اوٹھایا اور کہا وعلیکم السلام یا حبیب اللہ
پھر معانقہ کیا اور بڑی تعظیم کی - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس بٹھایا - اور کہا یا رسول اللہ
جب سے پروردگار عالم نے مجھے پیدا کیا ہی اوسی وقت سے بہت بڑا کام خلق اللہ کا میرے
سپرد ہی - مجھے تو ایک دم فرصت نہین کہ کسی سے کچھ بات کرون - اس وقت بموجب
حکم پروردگار عالم آپ سے باتین کرتا ہون - جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ اسے عزرائیل تم روحون کو کیونکر قبض کرتے ہو - اسکی نسبت کچھ بیان کرو

عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ درخت جو میرے سامنے ہے اوسکے پتون کا شمار خلق اللہ کے برابر ہی - اور ہر ایک بندہ کا خدا کا ان پتون پر نام لکھا ہوا ہی - جب اجل نزدیک ہوتی ہی تو چالیس دن قبل رنگ اوس پتے کا زرد ہو جاتا ہی - اور بعد مرنے کے وہ پتا گر جاتا ہی - مین اون پتون کی طرف ہمیشہ دیکھتا رہتا ہون - اگر وہ بندہ اہل جنت مین سے ہوتا ہی تو داہنی طرف کے فرشتون کو بھیجتا ہون - اور اگر وہ بندہ اہل لعنت سے ہوتا ہی تو بائین جانب کے ملائک کو روانہ کرتا ہون - پھر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ملک الموت سے فرمایا کہ ماہیت اور حقیقت روحون کی بیان کر - حضرت عزرائیل علیہ السلام نے کہا کہ یا رسول اللہ مجھے اس بات کا مطلق علم نہین کہ روح کیا شے ہے - اور کس چیز سے بنی ہی - اور صورت بھی اوسکی نہین جانتا - کیونکہ وہ نظر نہین آتی - لیکن بوقت قبض روح بوجھ سا میرے ہتیلے پر معلوم ہوتا ہی - پھر آپ نے پوچھا تیرے چار منہ ہونے کی کیا وجہ ہے - کہا یا حبیب اللہ سامنے کا منہ جو نور سے بنا ہی اوس سے مومنون کی جانین قبض کرتا ہون - اور داہنی طرف کا منہ جو غصے سے بنا ہوا ہی اوس سے گنہگارون کی روحین قبض کرتا ہون - اور پیچھے کا منہ آتش دوزخ سے بنا ہوا ہی اس سے مشرکون اور کافرون کی ارواح قبض کرتا ہون اور بائین طرف کا منہ جو غضب خدا سے بنا ہوا ہی اوس سے منافقون کی جانین قبض کرتا ہون - پھر حضرت عزرائیل علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ مین آپکو خوشخبری سناتا ہون کہ جس روز سے اللہ تعالی نے مجھکو پیدا کیا ہی - اوس روز سے خداوند پاک کا فرمان مجھپر صادر ہوا ہی کہ ای ملک الموت تو میرے حبیب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی امتون کی جان اس آسانی اور سہولیت سے قبض کرے گا جس طرح شیر خوار اپنی مادر مہربان کے پستان سے دودھ کھینچکر پیتا ہی اور اوسکی مان کو کچھ صدمہ اور ضرر

نہین پہونچتا - اور وہ دم دم پیتے پیتے آرام کرجاتا ہی - آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم یہ بشارت سراپا مسرت سنکر سجدۂ شکر بجالائے اور بکمال درجہ خوش ہوئے -

۹ - روایت ہے کہ جس وقت عرش مجید پر آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا درجۂ قبولیت کو پہونچی اور خلعت تقرب مرحمت ہوا - تو آنحضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کی یا رب العالمین مین یہان سے جاؤن گا تو میری اُمت مجھسے کہیگی کہ تو حق تعالیٰ کے دربار فیض بار سے ہمارے واسطے کیا تحفہ لایا ہے تب مین کیا جواب دونگا اور کیا خوشخبری سناؤن گا - حکم ہوا اے حبیب میرے تم میری طرف سے اپنی امت کو یہ خبر پہونچا دو کہ پچاس وقت کی نماز اور چھ مہینے کے روزے تم پر اور تمھاری امت پر ہمنے فرض کئے - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ سنکر سربسجود ہوئے اور عرض کرنے لگے خداوندا میری امت کے لوگ بہت ضعیف و ناتوان ہے - وہ اس بارگران کے کبھی متحمل نہ ہونگے - آخرش گھٹاتے گھٹاتے پانچ وقت کی نماز اور ایک ماہ رمضان شریف کے روزے کا حکم ہوا - بعد اسکے آپ نے التجا کی کہ بار آلہا مین نے جو کچھ عجائب و غرائب یہان آج کی رات دیکھے بھالے اگر مین اپنی امت سے کہونگا تو کون فرد بشر میری باتون کا باور کرنے والا ہوگا - اور ان کو سچ جانے گا - ارشاد ہوا کہ سب سے پہلے ابی بکر صدیقؓ تیری باتون کو سچ سمجھکر صَدَّقتَ یَا رَسُولَ اللہ کہے گا - الغرض آنحضرت رسول انام علیہ الصلوۃ والسلام سربسجود ہوکر رخصت ہوئے - اور رفرف پر سوار ہوکر سدرۃ المنتہیٰ تک پہونچے - وہان سے براق پر سوار ہوکر حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ہمراہ بیت الاقصیٰ تشریف لائے - راہ مین حضرت موسیٰ و عیسیٰ و ابراہیم و نوح و آدم علیہم السلام و دیگر اولوالعزم پیغمبر علیہم الصلوۃ والسلام سے ملاقات ہوئی -

سب نے فرمایا کہ مرحبا مرحبا یا رسول اللہ احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو معراج کا درجہ مبارک ہو۔ اور تمامی ارواح قدس نے آپ پر درود و سلام بھیجا۔ وہان سے رخصت ہوکر اور آسمان سے اوتر کر بیت المقدس ہوتے ہوئے آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خلوتخانہ مین تشریف لائے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کو دوسرا تک پہونچا کر اپنے مقام خاص مین چلے گئے۔ جس وقت جناب خاتم النبیین رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بستر کی طرف آئے تو دیکھا کہ بستر ہنوز گرم ہے۔ اور جس جگہہ آپنے وضو کیا تھا اوس جگہہ اب تک پانی جاری ہے اور حجرۂ مبارک کی کنڈی بھی ہل رہی ہے صبح کو آپ نے حال معراج شریف کا بیان کیا۔ سنتے ہی حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا صَدَّقْتَ یَارَسُوْلَ اللہِ اور اوسی وقت آپنے خطاب صدیق اکبر کا پایا۔ اور ابوجہل نے کَذَّبْتَ کہا۔ وہ زندیق ہوا۔ جب یہ خبر معراج کی مشہور ہوئی مکہ کے کفار آئے اور کہا کہ اے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اگر تم سچے ہو تو بیت المقدس کا حال بتاؤ۔ اِس سوال کے ہوتے ہی حضرت جبرئیل علیہ السلام بحکم رب جلیل بیت المقدس کو اوٹھا لائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دل کی آنکھوں سے مشاہدہ فرماکر پورا پورا نشان اور پتا بے کم و کاست ارشاد فرمادیا۔ جو منصف تھے ایمان لائے اور جو منکر تھے وہ جہنمی ہوئے۔

۱۰۔ اس زمانہ مین بھی معاذ اللہ ایسے لوگ ہین جو اللہ جلشانہ کی قدرت پر خیال نہین کرتے۔ غور کرنے کا مقام ہے کہ آفتاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نور مین سے ایک ذرہ کے برابر ہے۔ اور آسمان پر ہزارون برس کی راہ ایک لمحے مین طے کرتا ہے اور جو مجسم نور خدا ہے اوس کا چشم زدن مین آسمان پر جانا اور لوٹ آنا کیا دشوار ہے

دوسرے یہ کہ ابلیس مردود جو مجسم نار ہی ایک آن واحد مین مشرق سے مغرب جاتا اور آتا ہی۔ بھلا جو شخص سلطان کون ومکان اور مالک دوجہان ہو اوس کا اس قدر عرصہ مین آسمان پر جانا اور چلا آنا کیا دشوار ہی۔ حضرت جبرئیل امینؑ آپ کے خادم دن بھر مین ہزارون بار زمین پر آئے اور گئے۔ پھر اوسکے آقاے نامدار او رجود دین و دنیا کا پورا حامی اور مددگار رہو اون کا عرش پر جانا اور پھر واپس آنا کونسا دقت طلب امر ہے جاے غور ہے انسان ضعیف البنیان جسکی حقیقت یہ ہی کہ کچھ بھی حقیقت نہین رکھتا جب آنکھین آسمان کی طرف اوٹھاتا ہی تو طرفۃ العین مین اوسکی نظر سیکڑون برس کی راہ طے کرتی ہوئی آسمان پر پہونچکر آفتاب ماہتاب اور ستارون سے چشمک کرتی ہے تو جو جسم شریف ولطیف اور نور علی نور رکھتا ہو اوسکا عرش معلی تک جانا اور لوٹ آنا کونسا امر محال ہو سکتا ہے۔ غرض کہ معراج کی صداقت مین کسی طرح کلام نہین ہوسکتا۔

۱۱۔ ابو الفدا نے لکھا ہی کہ نبوت کے بارہوین برس آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بوقت نصف شب معراج ہوئی۔ اور آپ ہیئت جسمی آسمان پر تشریف لیگئے اور بعض کہتے ہین کہ روحانی معراج ہوئی۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رویاے صادقہ ہوئی اور اللہ تعالی نے آپ کو طبقات افلاک و گلزار بہشت کی سیر کرائی۔ الغرض روحانی اور جسمانی دونون معراجین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئین۔ جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر کے بعد اصحاب سے معراج کا حال بیان کیا تو سب سے پہلے حضرت ابی بکر صدیقؓ نے صَدَّقْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ "آپ نے سچ فرمایا" کہا۔ اور مین اوس پہ ایمان لایا۔

۱۲۔ صحیحین مین مالک بن صعصعہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "درآنحالیکہ مین حطیم مین (اور بعض روایت مین ہی۔ حجر مین) لیٹا ہوا تھا کہ ناگاہ ایک شخص آنے والا (یعنی جبرئیلؑ) ہمارے پاس آیا۔ پھر اوس نے پھاڑا اور چیرا یہان سے یہان تک (انگشت شہادت کے اشارے سے فرمایا) یعنی سینہ کے پنجے سے ناف تک۔ اوس سے میرا دل نکالا۔ پھر میرے آگے سونے کا طشت ایمان سے بھرا ہوا لایا۔ اور میرا دل اوس مین دھویا۔ بعد اسکے پھر اوسے اپنے مقام پر رکھ دیا۔ اوس وقت میرے آگے ایک جانور یعنی براق آیا کہ خچر سے نیچا اور گدہے سے اونچا تھا جو مد نظر پر اپنا قدم ڈالتا تھا۔ اور اوس پر مین سوار کیا گیا۔ پھر لیچلا مجھکو جبرئیل یہان تک کہ پہلے آسمان کے پاس پہونچا۔ اوس وقت جبرئیل نے چاہا کہ آسمان کا دروازہ کھلے۔ چوکیدار فرشتون نے پوچھا کہ کون ہی۔ جبرئیل نے کہا مین جبرئیل ہون۔ پھر پوچھا تیرے ساتھ کون ہی۔ جبرئیلؑ نے کہا محمدؐ ہین۔ اوس وقت دربان (فرشتہ) نے پوچھا کیا یہہ بلائے گئے ہین۔ جبرئیلؑ نے کہا ہان۔ تب اوس فرشتہ نے کہا خوب نبی آیا۔ اور آپ سے کہا خوش آمدی (اچھے آئے) یارسول اللہ۔ اوس وقت آسمان کا دروازہ کھولا گیا۔ اور مین اوس کے اندر داخل ہوا۔ ناگاہ دیکھتا کیا ہون کہ وہان حضرت آدمؑ موجود ہین۔ جبرئیل نے کہا کہ یہ تیرا باپ آدمؑ ہے۔ اسکو سلام کرو۔ مین نے اونکو سلام کیا۔ اونھون نے سلام کا جواب دیا۔ پھر کہا کیا اچھا بیٹا اور نیک پیغمبر آیا۔ اور پھر وہان سے جبرئیل مجھکو لیکر آگے بڑھا اور اوپر چڑھا یہان تک کہ دوسرے آسمان تک پہونچا۔ چاہا کہ دروازہ کھلے۔ چوکیدار فرشتون نے کہا کون ہی۔ جبرئیل نے کہا مین ہون۔ فرشتون نے کہا اور تیرے ساتھ کون ہی۔ جبرئیل نے کہا محمدؐ ہین۔ کہا کیا بلائے گئے ہین۔ جبرئیل نے کہا ہان۔ اوس وقت دربان فرشتون نے کہا خوب آئے۔ اور

دروازہ کھولا۔ جب مین اندر داخل ہوا تو یکایک وہان حضرت یحییٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کو
دیکھا (یہ دونون خالاتی بھائی ہین) جبرئیل نے کہا یہ یحییٰؑ اور عیسیٰؑ ہین۔ انکو سلام کرو
مین نے اونکو سلام کیا۔ اونھون نے سلام کا جواب دیا۔ پھر دونون نے کہا کیا اچھا
نیک بھائی اور نیک پیغمبر آیا۔ وہان سے جبرئیل مجھکو تیسرے آسمان تک لیکر چڑھا۔ چاہا
کہ دروازہ کھلے چوکیدار فرشتون نے پوچھا کون ہی۔ جبرئیلؑ نے کہا مین جبرئیل ہون
پوچھا تیرے ساتھ کون ہی۔ جبرئیل نے کہا محمدؐ ہین۔ کہا کیا بلائے گئے ہین۔ جبرئیلؑ
نے کہا ہان۔ اوس فرشتے نے کہا کیا خوب آئے۔ تب دروازہ کھولا گیا۔ جب مین
داخل ہوا تو ناگاہ وہان یوسفؑ موجود تھے۔ جبرئیلؑ نے کہا یہ یوسفؑ ہین۔ انکو
سلام کرو۔ مین نے اون کو سلام کیا۔ اونھون نے مجھکو سلام کا جواب دیا۔ پھر کہا کیا
نیک بھائی اور نیک پیغمبر آیا۔ وہان سے جبرئیلؑ مجھکو آگے لیکر چڑھا۔ یہان تک کہ
چوتھے آسمان پر پہونچا۔ چاہا کہ دروازہ کھلے چوکیدار فرشتون نے کہا کون ہے
جبرئیلؑ نے کہا مین ہون جبرئیل۔ چوکیدارون نے کہا تیرے ساتھ کون ہی جبرئیلؑ
نے کہا محمدؐ ہین۔ اونھون نے کہا کیا بلائے گئے ہین۔ جبرئیلؑ نے کہا ہان۔ فرشتون
نے کہا خوب ہی آئے۔ جب مین دروازہ کے اندر داخل ہوا تو ناگاہ وہان ادریسؑ
موجود تھے۔ جبرئیلؑ نے کہا یہ ادریسؑ ہین۔ انکو سلام کرو۔ مین نے اون کو سلام کیا
اونھون نے جواب دیا۔ اور کہا کیا خوب نیک بھائی اور نیک پیغمبر آیا۔ پھر مجھکو جبرئیلؑ
وہان سے لیکر چڑھا۔ یہان تک کہ پانچوین آسمان پر پہونچا۔ چاہا کہ دروازہ کھلے وہان کے
چوکیدارون نے کہا کون ہی۔ جبرئیل نے کہا مین ہون جبرئیل۔ اوس وقت دربان
فرشتون نے کہا کہ تیرے ساتھ اور کون ہے۔ جبرئیلؑ نے کہا محمدؐ ہین

تب اونھون نے کہا کیا بلائے گئے ہین - جبرئیل نے کہا ہان - فرشتون نے کہا
خوش آمدی اور دروازہ کھولا گیا - جب مین داخل ہوا تو ناگاہ وہان ہارون تھے
جبرئیل نے کہا یہ ہارون ہین - انکو سلام کرو - مین نے اونکو سلام کیا - اونھون نے
جواب دیا - پھر کہا کیا اچھا بھائی اور نیک پیغمبر آیا - وہان سے جبرئیل مجھکو آگے لیکر چڑھا
یہانتک کہ چھٹے آسمان پر پہونچا - چاہا کہ دروازہ کھلے - چوکیدارون نے کہا کون ہی -
جبرئیلؑ نے کہا مین ہون جبرئیل - پوچھا کہ اور تیرے ساتھ کون ہی - جبرئیلؑ نے کہا
محمدؐ ہین - تب اونھون نے پوچھا کیا بلائے گئے ہین - جبرئیلؑ نے کہا ہان - اوس وقت
فرشتون نے کہا خوب ہی آئے - جب مین داخل ہوا تو ناگاہ وہان موسےؑ تھے جبرئیل
نے کہا یہ موسیٰؑ ہین - انکو سلام کرو - مین نے اونکو سلام کیا - اونھون نے سلام کا جواب دیا
اور کہا کیا اچھا نیک بھائی اور نیک پیغمبر آیا - جب مین وہان سے چلا تو موسیٰؑ روئے - کسی
فرشتے نے کہا اے موسیٰؑ آپ کے رونے کا کیا سبب ہے - موسیٰؑ نے کہا مین اس واسطے
روتا ہون کہ یہ لڑکا میرے بعد پیغمبر ہوا - اوسکی اُمت کے لوگ میری امت سے بہت زیادہ
بہشت مین جائینگے - پھر وہان سے جبرئیل مجھکو لیکر آگے چڑھا - حتےٰ کہ ساتوین آسمان تک
پہونچا - چاہا کہ دروازہ کھلے - چوکیدار فرشتون نے کہا کون ہے - جبرئیلؑ نے کہا مین ہون
جبرئیل - تب فرشتون نے کہا تیرے ساتھ کون ہی - جبرئیلؑ نے کہا محمدؐ ہین - اونھون
نے پوچھا کیا یہ بلائے گئے ہین - جبرئیلؑ نے کہا ہان - فرشتون نے کہا خوب ہی آئے
جس وقت مین دروازہ مین داخل ہوا تو ناگاہ وہان ابراہیمؑ تھے - جبرئیل نے کہا
یہ آپ کے باپ ابراہیم ہین ان کو سلام کرو - مین نے اونکو سلام کیا - اونھون نے
سلام کا جواب دیا - پھر کہا کیا اچھا نیک بیٹا اور نیک پیغمبر آیا - پھر وہان سے سدرۃ المنتہیٰ مین

پہونچے - یعنی پرلے سرے کا اونچا بیر کا درخت بلند نمود ہوا - اوس کے پھل جیسے ہجر کے مٹکے - اور اوسکے پتے جیسے ہاتھیون کے کان تھے - جبرئیلؑ نے کہا یہی سدرۃ المنتہیٰ ہے - ناگاہ دیکھا کہ وہان چار نہرین جاری تھین - دو نہرین کھلی اور دو چھپی - مین نے کہا اے جبرئیل یہ کیا ہین - جبرئیل نے کہا چھپی ہوئی دو نہرین تو بہشت کی نہرین ہین اور کھلی نہرین نیل اور فرات ہین - پھر مجھکو بیت المعمور دکھائی دیا یعنی فرشتون کا کعبہ (معبد) جو ہردم فرشتون سے بھرا رہتا ہے - بعد ازان ایک ظرف شراب طہور سے بھرا ہوا - اور ایک دودھ سے - اور ایک شہد سے میرے سامنے لایا گیا - مین نے دودھ کو لیا - جبرئیلؑ نے کہا یہ دودھ خلقی دین اسلام کی صورت پر ہے جس دین تو اور تیری امت ہے - پھر حکم ہوا کہ تیرے اوپر نماز فرض ہوئی ہر ایک دن مین پچاس وقت کی - تب مین وہان سے پلٹ آیا اور موسیٰؑ کے پاس ہوکر نکلا - موسیٰؑ نے کہا تجھکو کیا حکم ہوا مین نے کہا مجھکو ہر روز پچاس وقت کی نماز کا حکم ہوا ہے - یہ سنکر موسیٰؑ نے کہا مقرر تیری امت سے ہر روز پچاس وقت کی نماز ادا نہو سکیگی - خدا کی قسم البتہ مین آزما چکا ہون لوگون کو تجھسے پہلے - اور مین علاج کر چکا ہون قوم بنی اسرائیل کا نہایت عمدہ تدبیر سے سو پلٹ جا تو اپنے رب کے پاس - اور اوس سے آسانی مانگ - اور دعا کر اپنی امت کے واسطے - تب مین وہان سے پھرا اور دعا مانگی - خدا نے میرے اوپر دس وقت کی نماز اوتار ڈالی - پھر مین موسیٰؑ کے پاس آیا - موسیٰؑ نے اوسی طرح چالیس وقت کی نماز سے بھی کم کرانے کو کہا - تب مین اللہ تعالیٰ کی طرف پلٹ گیا - خدا نے میرے اوپر سے اور دس وقت کی نماز اوتار دی اور تیس وقت کا حکم ہوا - پھر مین موسیٰؑ کے پاس آیا - موسیٰؑ نے اوسی طرح کہا - وہان سے پھر مین لوٹ گیا - اور خدا نے

سے اوپر سے پھر دس وقت کی نماز کو اوتارا۔ اور بیس وقت کا حکم دیا۔ وہان سے
مین موسیٰؑ کے پاس آیا۔ موسیٰؑ نے اوسی طرح کہا۔ پھر مین پلٹ گیا تو مجھکو ہر روز دس وقت
کی نماز کا حکم ہوا۔ پھر مین موسیٰؑ کے پاس گیا۔ موسیٰؑ نے اوسی طرح کہا۔ پھر مین پلٹ گیا۔
اب مجھکو ہر روز پانچ وقت کی نمازون کا حکم ہوا۔ تب مین موسیٰؑ کے پاس آیا۔ تو موسیٰؑ نے
کہا کیا تجھکو حکم ہوا۔ مین نے کہا کہ مجھکو ہر روز پانچ وقت کی نمازون کا حکم ہوا ہے۔
تب موسیٰؑ نے کہا مقرر تیری اُمت سے ہر روز پانچ وقت کی نماز بھی ادا نہو سکیگی۔
اور البتہ مین لوگون کو تجھسے پہلے آزما چکا ہون۔ اور بنی اسرائیل کا علاج کر چکا ہون۔
نہایت عمدہ ترین تدبیر سے۔ لہذا پھر جا اپنے رب کے پاس اور اپنی امت کے لئے آسانی
مانگ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین سوال کرتا گیا اپنے رب سے یہانتک کہ
مین شرما گیا۔ یعنی اب مین اور عرض نہین کرسکتا۔ اب تو مین راضی ہون حکم مان لیتا ہون
جب مین موسیٰؑ کے پاس سے بڑھا تو پکارنے والے نے پکارا۔ یعنی آواز آئی۔ کہ
مین نے جاری کیا اور مضبوط کرلیا اپنی فرض نماز کو۔ اور بوجھ اوتار ڈالا اپنے بندون سے
مخفی نہ رہے کہ معراج کی حدیث متفق علیہ ہے۔ یعنی صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونون مین
آئی ہے۔ اور اسی خیال پر اس جگہہ بخاری شریف کی روایت کی پیروی کی گئی ہے۔

**فا** واضح ہو کہ حطیم اور حجر اوس مقام کا نام ہے کہ جب حضرت
ابراہیمؑ نے کعبہ بنایا تھا تو وہ مقام کعبہ مین داخل تھے۔ مگر جب قریش نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے پانچ برس پہلے کعبہ بنایا (جسمین حجر الاسود کے نصب
کرنے کے بارہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ثالث مقرر کئے گئے تھے) تو اوس چند گز کے
مکان کو کعبہ سے اوتر کی طرف علیحدہ کر دیا۔ اب کعبہ کا ناپدان اوسی طرف ہے۔ اس حدیث سے

معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معراج کے وقت حطیم مین تھے۔ اور صحیحین کی دوسری روایت مین یون ہی کہ اوس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حجرے مین تھے۔ مطلب اس سے یہ ہی کہ اول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر مین تھے۔ پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حطیم مین لیگئے۔ وہان سے براق پر سوار ہوکر آپ بیت المقدس کی راہ سے معراج کو تشریف لیگئے اسی واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی گھر کا ذکر کیا اور کبھی حطیم کا۔ پس دونون باتین درست ہین۔ اور بعضے روایت مین اُمِ ہانی کا گھر مذکور ہے۔ اُم ہانی حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بہن ابو طالب کی بیٹی کا نام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور اون کا گھر ایک ہی احاطہ مین اس طرح ملا ہوا تھا گویا ایک ہی گھر تھا۔ اور حجر عرب مین ایک مقام ہی وہان کے مٹکے بڑے بڑے ہوتے ہین۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دو مرتبہ سینہ چاک کر کے دل صاف کیا گیا ایک مرتبہ لڑکپن مین (جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دایہ حلیمہ کے ساتھ وادی سعدیہ مین رہا کرتے تھے) مطلب یہ تھا کہ صغر سنی کے باعث لہو و لعب کی طرف آپکا قلب مبارک راغب نہو۔ اور دوسری دفعہ معراج کے وقت تا جوانی کی خواہشات کا خیال نہ آنے پائے اور دل مین ایسی صفائے کامل ہو کہ دربار الٰہی مین حاضر ہونے کی اعلیٰ رتبہ کی لیاقت حاصل ہو۔ صحیحین سے صرف دو ہی بار سینہ کا چاک کیا جانا ثابت ہی اور بعضے کتب دینیات مین تیسرے اور چوتھے مرتبہ کا حال بھی لکھا ہی۔ یعنی اول میلاد شریف کے وقت اور پھر جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جبل حرا پر تخت نبوت پر مبعوث ہوئے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا رونا معاذ اللہ حسد کے سبب سے نہ تھا (جیسا یہود کہتے ہین) اس لئے کہ پیغمبر حسد و بغض سے پاک ہین بلکہ اون کو اپنی امت پر افسوس آیا۔ کہ

ہیں مدت تک اونھیں سمجھاتا رہا اور بہت سارے معجزات پیش کئے۔ مگر اس پر بھی بنی اسرائیل کم ایمان لائے تو بہشت میں بھی وہ کم جائیں گے۔ اور حضرت موسیٰ نے یہ کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تھوڑی عمر میں بیشمار لوگ ایمان لائے اور قیامت تک ایمان لاتے جائیں گے تو بہشت میں بھی میری امت سے زیادہ تر وہی لوگ داخل ہوں گے۔ اور اگر معاذ اللہ حضرت موسیٰ کو حسد ہوتا تو بار بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہکر پچاس وقت کی نماز کو پانچ نمازوں تک کیوں کم کرنیکی کوشش کرتے۔ اور حضرت موسیٰ نے ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھائی کہا۔ اور اگر لڑکا کہا تو حقارت سے نہیں کہا بلکہ بڑی عمر والے صالح جوان کو لڑکا کہتے ہیں۔ اس سے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف ثابت ہوتی ہے کہ باوجود کم عمری کے ایسا بلند مرتبہ حاصل ہوا کہ سب پیغمبروں سے افضل ہوگئے۔ اور یہ جو فرمایا کہ نیل اور فرات سدرۃ المنتہیٰ کے نیچے سے نکلی ہیں۔ یعنی اگر اوس عالم کے پانی سے تشبیہ دیجئے تو نیل اور فرات اون نہروں کے نمونے ہیں۔ یا درحقیقت نیل اور فرات کی مدد اونھیں نہروں سے ہوتی ہو۔ گو ہمکو نظر نہ آئے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ف ۲ صحیح مسلم میں یوں روایت ہے کہ اول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے مسجد اقصیٰ یعنی بیت المقدس گئے۔ وہاں دو رکعت نماز ادا کرکے آسمان پر چڑھے یعنی اپنی مکان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حطیم میں تشریف لائے پھر کعبہ سے بیت المقدس گئے۔ اور پھر وہاں سے آسمان پر معراج کو تشریف لیگئے۔ اور بیت المعمور میں (یعنی کعبۂ آسمان پر) جو ساتوین آسمان پر ہے جہاں ۷۰ ہزار فرشتے ہر روز عبادت کرتے ہیں۔ اور کبھی دوبارہ وہاں سے پلٹ کر نہیں آتے۔ اور بیت المعمور ہرچند ساتوین آسمان پر ہے

لیکن ہر ایک آسمان مین اوسی کی سیدھ پر اوسی طرح کا عبادت خانہ ہے - اور خانۂ کعبہ (بیت اللہ) بھی اوسی کے نیچے ہے - بالفرض اگر وہان سے پتھر گرے تو کعبہ شریف کی چھت پر پڑے - صحیح مسلم مین ایک روایت یہ بھی ہی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پانچ وقت کی نماز پر راضی ہوگئے تو حکم ہوا کہ ایک نماز کا ثواب دس نماز کے برابر ملیگا - تو پانچ وقت کی نماز پچاس وقت کی نمازون کی برابر ہین - اس سے اُمتیان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تخفیف بھی ہوئی - مگر ثواب اونھین پچاس وقت کا رہا - اور تقادیر الٰہی کے خلاف بھی نہ ہوا -

ف ۳ معراج مکہ مین ہجرت سے ایک برس پہلے ہوئی - اس مین اختلاف ہے آیا معراج بدن سے ہوئی یا روح سے - سوتے ہوئی یا جاگتے - صحیح مذہب اہل سنت کا یہی ہے کہ بیداری مین روح اور بدن دونون سے معراج ہوئی - چنانچہ صحیح حدیثون سے صاف یہی ثابت ہوتا ہی - اور اگر خواب مین معراج ہوتی تو عمدہ کمالات او رمعجزات مین داخل نہ ہوتی - اور کفار قریش زیادہ انکار بھی نہ کرتے - اور بیت المقدس کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کفار نشانیان نہ پوچھتے - اور حضرت عائشہ صدیقہؓ سے ایک روایت یہ بھی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کو معراج ہوئی جسم مکہ مین رہا - اس پر خطابی نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دو معراجین ہوئین - معراج روحی اور معراج جسمی - اور اسمین اختلاف ہے کہ معراج مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کو دیکھا تھا یا کیا - حضرت عایشہ صدیقہؓ اور ابو ہریرہؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ سے مشہور روایت یہ ہی کہ نہین دیکھا - اور یہی مذہب ہی اکثر محدثین او رمتکلمین اور فقہا کا - اور عبداللہ بن عباسؓ سے ایک روایت یون ہے کہ آنکھ سے بھی دیکھا - اور عطا سے یون روایت ہے

دل سے دیکھا - واللہ اعلم بالصواب -

**ف ۴** شب معراج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ سے بیت المقدس تک جانیکا جو شخص انکار کرے وہ کافر ہے - اسلئے کہ قرآن مین اسکا صاف بیان ہے - اور بیت المقدس سے آسمان پر چڑھنے کا انکار کرنا داخل بدعت ہے اور جو بالکل معراج سے انکار کری تو وہ اکفر ابدی ہے -

## فصل پانزدہم

### بیان ہجرت آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم

۱- جب فخر الانبیاء رحمۃ اللعالمین نے مکہ سے مدینہ کو بہ حکم خدا ہجرت فرمائی - وہی ابتدای تاریخ سنون اہل اسلام کا زمانہ ہوا - اور جس کا شمار حضرت امیر المومنین عمر فاروقؓ کے عہد خلافت مین شروع ہوا - کیونکہ بیت المال کے حساب وکتاب کے لئے سن اور تاریخ کی اشد ضرورت تھی - چنانچہ آغاز سال کا آنحضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روز ہجرت سے لیا گیا -

۲- مخفی نہ رہے کہ آنحضرت پیغمبر خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف کا آخری حصہ جو مدینہ مین گزرا وہ دس برس دو ماہ اور بارہ دنون کا تھا اور اس کا شمار ابتدا ار وز ہجرت سے روز وفات تک کیا گیا ہے

۳- واضح رہی کہ حسب روایات توریت یونانی وبموجب آراے مورخین و متقدمین سن ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ظہور حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر تا روز ہجرت بحساب سال شمسی چھ ہزار دوسو اٹھارہ ۶۲۱۸ برس کا زمانہ قرار دیا گیا ہے - اور درمیان سنہ ہجری

نبوتؐ اور طوفان نوحؑ کے تین ہزار نوسو چہتر برس کا اور حضرت آدمؑ کے ہبوط سے طوفان نوحؑ تک دو ہزار دو سو بیالیس برس گذرے تھے اور پیدایش حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ اور ہجرت نبویؐ کے درمیان حسب مذہب مورخین دو ہزار آٹھ سو تہتر برس کا زمانہ گذرا ہی - اور درمیان ہجرت اور وفات حضرت موسیٰؑ کے مورخین کے نزدیک دو ہزار تین سو اڑتالیس (۲۳۴۸) برس کا فرق ہی - اور درمیان ولادت حضرت مسیحؑ اور ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ۶۲۲ برس کا بُعد ہے - اور درمیان ہجرت اور میلاد شریف آنحضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ترپن برس دو مہینے آٹھ دن کا فاصلہ ہی - اور درمیان ہجرت اور مبعوث برسالت ونبوت آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تیرہ برس دو مہینے اور آٹھ دن ہوتے ہین - اور درمیان ہجرت و وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نو برس گیارہ مہینے اور بائیس دن گذرے ہین -

۳۴ - ابو الفدا اپنی تاریخ مین لکھتا ہی کہ آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت فرمانے کا سبب یہ تھا کہ قوم قریش نے یہ غور کیا کہ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مددگار اور معاون بہت سارے فرقے ہوگئے ہین - اور اصحاب مین بھی بہتیرے آدمی داخل ہوچکے ہین - ایسا نہو کہ آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے اپنے معاونین کو ہمراہ لیکر مدینہ پر چڑھائی کرین - اور اوس کو اپنے قبضہ مین لائین - اسی خیال پر اون لوگون نے یہ تجویز کی کہ ہر ایک قبیلہ سے ایک ایک آدمی اکٹھا ہوکر آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یکبارگی غفلت مین حملہ کرین - اور اون کو قتل کر ڈالین - مگر اس مشورہ کے قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کل رفقا اور جان نثارون کو مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی غرض سے روانہ کرچکے تھے - اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہ خبر وحشت اثر پہونچی کہ اہل قریش اب جان کے خواہان ہین - اور آج ہی

شب کے وقت مکان کے اندر گھس پڑنے کا ارادہ رکھتے ہین۔ تو آپ نے حضرت علی مرتضی
کرم اللہ وجہ کو یہ ارشاد کیا کہ اے علی تم میری جگہہ پر میری سبز چادر اوڑھکر سو رہو۔ اور مین
یہان سے چلا جاتا ہون۔ اور یہ وقت وہ تھا کہ مخالفین رسول مقبول یعنی کفار قریش
حجرۂ نبوی کے دروازے پر مکان کے اندر کودنے کے ارادہ سے مجتمع ہو رہے تھے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹھی خاک اپنے دست مبارک مین لیکر اور اوس پر
سورۂ یسین دم کر کے اون کافرون کی طرف پھینک دی۔ وہ خاک کفار کی آنکھون مین
بھر گئی وہ آنکھین ملنے لگے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اونکے سامنے سے گذر گئے
اس خاک کا پھینکنا معجزے مین داخل ہے اور اسکی نسبت خدا نے بھی قرآن مین تذکرہ کیا ہے
اور یہ آیہ شریف نازل ہوئی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللهَ رَمٰى
کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جاتے ہوئے دیکھا ہی نہین۔ اور آنحضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے باہر ہوئے تو سیدھے حضرت ابو بکر صدیق اکبرؓ کے گھر تشریف لیگئے۔
وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منتظر تھے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن قبل
اون کو اپنی ہجرت کی بشارت دے رکھی تھی۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
دیکھکر بہت خوش ہوئے اور چپکے آپ کے ہمراہ فوراً روانہ ہو گئے۔ راہ مین جبکہ حضرت
ابو بکر صدیقؓ نے دریافت کیا کہ کفار تعاقب کئے ہوئے آتے ہین تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کو اپنے کاندھے پر لیکر دوڑے اور جبل ثور کے ایک غار مین جا چھپے (جبل ثور مکہ کے
تین کوس کے فاصلہ پر ہے اوسمین ایک درہ مثل غار کے ہے اور اوس غار کو بھی ثور کہتے
ہین) ادھر کفار قریش گھر مین گھسے تو حضرت علیؓ کو آپکی جگہہ پر آپ ہی کی چادر اوڑھے
ہوئے سوتا ہوا پایا۔ لیکن صبح تک اون کو یہی گمان رہا کہ شاید رسول اللہ آرام کرتے ہون

جب علی الصباح حضرت علیؓ بیدار ہوئے تو اوس وقت اونکو دیکھکر کفار کے چھکے چھوٹ گئے
اور اونھین یقین ہو گیا کہ اب آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاتھ سے نکل گئے
کفار قریش نے تو آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ڈھونڈھنے مین کچھ بھی کمی نہ کی تھی۔
سواران کفار تعاقب مین سرگرم تھے۔ سراقہ بن ملک نے اسطرح تعاقب کیا کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب جا پہونچا۔ اوس وقت نہایت اضطراب کی حالت مین حضرت
ابوبکر صدیقؓ نے عرض کی یا رسول اللہ کفار قریب پہونچ گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے مڑکر دیکھا اور سراقہ کے حق مین بددعا کی اور سراقہ کا گھوڑا مع سوار پیٹھ تک
اوس سخت زمین مین جو مطلق نرم نہ تھی دھنس گیا۔ یہ حال دیکھکر اور بیقرار ہو کر سراقہ نے چلا کر
عرض کی یا رسول میرے لئے دعاے خیر فرمایئے مین کسی کافر کو آپ تک نہ آنے دونگا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی معاً گھوڑا زمین سے نکل آیا۔ لیکن وہ کافر سخت دل تھا
اپنی شیطنت سے باز نہ آیا اور پھر تعاقب کرنے لگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر
بددعا کی اور فوراً پھر اوس کا گھوڑا زمین مین دھنس گیا۔ اوس شخص نے پھر التجا کی
یا رسول اللہ ابکی مجھے مخلصی ہو جائے مین ضرور چلا جاؤنگا اور کسی کافر کو آپ تک آنے
دونگا۔ بلکہ ڈھونڈھنے والون کو ہٹا دونگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اوسکے
حق مین دعا کی اور فرمایا چلا جا۔ اس دفعہ سراقہ اولٹا پھر گیا۔ اور جو شخص سراغ لگانے
والون مین سے اوسکو ملتا۔ اوسے یہی کہتا کہ واپس چلے جاؤ کیون تضیع اوقات کرتے ہو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دور تک کوسون کہین پتا نہین لگتا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
غار ثور مین حضرت ابی بکر صدیقؓ کے ساتھ تین دن تک چھپے رہے۔ اور کفار ہر چہار طرف
ڈھونڈھا کئے۔ مگر آپ کا سراغ نہ ملا۔ بعد تین روز کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

معہ اپنے یار غار و رفیق جان نثار حضرت ابو بکر صدیقؓ اور عامر بن فہیرہ کے۔ جو حضرت
ابو بکر صدیق اکبرؓ کا غلام تھا اوس اونٹ پر جسکو حضرت ابی بکر صدیقؓ نے اس سفر کیلئے
پہلے سے مخصوص طور پر خرید کر رکھا تھا۔ سوار ہو کر مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے
اور بارہوین ربیع الاول روز دوشنبہ وقت ظہر سنہ اول ہجری مطابق جولائی سنہ ۶۲۲ء
کو مدینہ شریف مین داخل ہوئے۔ اور قبا مین کلثوم ابن الہدم کے یہان فروکش ہوئے
بعد تین دن کے پنجشنبہ کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد قبا کی بنیاد ڈالی۔
وہان کے لوگون کی یہ حالت تھی کہ جس انصار کے گھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لیجاتے
وہ بہت ہی تواضع و تکریم سے پیش آتے تھے۔ یہان تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اوسی تکریم و تعظیم سے اوس مقام تک جس جگہہ پر اب مسجد نبوی بنی ہوئی ہے تشریف لیگئے
اور جمعہ کی نماز آپ نے سب صحابیون کے ساتھ پڑھی۔ بعد ازان حضرت علی مرتضیٰؓ
بھی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مفوضہ تمام ودایع اون کے وارثون کو مکہ مین دیکر
آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت مین حاضر ہونے کے لئے تشریف
لیگئے اور نیز وہ چند کس اصحاب جو مکہ مین رہگئے تھے۔ وہین چلے گئے۔ اور مدینہ منورہ
مین بالکل جا بسے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ بھی (جنکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اون کے سات برس
کی عمر مین بعد وفات حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے اپنے حبالۂ نکاح مین لائے تھے) ہجرت سے
آٹھ مہینے کے بعد بماہ شوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ تشریف لیگئین۔ اور
آپکی خدمت مین مشرف ہوئین۔ اوس وقت حضرت عائشہؓ کی عمر کامل نو برس کی تھی۔ اور
جب آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے رحلت فرمائی تھی تو اون کی عمر کامل ۱۹ برس کی تھی

# فصل شانزدہم

## بیان جنگ و غزوات بزمان آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم

۱- فدایان دین متین و مومنین مجاہدین پر مخفی نہ رہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ شریف میں اقامت فرما کر دین کی اشاعت اور اسلام کی ہدایت پورے احکام الہی کے ساتھ شروع کی۔ مدینہ کے تمام انصار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور دین اسلام اور آئین ایمان کو فروغ ہونا شروع ہوا۔ اسی اثنار میں بقیہ اصحاب مہاجرین بھی مکہ سے آکر شامل ہو گئے۔ ایک برس کے بعد سے نو سال تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کے ساتھ پے در پے جنگ و غزوات کو اس لئے جاری رکھا کہ وہ لوگ آپ پر برابر حملہ آور ہوئے۔ اور متصل عہد شکنی جاری رکھی۔

# دفعہ اوّل

## بیان جنگ بدر

۱- بخاری شریف اور مسلم شریف میں انسؓ سے روایت ہے کہ بدر ایک کوئیں کا نام ہے جو بطور چشمہ کے تھا۔ اور وہ مدینہ سے تین منزل کے فاصلہ پر واقع تھا۔ اوسی چشمہ پر ہجرت کے دوسرے سال اسلام کی اول لڑائی ہوئی۔ کفار مکہ نوسو پچاس ۹۵۰ آدمیوں کی فوج لیکر مدینہ پر چڑھ آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے اصحاب مہاجرین اور انصار کو ساتھ لیکر جو شمار میں تین سو تیرہ ۳۱۳ تھے مشرکوں کے مقابلہ کے واسطے اوسی چشمہ کے کنارے آپہونچے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ صرف ستر اونٹ تھے

۲- ابو الفدا لکھتا ہے کہ چشمہ کے کنارے سعد ابن معاذؓ نے لکڑیون کا
ایک چبوترہ تخت کی صورت کا اس غرض سے بنایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
اوس پر بیٹھکر اجلاس کرین۔ آنحضرت سید کونین سلطان دارین صلی اللہ علیہ وسلم نے مع
اپنے رفیق یار غار حضرت ابو بکر صدیقؓ کے اوس پر جلوس فرمایا۔ قوم قریش کی جمعیت کو
جناب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرماکر حضرت ابو بکر صدیقؓ کو اپنے ساتھ شریک کرلیا اور
جناب باری مین دست بدعا ہوئے۔ اور اسکے بعد لڑائی شروع ہوئی۔ ہنگام جنگ
حضرت ابو بکر صدیقؓ ہاتھہ مین ننگی تلوار لئے ہوئے آپ کے سامنے اوسی تخت پر کھڑے
ہوئے تھے۔ جو کافر آپ پر حملہ کرتا حضرت ابو بکرؓ اوسکو اپنی تلوار سے جہنم واصل
کرتے جاتے تھے۔ آخر کافرون کو شکست ہوئی وہ پسپا ہوکر بھاگے اور اسلام کو فتح
نصیب ہوئی۔

۳- گلزار شاہی مین روایت ہے کہ کفار قریش کے ستّر نامی وگرامی سردار
مارے گئے اور بہتیرے زخمی ہوئے۔ اور ستّر آدمیون کو مسلمانون نے گرفتار کیا
جو فدیہ لیکر چھوڑ دئے گئے۔ اور لشکر اسلام کے صرف چودہ آدمیون نے شہادت پائی
اس جنگ عظیم کا وقوع سترھوین ماہ رمضان روز جمعہ کو ہوا تھا۔

۴- صحیحین کا راوی لکھتا ہے کہ بعد اختتام جنگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ کوئی ہے جو ابو جہل کی خبر لائے۔" سرور دو جہان کا یہ فرمان سنکر عبد اللہ بن مسعودؓ
اوٹھے اور رزمگاہ کی طرف گئے۔ دیکھا کہ ابو جہل زخمون سے چور نیم بسمل پڑا ہوا ہے۔
عبد اللہؓ نے اوسکی ڈاڑھی پکڑ کر ہلائی۔ اوس نے پوچھا کس کی فتح ہوئی۔ اونھون نے
جواب دیا کہ اللہ اور اوسکے رسول کی۔ اور یہ کہکر اور اوس کا سر کاٹ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

سامنے لاکر ڈالدیا (ابوجہل بن ہشام کی عمر مارے جانے کے وقت ستر برس کی تھی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شکر الٰہی بجالائے اور فرمایا کہ یہ کافر اس امت کا فرعون تھا۔

۵۔ اس جنگ مین حنظلہ بن ابوسفیان بن حرب اور عبیدہ بن سعید بن عاص بن امیہ۔ حضرت علی مرتضیٰؓ کے ہاتھ سے مارے گئے۔ اور پھر حضرت علیؓ نے نوفل بن خویلد حضرت خدیجہؓ کا بھائی اور اہل قریش مین بڑا کافر تھا۔ عمیر بن عثمان بن عمر تیمی عبداللہ بن منذر مخزومی ابن عاص بن منبہ۔ اور ابوالعاص بن قیس سہمی وغیرہ کو قتل کیا۔ اور عتبہ بن ربیع کو جو ابوسفیان کا سالا تھا۔ اور زمعہ بن اسود۔ مسعود بن ابی امیہ مخزومی۔ اور بنیہ بن حجاج کو حضرت امیر حمزہؓ نے تہ تیغ کیا۔ اور بھی چند بڑے بڑے سرداران کفار مارے گئے جیسے العاص بن ہشام (ابوجہل کا بھائی) اور شیبہ بن ربیع اور ابوالبختری بن ہشام وغیرہ۔ اور دوسرے بہت سے کفار کو حضرت عمر ابن الخطابؓ۔ وسعد بن ابی وقاص۔ و ابوالیسر انصاری المجدر بن زیادؓ۔ و دیگر اصحاب کبار مہاجرین و انصار نے شربت اجل پلایا۔ باقی کفار شکست کھا کر مکہ کی طرف بھاگ گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار مقتولین کی نعشین ایک کھاوین ڈلوادین۔ اس لڑائی مین اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی برحق کی مدد کے لئے ایک ہزار ملائکہ اعلیٰ کی کمک عنایت کی تھی۔ بعد از فراغ جنگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میدان بدر مین تین رات چودہ اصحاب کے ساتھ جنکی تفصیل یہ ہے کہ چھ اون مین سے مہاجرین اور آٹھ انصار تھے اقامت فرماکر الصفراء کی طرف جہاں مدینہ سے آتے ہوئے پہلا مقام ہوا تھا مال غنیمت لئے ہوئے غزوہ بدر سے فتحیاب مراجعت کی۔ اور جن اصحاب نے دشمنون کا تعاقب کیا تھا وہ بھی واپس آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ منورہ پہونچے۔

۶ - ابو الفدا نے ایک روایت نقل کی ہی کہ حضرت عثمان غنیؓ
اس جنگ مین بموجب ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حاضر نہ تھے کیونکہ اون کی زوجہ
مطہرہ حضرت رقیہ جو آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی تھین اونھین
دنون سخت بیمار تھین - اور اسلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونھین فرمایا تھا کہ تم مدینہ مین رہو
اور رقیہؓ کی تیمارداری کرو - اور اسی اثنار جنگ مین حضرت رقیہؓ انتقال کر گئین - وقت رحلت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اونکو زیارت مبارک بھی نصیب نہ ہوئی - کیونکہ آپ اس جنگ مین
اس طرح مشغول ہوئے کہ ۱۹ دنون تک مدینہ لوٹ آنے کی مہلت نہ ملی -

مگر صحیح مسلم مین حضرت عمر فاروق اعظمؓ سے اور دیگر حدیثون کی کتابون
مین بعض اصحاب کبار سے روایت ہے کہ اس جنگ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے حضرت عثمانؓ کو بھی شریک کر لیا تھا - اور مال غنیمت سے اونکو بھی حصہ دیا - گویا
اصحاب اربعہ اس غزوہ مین موجود تھے - اور سرگروہ لشکر اسلام تھے - چنانچہ حضرت عثمانؓ
اصحاب بدری مین داخل ہین - جنکی شان مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بے حساب
بہشت مین جانیکی بشارت دی ہے -

۷ - آنریبل مسٹر آمیر علی جسٹس ہائی کورٹ فورٹ ولیم بنگال اپنی کتاب
(انگریزی) "اسپرٹ آف اسلام" مین اور مسٹر واشنگٹن ارونگ اپنی تاریخ مین واقعۂ
جنگ بدر یون بیان کرتے ہین کہ جب آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کرکے
مدینہ تشریف لائے - تو آپ نے اشاعت دین اسلام مین بڑی کوشش وسعی کی - اور
رفتہ رفتہ تمام اہل مدینہ کو اپنی بیش بہا اور مقدس تعلیم و تلقین کے ذریعہ مطیع کر لیا - اور چونکہ
اوس زمانے مین اکثر قبائل عرب و یہود اطراف و جوانب سے اکثر شہر مدینہ پر یورش کیا کرتے تھے

اسلئے آپ نے مصلحتاً بنظر قیام امن سب سے صلح کر لی - اور یہ عہد و پیمان ہوا کہ کوئی قوم کسی قوم کو نہ ستائے اور ایک دوسرے کو جانی و مالی نقصان نہ پہونچائے قوم یہود کے قبائل بنی نضیر بنی قریظہ اور بنی قینقاع بھی جو مدینہ منورہ کے قرب وجوار مین رہتے تھے اس معاہدہ مین داخل ہوئی - مگر سنہ ۲ ہجری مطابق سنہ ۶۲۳ عیسوی مین کفار مکہ اور اون کے رفقا نے بیچارے مہاجرین اور انصار کی تکلیف رسانی کی غرض سے اطراف و حوالی مدینہ مین یورش کرنا شروع کیا - اور لوٹیرون کی طرح تمام مسلمانون کے پھلون کو توڑ لیجانا باردار درختون کو کاٹ ڈالنا - اور اون کے چوپایون کے گلّون کو لوٹ کر لیجانا اونکی بائین ہاتھ کا کھیل ہوگیا - اور انتہا یہ کہ ابوجہل مکہ سے ہزار آدمیون کا ایک جرار لشکر مسلح اور خوب آراستہ کرکے اپنے ہمراہ لیکر مدینہ پر حملہ کرکے اہل اسلام کو تباہ اور برباد کرنے کے ارادہ سے روانہ ہوا - اور اپنے کاروان کو جو بسرداری ابوسفیان ملک شام سے سلاح و سامان جنگ لئے ہوئے آرہا تھا بچانا - اور اوسکی حمایت کرنا بھی مشہور کیا - نصف ماہ صیام کے زمانہ مین مسلمانون کو یکایک خبر ملی کہ کفار مکہ مدینہ پر چڑھائی کرنے کی نیت سے قریب تر آگئے ہین - یہ سنتے ہی فوراً مسلمانون کی ایک جماعت نے (جنکو اصحاب بدر کہتے ہین اور جسکی تعداد تین سو چودہ [۳۱۴] تھی) مکیون کی آمد روکنے کے لئے چاہ بدر کے کنارے تک پیش قدمی کی جس مقام پر کہ ابوجہل میدان تجویز کر رہا تھا - اصحاب بدر مین تراسی [۸۳] مہاجرین اکسٹھ [۶۱] انصار اور ایک سو ستر [۱۷۰] خزرجی تھے - حضرت عثمان ابن عفان رض مہاجرین اصحاب بدر مین شمار کئے گئے ہین - مگر وہ جنگ مین شریک نہو سکے تھے - کیونکہ جب سے وہ ملک حبش سے واپس آئے اونکی زوجہ مطہرہ حضرت رقیہ رض دختر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سخت علالتون کے باعث قریب مرگ ہو رہی تھین - اور

اسی وجہ سے وہ طوعاً و کرہاً اونکی تیارداری کے لئے بحکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ ہی مین رہنے کے لئے مجبور ہوئے۔ جبکہ ابوجہل شیطان صورت بہایم سیرت غصہ مین بھرا ہوا اپنی لشکریون کے ساتھ چشمۂ بدر سے کچھ فاصلہ پر آپہونچا تو بہت ہی زور سے للکارا اوٹھا کہ "اے جوانو! آگے بڑھو حتی کہ ساحل بدر تک داخل ہوجاؤ اور چشمۂ بدر پر پہونچکر کھاؤ پیو اور خوشیان مناؤ" اوسکی فوج کثیر نے یہ سنکر اپنے فوجی نشان کو اوٹھائے ہوئے وہان سے کوچ کیا۔ اور بدر کے بہت ہی قریب پہونچگئین۔ یہ دیکھکر مسلمان ایک ٹیلے پر چڑھ گئے۔ جس کے زیر دامن وہ چشمہ جاری تھا۔ اور وہان پہونچتے ہی مسلمانون نے بلند مقام پر ایک تخت درختون کی شاخون سے شامیانہ کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بنایا۔ اوسکے رخ پر ایک سانڈھنی کھڑی کردی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس تخت شاہی پر جلوس فرماکر ملاحظہ کیا۔ کہ کافرون کی فوج کثیر نہایت ہی شوخی اور نخوت سے آگے بڑھی چلی آتی ہے۔ یہ دیکھکر آپ نے بے اختیار پیغمبر بنی اسرائیل کی طرح دونون ہاتھ آسمان کی طرف اوٹھاکر یہ دعا کی کہ "خدایا ان مومنون کی قلیل جماعت کو برباد ہونے نہ دے۔ خداوندا تو اپنے وعدۂ امداد کو فراموش نکر۔ بارخدایا اگر ایمان والون کی یہ مختصر جمعیت ہلاک ہوجائیگی تو پھر کوئی بھی اس دنیا مین تیری خالص پرستش کے لئے باقی نرہیگا" اسی اثنا مین چند لشکریان کفار بطور مقدمۃ الجیش میدان جنگ مین داخل ہوئے۔ اور چشمے کے کنارے پہونچکر پانی کے قریب تر آئے۔ یہ دیکھکر حضرت حمزہؓ چند آدمیونکو ہمراہ لیکر نیچے اوترے اور اونھون نے مردانہ وار دشمنون کو گھیر لیا اور پھر اون کو اور اونکے سردار کو اپنے ہاتھ سے تہ تیغ بیدریغ کیا۔ صرف ایک آدمی اون مین سے فرار ہوگیا تھا۔ مگر بعد چندے وہ ایمان لایا اور مسلمان ہوگیا۔ اسکے بعد دشمنون کی بقیہ فوج فرنا بجاتی ہوئی

میدان مین پہونچی - اور اون مین سے تین جنگجو پہلوان رجز پڑھتے ہوئے آگے بڑھے۔ اور سامنے آ گئے - ایک عتبہ ابوسفیان کا خسر - دوسرا الولید ابوسفیان کا سالا - اور تیسرا شائبہ (الولید کا چچا) عتبہ کا چھوٹا بھائی - یہ لوگ قوم قریش مین بڑے صاحب عزت اور نام آور تھے - انکو (یعنی اپنے باپ چچا اور بھائی کو) ہندہ زوجہ ابوسفیان مکہ سے اوبھار کر لڑنے کے لئے لائی تھی - ان کے مقابلہ کے لئے تین مدنی انصاری پہلوان میدان مین آئے - مگر کفار مکہ نے پکار کر کہا کہ ہمارے مقابلہ مین مہاجرین اہل مکہ جو ہمارے شہر کے باشندہ ہین پیش قدمی کرین - یہ سنتے ہی حضرت حمزہؓ حضرت علیؓ اور عبیدہ ابن الحارثؓ آگے بڑھے اور اون پر مثل دلیر شیر کے ٹوٹ پڑے - حضرت حمزہؓ اور حضرت علیؓ ایک خونخوار اور شدید جنگ کے بعد اپنے اپنے دشمنون کو تہ تیغ کرکے عبیدہؓ کی مدد کو پہونچے جو اپنے دشمن کے ہاتھ سے سخت زخمی ہو گئے تھے - حضرت حمزہؓ اور حضرت علیؓ اون کافر اور زور آور پہلوان کو مار کر اپنے رفیق عبیدہؓ کو لئے ہوئے اپنی جماعت مین داخل ہوئے - مگر عبیدہ کو ایسا زخم کاری لگا تھا کہ اوسی کے صدمہ سے وہ شہید ہو گئے - پھر تو گھنگھور لڑائی شروع ہوئی - بیچارے مسلمان اپنی قلیل جماعت کے ساتھ ایک بلند مقام پر الٹے ہوئے دشمنون کے وار کو نہایت ہوشیاری سے روک رہے تھے اور جب دشمن پہاڑی کے نیچے لب چشمہ انکی زد پر آئے تو یہ اس طرح متواتر تیر برساتے کہ دشمنون کی تمام فوج زخمی ہو کر منتشر ہو جاتی اور تاب مقابلہ نہ لا سکتی - اسی اثنا مین آنحضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے چبوترے پر زیر شامیانہ بدرگاہ قاضی الحاجات ہاتھ اوٹھا کر دعا کر رہے تھے - اور حضرت ابوبکر صدیقؓ برابر آپ کی رفاقت مین تھے اور دعا مین شریک تھے کہ دفعتاً آپ پر غشی طاری ہوئی اور غلبہ بیہوشی مین آپ گر پڑے

بعد چندے ہوش مین آئے اور فرمانے لگے کہ "ابھی مجھسے خداوند غالب نے بذریعہ وحی وعدۂ فتح کیا ہی" پس یہ فرماتے ہوئے اوس تخت سے نیچے اوتر آئے۔ اور فوڑا ایک مٹھی خاک زمین سے اوٹھا کر آپ نے ہوا مین قریشیون کی طرف اوڑا دی۔ اور کہنے لگے کہ "خدا تمھارے منہ مین خاک ڈالے اور تمکو پریشان کر دے" اور یہ کہکے اپنے رفقا اور جان نثارون کو دشمنون پر یکبارگی حملہ کرنے کا حکم دیا۔ اور اپنی زبان مبارک سے یہ فرمایا کہ "نعرۂ اللہ اکبر کہتے ہوئے دشمنون کے لشکر مین گھس جاؤ۔ خوب دلیری سے لڑو۔ اور ہرگز خوف نہ کھاؤ" اور یہ بھی فرمایا کہ شہدا کے واسطے جنت کے دروازے کھلے ہوئے ہین۔ حورین اون کے استقبال کے لئے منتظر کھڑی ہین۔ جو شخص دین و ایمان کے واسطے لڑتا ہی اوسکو اللہ فوڑا بغیر حساب کے جنت نعیم مین داخل کرتا ہی" پھر تو مسلمان جو شمار مین بہت ہی قلیل تھے۔ خونخوار شیر ببر کی طرح دشمنون کی بھیڑ پر جھپٹا پڑے اور چوطرفہ ہاتھ صاف کرنے لگے۔ آنریبل مسٹر جسٹس امیر علی اپنی کتاب مین ایک روایت یہ بھی نقل کرتے ہین کہ اسی حملہ پر اوس لڑائی کا فیصلہ ہو گیا۔ موسم سرما تھا۔ اور عین حملے کے وقت مومنون کو یہ غیبی امداد ملی کہ ایک ہوا بہت ہی سرد اور سخت ایک پہاڑ کی جانب سے اوٹھی اور ایسی تیز و تند ہوئی کہ تمام کفار کی آنکھون مین خاک اوڑ کر پڑی اور سردی اون کے تمام جسمون مین نفوذ کر گئی یہان تک کہ وہ پریشان ہو کر منتشر ہو گئے۔ اور مسلمانون کی نظرون مین ایسا معلوم ہوا کہ فرشتے بحکم اللہ جلشانہ ہوا پر سوار ہو کر انکی جانب سے دشمنان بے ایمان کے ساتھ لڑ رہے ہین حتی کہ اونکو پامال کرتے ہوئے دور تک بھگا لیگئے اور اونکے منہ موڑ دئے۔ اور مسٹر واشنگٹن ارونگ اپنی تصنیف مین لکھتے ہین کہ یہ مشہور نصرت بدر فی الواقع خدا کی جانب سے تصور کیجا سکتی ہی

کیونکہ اوس لڑائی مین مسلمان جو دشمنون کے مقابلہ مین بدرجہا قلیل تھے سب بے تھکاؤ - تازہ دم - خوش اور بشاش معلوم ہوتے تھے اور کفار باوجود کثیر التعدادی اور سراپا مسلح ہونے کے بھی پریشان حال - مضطر و بیقرار - درماندہ و خستہ زخمی گھائل خشک لب اور تشنہ دہن معلوم ہوتے تھے - اور ایسی گھبراہٹ مین پسپا ہوئے کہ اونکو راستہ بھی سوجھائی نہین دیتا تھا - اور وہ مورخ یہ بھی کہتا ہی کہ مسلم مورخون نے جو فی الحقیقت اس اول فتح اسلام کو فوق العادت بشری بطور معجزہ لکھا ہی صحیح معلوم ہوتا ہی - کیونکہ آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بمجرد ایک مشت خاک کفار قریش کی جانب پھینکنے کے تین ہزار فرشتے پوشش جنگ زیب تن کئے زرد و سپید عمامے سر پر باندھے - ایک لانبی اور سرتاپا زرق برق چادر اوڑھے (جسکے دیکھنے سے انسان کی آنکھون مین چکاچوند لگ جاے) اور سیاہ و سپید اسپ باد رفتار پر سوار ایک چشم زدن مین طوفان غضب کی طرح آگئے اور قریشیون کو مارتے ہوئے میدان جنگ سے دور اوڑا لےگئے - اور (مسٹر واشنگٹن ارونگ) پھر یہ بھی کہتے ہین کہ یہ واقعہ کچھ اہل اسلام مورخون ہی نے نہین لکھا ہی - بلکہ اس امر کی تصدیق ایک کافر بت پرست عرب کی زبان سے بھی ہوتی ہی چنانچہ ایک نادان بے ایمان جاہل دہقانی اعرابی جو اوس پہاڑ کے متصل بھیڑ اور بکریان چرا رہا تھا - یہ بیان کرتا ہی کہ "مین اور میرا چچازاد بھائی ایک ساتھ گوسفند کی رکھوالی کر رہا تھا - اور ہم لوگ پہاڑ کے درہ سے اوس لڑائی کی کیفیت بغور دیکھ رہے تھے اور اس تاک مین لگے تھے کہ جس جانب فتح حاصل ہو اوس طرف فوراً ملجائین - اور فتحمندون کے ساتھ شریک ہوکر مال غنیمت لوٹین - ناگاہ کیا دیکھتے ہین کہ ایک ٹکڑا ابر کا آسمان سے نمودار ہوا - اور آناً فاناً بڑھتا ہوا ہماری طرف آیا - جب دفعتاً قریب آپہونچا تو اوس

طوفان غضب مین گھوڑون اور رفتار کی آوازین بھی صاف معلوم ہوئین - اور فوراً زمین پر
اوترتے ہی وہ آسمانی سوار (فرشتے) کئی دستون منقسم ہوکر اہل مکہ پر سخت حملہ کرتے ہوئے
نظر آئے اور وہ مہیب آواز بھی سننے مین آئی جو رسالہ دار افسر آسمانی سوار اپنے گھوڑے کو
ایڑ لگا کر کہہ رہا تھا کہ اے حیزوم اے حیزوم جلد آگے بڑھ اور دشمنون کے غول مین گھس جا
چنانچہ اسی ہولناک آواز سے خوف کے مارے ہمارے رفیق کا دل شق ہوگیا - اور فوراً وہ
زمین پر گر کر مر گیا - اور مین بھی قریب مرگ ہوگیا تھا" اسی حالت تزلزل مین جبکہ کفار مکہ منہ کی
کھا کر مضطر و پریشان ہو رہے تھے کہ ابوجہل اپنے گھوڑے کو دوڑا کر اوس مقام پر آیا -
جہان نیزے تیر اور تلوارین برق کی مثال چمک رہی تھین - اور کفار کے سرون پر شکستگی کی
گھنگھور گھٹائین چھائی ہوئی تھین - جون ہی ابوجہل اوس خونخوار کارزار کے اندر گھسا کہ ایک
مسلمان کی تیغ بے دریغ سے وہ گھائل ہوا - اور ایک ضرب شدید اوسکے زانو مین
ایسی کاری لگی کہ فوراً گھوڑے سے زمین پر گر پڑا - ایک صحابی عبداللہ ابن مسعودؓ اوسکو
ایسی حالت مین دیکھکر فوراً اوسکے سینہ پر سوار ہوگئے - اور اپنا پاؤن اوسکی چھاتی پر رکھکر بہت
زور سے دبایا - مگر اوس مردک نے ایسی حالت مجبوری مین بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی شان مین کچھ کلمات سخت اور نازیبا اپنے منہ سے نکالے کہ عبداللہ نے اوسکی گردن
کاٹ کر سر اوس کا تن سے جدا کر دیا - اور اوسکی منہ زوری اور نخوت کی اوس کو کامل سزا دی
پھر تو قریش شکست کھا کر پسپا ہوگئے - اور مسلمانون نے اون کا تعاقب کیا - اون کو حربے
چھینے - اور ستر قریشیون کو گرفتار کر لیا - اور بہت کچھ مال و اسباب اون کا لوٹ مین ہاتھ لگا -
ستر کفار جان سے مارے گئے جنکی نعشین میدان جنگ مین پڑی ہوئی تھین - اور سہ چند زخمی ہوکر
میدان سے فرار ہوئے - اور مسلمانون کی طرف تین سو چودہ مجاہدین مین سے صرف

چودہ مسلمان کو شہادت حاصل ہوئی۔ جنکے اسماے گرامی صفحۂ دنیا پر شہدائے اولین دین اسلام مین شمار کئے جاتے ہین۔ اس جنگ اور کشت وخون کے اختتام ہونے پر عبداللہ ابن مسعودؓ نے ابوجہل کا سر لیجاکر آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیا۔ آپ نے اوس مہیب فتح کے نشان کو (جس کا نام اصل مین عمرو ابن ہشام تھا۔ اور گو مسلمانون نے تمسخر اور حقارت کی نگاہ سے ابوجہل رکھا تھا) ملاحظہ فرماکر کہا کہ "یہ مرد کہ ہماری قوم کا فرعون تھا" سر ولیم میور اپنی کتاب "لائیف آف محمدؐ" مین لکھتے ہین۔ کہ جب سر ابوجہل کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ "یہ مجھکو بہت ہی پسندیدہ ہے بہ نسبت بہترین شتر عرب کے" یہ فقرہ اون کا (جو کتب تواریخ ابن ہشام ابن بسیر ابوالفدا طبری اور دوسری تصنیفات مین عام ازین کہ وہ متقدمین یا متاخرین کی ہون کہین بھی پایا نہین جاتا) محض نادرست و غیر معتبر ہے۔ مسٹر واشنگٹن ارونگ لکھتے ہین کہ بعدازان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شہدا کی نعشون کو تلاش کرکے بہت اعزاز سے دفن کیا۔ اور کفار کے کشتون کو ایک غار کھدوا کر زیر زمین کر دیا۔ اس خونخوار کارزار سے فراغت حاصل کرنے کے بعد یہ معاملہ پیش ہوا کہ ان قیدیون کے بارے مین کیا تصفیہ کرنا چاہیئے۔ حضرت عمرؓ نے اپنی آزادانہ راے یہ پیش کی کہ انکی گردنین اوڑا دینا چاہئین۔ مگر حضرت ابوبکرؓ نے یہ صلاح دی کہ ان قیدیون کو فدیہ یعنی خون بہا بطور زر مخلصی لیکر چھوڑ دینا چاہیے۔ یہ سنکر آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ عمرؓ مثل نوحؑ کے ہے۔ جس نے گنہگارون کے لئے طوفان غضب اور سیلاب کی دعا کی تھی۔ مگر ابوبکرؓ مانند ابراہیمؑ کے ہے۔ جنھون نے عاصیون کے لئے آمرزش کی دعا مانگی تھی"۔ پس آپ نے ازراہ ترحم حضرت ابوبکر صدیقؓ کی راے کو پسند کیا۔ صرف دو قیدی قتل کئے گئے تھے۔

ایک نضر جس نے قرآن کی تضحیک اور مومنوں کی بغاوت و عداوت ظاہر کی تھی۔ اور
دوسرا عقبہ نامی کافر جس نے آنحضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جبکہ آپ نے کعبہ میں وعظ فرمایا
تھا سخت یورش کی تھی۔ مگر حضرت ابو بکرؓ نے آپ کو اوسکے پنجے سے چھڑایا تھا۔ اور
چند غریب قیدی بہ نظر ترحم اس شرط پر رہا کر دئے گئے تھے کہ وہ پھر کبھی کفار مکہ کے ساتھ
شریک ہوکر آنحضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب سے ہرگز مقابلہ اور جنگ نہ کرینگے۔
باقی گرفتار شدہ کفار مہاجرین اور انصار کے سپرد کئے گئے کہ تا وقتیکہ زر فدیہ ان کے
احباب و اقارب سے نہ پہونچ چکے۔ وہ اونکی حفاظت و نگہداشت میں مصروف رہیں
آنریبل مسٹر جسٹس امیر علی اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ اوس زمانے میں عربوں کا یہ دستور تھا کہ
اپنے قیدیوں کے ساتھ بہت ہی بری طرح اور بدسلوکی سے پیش آتے تھے۔ مگر مسلمان
برعکس اسکے بہت محبت و اخلاق سے اون قیدیوں کے ساتھ پیش آئے۔ کیونکہ
آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قطعی یہ حکم نافذ فرمایا تھا کہ "ان بےچارے قیدیوں کی
مصیبت و تباہی پر خیال اور لحاظ رکھنا چاہیے۔ اور بہت مہربانی کے ساتھ انکی مہمانداری اور
تواضع کرنی چاہیے" اور وہ محافظ مسلمان اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم بدل و جان بے کم و کاست
بجا لائے۔ اور انکے ساتھ نہایت خاطر داری سے پیش آئے حتیٰ کہ وہ محافظ اپنی اصل
خوراک روٹی اور حلیم اون قیدیوں کو کھلاتے اور آپ خشک سویق اور کھجوروں پر
قناعت کرتے۔ سر ولیم میور اپنی کتاب "لائف آف محمدؐ" میں ارقام فرماتے ہیں کہ "اپنے
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے اتباع میں اہل مدینہ انصار صاحب مکان
اور بعض ایسے مہاجرین جو کچھ سرمایہ اور جائداد رکھتے تھے ان اسیران کفار اہل مکہ کے
ساتھ اس التفات اور توجہ سے پیش آئے کہ گویا تمام خاطر داری اور میزبانی

اونھین مسلمانوں پر مشتمل ہی - چنانچہ انکے عمدہ سلوک اور مہمانداری سے بغایت ممنون
ومشکور ہوکر قیدیوں مین سے ایک شخص نے بعدا داے زر فدیہ اپنے وطن مین جاکر
بے اختیار اہل مکہ سے باعلان بیان کیا کہ خدا تمام اہل مدینہ پر اپنی رحمت اور خیر وبرکت
نازل کرے - کیونکہ اونھون نے ہماری بڑی خاطر داری و تواضع کی - ہمکو وہ برابر
اپنی سواریوں پر بٹھاتے اور آپ پاپیادہ چلتے تھے - ہمکو گیہوں کی روٹیاں کھلاتے
جو وہاں بہت ہی کمیاب وقیمتی ہین اور آپ محض خرمے پر اکتفا کرتے تھے" مسٹر
واشنگٹن ارونگ لکھتے ہین کہ اِن اسیران کفار سے دو قریش بڑے نامی گرامی اور
صاحب عزت تھے - ایک عباس آنحضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے چچا
اور دوسرے ابوالعاص آپ کے داماد یعنی حضرت زینب کے شوہر تھے - حضرت عباس
ابن عبدالمطلب چاہتے تھے کہ مسلمانوں کے ہاتھ سے بغیر فدیہ ادا کئے ہوئے رہا ہوجائے
اور اِس لئے اونھوں نے بیان کیا کہ مین دل سے مسلمان ہوں مگر کچھ ایسی مجبوری
ہوئی کہ قریشیوں کے ساتھ مکہ سے لڑنے کے لئے آیا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اس عذر کو قبول نفرمایا اور بغیر ادائے زر خون بہا اونکی مخلصی نہین ہوئی - اور ابوالعاص کو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے کہ اپنا پیرو اور متبع بنائین اور وہ مسلمان ہوکر
مدینہ مین ہی رہجاے مگر وہ ایسا سنگدل ومتمرد تھا کہ ہرگز ایمان نہ لایا - ناچار آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ "تاوقتیکہ یہ شخص بعوض فدیہ کے آپ کی دختر نیک اختر
حضرت زینب کو واپس نہ دے اسکی رہائی نہو" اوس نے اس شرط کو قبول کیا - اور آپ نے
اپنے آزاد غلام زید کو معہ چند اصحاب کے حضرت زینبؓ کے لانے کو روانہ کیا - اس
عرصے تک ابوالعاص اپنا معاہدہ پورا کرنے کے لئے مدینہ مین مہمان رہا - قبل روانگی

لشکر اہل اسلام کے اور نیز اوس وقت تک مومنین میدان جنگ مین تھے کہ آپس مین اس امر پر بحث ہوئی آیا مال غنیمت کو کس طرح سے تقسیم ہونا چاہیے۔ کس لئے کہ وہ کاروان بھی جو لبسرداری ابوسفیان ملک شام سے سامان جنگ وسلاح لئے آرہا تھا لوٹ مین مسلمانون کے ہاتھ آیا تھا۔ ابوسفیان اپنے چند آدمیون کے ہمراہ اپنی جان بچا کر مکہ کو فرار ہوگیا تھا۔ اس کاروان سے بیشمار مال ہاتھ آئے۔ اونٹ۔ خچر۔ گدھے۔ غلے اسلحے بازوبند۔ جوشن۔ زرہ۔ بکتر۔ خود۔ تیر۔ تلوار معہ اور دوسرے اسباب وسامان کے اس جنگ مین بطور غنیمت حاصل ہوئے تھے۔ علاوہ برین زرخطیر قیدیون کے فدیہ مین وصول ہونے والا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ احکام جاری فرمائے۔ کہ تمام مال غنائم سارے مومنین مجاہدین پر برابر تقسیم کیا جاے۔ تاکوئی بھی وجہ تکرار کسی کی جانب سے باقی نہ رہے۔ اور باوجودیکہ عرب کا یہ دستور تھا کہ اپنے سردار فوج کو غنیمت کا چہارم حصہ ہمیشہ دیا کرتے تھے مگر آپ نے سب کے برابر اپنا حصہ لینا قبول فرمایا۔ آپ کو حصہ مین ایک مشہور اور عجیب وغریب تلوار جسکی آب وتاب قابل تحسین تھی اور جسکو ذوالفقار کہتے تھے آئی۔ اس شان دار تلوار کو آپ برابر غزوات مین اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ اور یہ وہی ذوالفقار تھی جسکو وقت وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو عنایت کی تھی۔ ڈاکٹر سیل مترجم القرآن سورہ انفال کی شرح مین اپنا نوٹ درج کرتا ہے کہ "یہ بحث وتکرار اصحاب بدر کے درمیان دربارہ تقسیم غنائم کے ایسی ہے جیسی حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ مین بعد جنگ اعلکہ کے اونکے حواریون مین ہوئی تھی اور حضرت داؤد نے بھی اوس وقت ایسا ہی حکم دیا تھا کہ تم آپس مین جھگڑا اور تکرار نہ کرو سب کا حصہ برابر برابر تقسیم کرو۔ چنانچہ آیندہ کے لئے کل لڑائیون مین یہی قانون ہوگیا تھا"۔ مسٹر واشنگٹن ارونگ

کہتے ہین کہ مشہور غزوۂ بدر کے یہی اصل واقعات ہین جو صفحۂ دنیا کی تاریخون کے صفحون
مین اسلام کی پہلی فتح شمار کیجاتی ہی اور جو آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اسلامی علم کے نیچے
حاصل ہوئی تھی - اگرچہ اس جنگ مین اہل اسلام کو زحمت بہت تھوڑی ہوئی - مگر رحمت
بیشمار نازل ہوئی - اور تھوڑے مسلمانون نے بے سروسامانی کے ساتھ دین و ایمان کا
وہ کام کیا کہ قیام دنیا تک اونکی نام آوری اور بہادری کے لئے یادگار رہیگی - اور اوسکے
نتائج ایسے عجیب اعلیٰ اور حیرت افزا ہوئے کہ جس سے اہل اسلام کی آئندہ فتوحات کی قسمت کا
فیصلہ ہوگیا - گویا یہ جنگ باب الفتح اسلام تھی اور مال غنیمت اس قدر مسلمانون مین تقسیم ہوا کہ
ہر مومن مالامال اور خوش حال ہوگیا - اور ہر ایک کو حرب اتنے ہاتھ آئے کہ ہر گھر مین ایک
سلاح خانہ تیار ہوگیا تھا - بعد ازان آنحضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رفقا اصحاب
اور مال غنائم اور اسیران کے سمیت میدان سے مدینہ منورہ روانہ ہوئے - وہان پہونچتے ہی
آپکی خوشی غم کے ساتھ مبدل ہوگئی - کیونکہ حضرت رقیہؓ جو آپ کی بہت پیاری دختر نیک اختر
زوجہ مطہرہ حضرت عثمان ابن عفانؓ اوسی بیماری مین جس کا ذکر اوپر ہوچکا ہی قضا کر چکی تھین
بلکہ راہ سے جو قاصد پہلے مدینہ مین فتح جنگ کی خبر دینے کے لئے روانہ کیا گیا تھا فصیل شہر
مدینہ کے پھاٹک تک پہونچا ہی تھا ناگاہ کیا دیکھتا ہی کہ جنازہ حضرت رقیہؓ کا لوگ جنۃ البقیع
مین لئے جاتے ہین - چنانچہ وہ بھی شریک جنازہ ہوا - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی
غم و الم مین مبتلا تھے کہ حضرت زینبؓ آپکی بڑی صاحبزادی مکہ سے بہمراہی زید غلام
وفادار و دیگر اصحاب کبار ایک عماری پر سوار جو اونٹ پر رکھی ہوئی تھی مدینہ تشریف لائین
آپ اونکے خیر و عافیت سے پہونچنے کی خبر سنکر بہت خوش ہوئے - بعد ازان ابو العاص
ایمان لایا اور مسلمان ہوگیا - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینبؓ کو اوسی سابق نکاح بعد

اونکے حوالہ کر دیا۔ وہ دونون نو باوۂ گلشن اقبال اپنی پاک زندگیون کو بڑی محبت والفت سے بسر کرنے لگے۔ انگریزی مورخین یہ بھی لکھتے ہین کہ اہل مکہ یہ خبر سنکر کہ مسلمان جنگ بدر مین ظفرمند و فتحیاب ہوئے بغایت متحیر متعجب مغموم او رمحزون ہوئے اور مارے خجالت کے آپس مین کہنے لگے کہ وہ لوگ جو ابھی ابھی ہمارے شہر سے اپنی جان بچاکر فرار ہو گئے ہین آج وہ ایسے فتحمند قوی اور بہادر بنگئے۔ افسوس ہماری بہتیرے جنگجو اور نامور اور پہلوانان قریش اونکے ہاتھون مفت مارے گئے۔ بہتیرے زخمی ہوئے اور کتنے اونکی قید مین پڑے ہوئے ہین۔ جو اب اپنی جان بچانے کی غرض سے زر خون بہا کے منتظر بیٹھے ہین۔ آخرش اہل مکہ نے مبالغ کثیر و زر خطیر فراہم کرکے اونکی مخلصی کیلئے مدینہ ارسال کیا۔ ابولہب (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا) کو جو آپکا جانی دشمن تھا۔ اور جو علالت کے باعث اس غزوۂ بدر مین شریک نہو سکا تھا خبر فتح اسلام سنکر ایسا صدمہ ہوا کہ زہرہ اوس کا پھٹ گیا۔ اور وہ ایک ہفتہ کے اندر مرگیا۔ مسلمانون کا خیال ہے کہ یہ نتیجہ آنحضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اوس بد دعا کے اثر کا تھا جو آپ نے کوہ صفا پر وقت وعظ کے جبکہ اہل قریش کو جمع کرکے تلقین دین اسلام کر رہے تھے۔ ابولہب کی شان مین اور اوسکے اہل و عیال کی ہلاکت کے باب مین اپنی زبان مبارک سے فرمایا تھا۔ کیونکہ اوس موقع پر ابولہب نے آپ پر زد ہسے ایک پتھر پھینک مارا تھا کہ یہ دیوانہ ہمکو ناحق پکارتا ہے اور اوس پتھر سے آپ کو سخت صدمہ پہونچا تھا۔ آخر وہ ظالم یون ہلاک ہوا۔ اور اوسکی بیوی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت دشمن تھی کینہ اور عداوت کے مارے جنگل سے خود جاکر کانٹے چنکر لاتی اور آپ کی راہ مین ڈالدیتی تھی۔ تاکہ آپکے تلوون مین وہ کانٹے چبھین اور آپ کو تکلیف پہونچے۔ ایک دن وہ بھی جبکہ

لکڑیان سر پر جنگل سے لئے آرہی تھی کہ رسّی اوسکی گردن مین پھنسی اور اوسی خود رو پھانسی سے وہ ہلاک ہوگئی۔ اوس کا بیٹا عتبہ نام جس نے حضرت رقیہ دختر نیک اختر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ستایا تھا۔ ایک شیر کے پنجے مین گرفتار ہوا۔ ایک قافلے کے درمیان سے جو شام کی طرف جارہا تھا شیر اوسکو اوٹھا کر میدان مین لے گیا اور اوسکے ٹکڑے کر ڈالے۔ اس صورت سے اوسکی زوجہ اور اوسکی اولاد غرض سب کے سب ہلاک ہوئے۔ کوئی بھی اوسکی نسل اور اوسکے خاندان مین اوس کا نام لیوا باقی نہ رہا ❖

## دفعہ دُوم

## بیان غـزوۂ سویق

۱۔ ابو الفدا وغیرہ نے اِس لڑائی کا قصہ یون لکھا ہی کہ کفار قریش نے جنگ بدر مین منہ کی کھاکر ابو سفیان کو پھر مسلمانون سے لڑنے کے لئے برانگیختہ کیا اوس نے قسم کھائی تھی کہ جب تک محمدؐ سے نہ لڑونگا تب تک نہ خوشبو سونگھونگا اور نہ عورت سے اختلاط کرونگا۔ کیونکہ مقتولین بدر کا جنمین اوسکے بہت سے عزیز واقارب مارے گئے تھے اوس کو کمال رنج تھا۔ اور وہ دو سو سوار اور سات سو پیادے لیکر مدینہ کی طرف روانہ ہوا۔ جب کفار موضع عریض پہونچے تو وہان اونھون نے اون چند مسلمانون کو جو انصار تھے شہید کر ڈالا۔ یہ خبر سنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوس مقام پر تشریف لیگئے لڑائی ہوئی اور بہت سے کفار مارے گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابوسفیان کی تلاش مین نکلے۔ ابوسفیان مارے خوف کے اپنے یارون اور مددگارونکو لیکر

فرار ہوگیا۔ اوسکو ایسا خوف دامنگیر ہوا۔ اور اس عجلت سے بھاگا کہ اپنا تمام اسباب اور سازوسامان چھوڑ گیا حتیٰ کہ اس بھاگڑ میں ستو کی تھیلیاں بھی جو اوسکی اور اوسکے ساتھیوں کی خوراک کے لئے ساتھ تھیں چھوڑ گیا۔ تاکہ بار برداری کی تخفیف ہوجاے اور ہلکا ہوکر جلد بھاگ سکے۔ اور اسی نسبت سے اس لڑائی کو غزوہ سویق کہتے ہین۔ غزوہ بمعنی جنگ اور سویق ستو کو کہتے ہین۔

۳۔ مسٹر واشنگٹن ارونگ اور آنریبل مسٹر جسٹس امیر علی اپنی تواریخ مین لکھتے ہین کہ جنگ بدر کی شکست سے اہل قریش مین سے کوئی ایسا دلگیر پژمردہ اور بزدل نہوا تھا۔ جیساکہ ابوسفیان کا دل آتش کینہ کے تیز شعلون سے بھن رہا تھا۔ ابوسفیان ملک شام سے بہمراہی کاروان جو اسلحے اور سامان جنگ وغیرہ لئے ہوئے آرہا تھا بدر کے قریب پہونچ گیا تھا۔ مگر خبر کارزار سنکر لوکدھر اپنی جان بچاکر سیدھا مکہ کو فرار ہوگیا۔ اور وہان اسکا منتظر تھا کہ کب مژدہ فتح اہل مکہ سنے۔ لیکن برعکس اوسکے اوس نے اون لوگونکی نصرت یابی کی خبر سنی جنکو وہ حقارت کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ اور جو اوسکے معبودون کے پکے مخالف تھے۔ اور بہت بڑا صدمہ اوسکو یہ ہوا کہ صدہا اہل مکہ کو اوس نے زخمی پایا اور بہت سارے اون گھرون کو اوس نے ویران اور تباہ پایا۔ جنکے رہنے والے جنگ بدر مین مارے گئے تھے۔ جب وہ اپنے مکان پر پہونچا تو رنج والم اوسکا اور بھی زیادہ ہوگیا کیونکہ اوسکی زوجہ ہندہ رورہی اور سر پیٹتی ہوئی آئی کہ اوسکے باپ چچا اور بھائی جو سرداران اہل قریش مین سے تھے سب کے سب اوس لڑائی مین مقتول ہوئے۔ اور وہ یہی کہتی تھی کہ حمزہؓ اور علیؓ نے ان تینون کو اپنی تیغ بے دریغ سے ہلاک کیا ہے اون سے خون کا عوض ضرور لینا چاہیے۔ جبکہ قیدیان قریش مسلمانون کو فدیۃ

ادا کرکے اپنے وطن واپس آئے - اوس وقت ابوسفیان مع ساز وسامان مکہ سے دوسو
مسلح سوار اور سات سو پیادے باتیر وکمان ہمراہ لیکر مدینہ پر چڑھائی کرنے کے ارادے
باہر نکلا - ہر ایک سوار نے دو دو تھیلیان سویق کی بطور رسد اپنے اپنے گھوڑے پر
رکھ لی تھین - کیونکہ جلدی مین اور تاخت وتاراج کرنے کے وقت اس سے بہتر اور کوئی
غذا نہ تھی - سویق اوس ستو کو کہتے ہین جو نخود وبیز بریان شدہ کو پیسکر اور اوسکی ہموزن
قند اور خرمے ملاکر بناتے ہین اور اوس سفر مین جہان کھانا پکاکر کھانا دشوار ہوتا ہے
کھاتے ہین - خروج کرتے وقت ابوسفیان نے یہ قسم کھائی تھی کہ جب تک آنحضرت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اون کے یارون کو مغلوب نکرلونگا ہرگز جنگ سے منہ نموڑونگا
اور اوس نے ایک یہ بھی سخت عہد کرلیا تھا کہ ہرگز وہ آئیندہ سر مین تیل نلگاؤنگا -
نہ خوشبو سونگھونگا اور نہ عورتون سے اختلاط کرونگا - جبتک آنحضرت محمد
صلی اللہ علیہ وسلم اور اون کے رفقا سے مقابلہ نکرونگا .. الغرض بڑی سرعت کے ساتھ
مکہ سے روانہ ہوکر مدینہ کے قریب چند میل کے فاصلے پر پہونچ گیا - اور قرب وجوار کے
دیہاتون اور مسلمانون کو لوٹتا مارتا اون کے خرمے اور کھجور کے درختون کو جو اونکی اصل
خوراک تھی کاٹتا اور جلاتا ہوا بڑھتا آرہا تھا - اور چاہتا تھا کہ اسی تیجبری مین دفعتًا مدینہ پر
یورش کرکے اوسکو تاراج کرے اور مسلمانون کو شکست دیکر اون کے مال ومتاع لوٹ کر
لیجائے - اثنای راہ مین اوس نے بیچارے دو غریب مسلمانون کو بھی تنہا پاکر قتل کر ڈالا -
پس جس وقت یہ خبر وحشت اثر آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی آپ فورًا دوسو کی
ایک مسلح جماعت ہمراہ لیکر مدینہ سے باہر تشریف لائے اور میدان مین پہونچکر چاہتے تھے
کہ ابوسفیان کو گرفتار کرلین مگر اوس نے خوف کے مارے سب سے پہلے بغیر لحاظ اپنی قسم

اور عہد و پیمان کے اپنے گھوڑے کی باگ موڑی اور بھاگ کھڑا ہوا۔ اور اوسکی تمام رسالون کے لشکریون پر ایسا خوف طاری ہوا کہ وہ بھی اپنے سردار ابوسفیان کے پیچھے نو کدم بھاگ کھڑے ہوئے۔ اور ایسی بدحواسی سے بھاگے کہ اپنا کل سامان اور سویق کی تھیلیان میدان مین مسلمانون کے لئے چھوڑ گئے۔ اور اس لئے اس جنگ کو غزوات السویق کہتے ہین۔ یہ لڑائی ۵ ذی الحجہ ۲ہجری مطابق یکم ماہ اپریل ۶۲۴ عیسوی مین ہوئی تھی

۴۳۔ بعد فراغت جنگ اوسی میدان کارزار مین بوقت مراجعت ایک عجیب سانحہ آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وقوع مین آیا۔ جسکو مسٹر واشنگٹن ارونگ نے بھی بہت ہی شد و مد سے بیان کیا ہے کہ ایک روز آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لشکریون کے خیمہ سے کچھ دور ایک درخت کے نیچے تنہا آرام فرمارہے تھے کہ ایک جنگلی اعرابی دُعثور نام جو آپکا دشمن جانی اور سخت جنگجو اور بہت بہادر و قوی ہیکل آدمی تھا۔ غفلت مین آپ کے قریب پہونچا اور سر مبارک پر ایک تلوار کھینچکر کھڑا ہوا۔ اور زور سے پکار کر کہنے لگا کہ "اے محمد اب کون ہے جو تجھکو بچا سکتا ہے" آپ نے آنکھین کھولکر اوس دشمن جان کو دیکھا کہ تلوار کھینچے سر پر کھڑا پکار رہا ہے اور بیساختہ آپنے زبانِ مبارک سے فرمایا کہ "میرا خدا مجھکو بچائیگا"۔ دفعتًا اوس جنگلی بدو کے دلمین خوف غالب ہوا اوسکے تمام جسم مین رعشہ پڑگیا۔ اور اس طرح کانپنے لگا کہ تلوار اوسکے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گر پڑی۔ اوس وقت آپ نے اوٹھکر تلوار اپنے قبضہ مین کرلی۔ اور اوس کو جھکا کر فرمایا کہ "اے دُعثور بتا تجھکو اب کون بچائے گا"۔ اوس نے جواب دیا کہ "افسوس اب کوئی میرا ایمان بچانے والا نہین ہے"۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "لے اب مجھسے رحمدلی سیکھ لے"۔ اور یہ فرماتے ہوئے آپ نے تلوار اوس کو واپس دیدی۔ اِس

شان رحیمی کو دیکھکر اوس بدوی سپاہی کا دل مغلوب ہوگیا۔ اور اوسی آن ایمان لایا۔ اور دل و زبان سے اقرار کیا کہ بیشک آپ محمد اللہ کے رسول ہین۔ اسلام لانے کے بعد وہ شخص ایک بہت بڑا بہادر صحابی اور بغایت آپکا مطیع اور فرمانبردار رہا۔

۴۔ اسی زمانہ مین اہل مکہ قریش اپنے اون مسلمان عزیز و اقارب کو یاد کرنے لگے جنھون نے اونکے ظلم و ستم سے ہجرت کر کے حبش مین پناہ لی تھی۔ اکثر اصحاب وہان سے مدینہ منورہ مین آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین چلے آئے تھے اور بہت سے صحابی اوسی ملک حبش مین شاہ نجاشی کی محافظت مین رہگئے تھے۔ اس فرمانروا کے پاس اہل قریش نے مکہ سے ایک سفارت بھیجی تاکہ وہ اون فراریون کو گرفتار کر کے واپس لے آئے۔ ان ایلچیون مین سے ایک عبداللہ ابن ربیعہ تھا۔ اور دوسرا عمرو ابن العاص جو مشہور شاعر اور بڑا گویا تھا اور جو بعد اسلام لانے کے بہت بڑا بہادر اور نامور سپاہی ہوا۔ عمرو اور عبداللہ دونون نے شاہ حبش کے دربار مین پہونچکر مشرقی دستور کے موافق نذر گزرانی اور تحفہ تحائف پیشکش کئے۔ اور بعد ازان نجاشی سے سرداران قریش مکہ یہ درخواست کی کہ مکہ کے فراری جو بھاگ کر یہان چلے آئے ہین ہمارے حوالہ کر دئے جائین تاکہ ہم اون کو اپنی نظربندی مین اپنے وطن واپس لیجائین۔ شاہ حبش بہت ہی رحمدل منصف مزاج اور عادل بادشاہ تھا۔ فوراً مسلمانون کو اوس نے اپنے سامنے بلوایا اور کہا کہ تمھارے پاس اس نئی خطرناک بدنامی و اتہام کا کیا جواب ہے جو یہ ایلچی کہہ رہے ہین۔ اون مہاجرین مین حضرت جعفر طیار برادر حضرت علی ابن ابی طالب (آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی) بھی تھے۔ یہ مہاجر [illegible] گویا اور فصیح تھے۔ انکا کلام بہت موثر اور دلچسپ ہوتا تھا۔ اور بادی النظر مین بھی

وجیہ جوان صالح اور سردار قوم معلوم ہوتے تھے۔ وہ آگے بڑھکر کھڑے ہوئے اور
حمد و نعت کے بعد نہایت ہی فصاحت و بلاغت کے ساتھ عقاید اسلام کا بیان کرنا
شروع کیا۔ اور اس جوش و خروش سے وعظ فرمایا کہ تمام مجلس محو حیرت ہوگئی اور دل
اہل مجلس کا بھر آیا۔ شاہ حبش جو دین عیسائی مین مذہب موحدانہ رکھتا تھا۔ اس وعظ کو
سنکر ایسا مؤثر ہوا کہ فوراً بول اوٹھا کہ درحقیقت عقائد اسلام نہایت اعلی اور ہمارے
مذہب سے بہت مشابہ ہین۔ اور اہل قریش کی فاش بت پرستی سے ایسا خلاف ہوا کہ
برعکس مومنین مہاجرین کو اونکے حوالہ کرنے کے اور بھی اونکی محافظت اور اون سے
محبت کرنے لگا۔ انتہا یہ کہ عمرو اور عبداللہ قریشیون کی طرف سے جو نذرانہ اور تحفہ تحائف
مکہ سے لائے تھے اونھین واپس کر دیا۔ اور اونکو اپنے دربار سے چلے جانیکا حکم کیا +

## دفعہ سوم

## بیان جنگ بنی قینقاع

۱۔ مورخین اہل اسلام لکھتے ہین کہ بنی قینقاع اوس قوم یہود دین سے تھے جنھون
نے اول اول آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد شکنی کی۔ اسلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے ۲ سنہ ہجری کے درمیان اون پر خروج کیا۔ وہ لوگ خائف ہوکر اپنے قلعہ مین محصور رہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پندرہ دن تک اون کا محاصرہ کیا۔ بعد ازان آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو قلعہ سے باہر نکالا۔ اور چاہتے تھے کہ اس عہد شکنی کی سزا مین
بنی قینقاع کے قبائل کو قتل کرکے فساد کی بیخ کنی کردین۔ مگر عبداللہ ابن ابی سلول منافق نے
جو سردار قوم یہود تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت چاہی اور معافی کا خواستگار رہا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکی طرف سے منہ پھیر لیا- اسی طرح تین دفعہ اوس نے درخواست
کی- اور آپ نے منہ پھیر لیا- آخر رحمدلی کی اعلی صفت نے آپکو مجبور کیا- اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے بکراہت اونکی جان بخشی فرمائی اور حکم دیا کہ ان یہودیون کو یہان سے
جلاوطن کر دو- اور انکے کل مال و متاع لوٹ لو- مسلمانون نے اونکے اسباب اور اونکی جائداد
وغیرہ چھین لی اور اونکو وہان سے نکال دیا-

۲- عیسائی مورخین (اہل یورپ) لکھتے ہین کہ بعد جنگ بدر کے مسلمانونکو
قوت حاصل ہوئی- اور چوطرفہ عربستان کی مختلف بت پرست اقوام پر خوف غالب ہوا- اور
بعد غزوات السویق کے جس وقت مسلمان گھوڑون اور اونٹون پر سوار نیزہ اور تلوار
لیئے ہوئے ظفریابی کا لباس پہنے فتحمندی کا دف بجاتے ہوئے شہر (مدینہ) مین داخل ہوئے-
اوس وقت اسلام کی اس عظمت وصولت کو دیکھکر کل بت پرست اور مشرکین مدینہ مسلمان ہو گئے
اور سارا مدینہ مسلمانون کے قبضہ مین آگیا- اور آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم شاہ مدینہ ہوئے
مسٹر واشنگٹن ارونگ انگریزی مورخ لکھتا ہو کہ اس فتح کے بعد سے رفتہ رفتہ تمام اطراف و
جوانب کے کافر اور بت پرست قبائل عرب مسلمان ہونے لگے- اور مسلمانون کی جماعت کو
بڑی ترقی ہونے لگی- مگر تین مختلف قبائل یہود جو مدینہ کے قرب وجوار مین رہتے تھے اور
جو نہایت سرکش و متمرد قوم تھی ہرگز مطیع فرمانبردار نہوئی- بلکہ اوس عہد و پیمان کے خلاف
جو سابق مین اونکے ساتھ ہوا تھا اونھون نے عہدشکنی کی- اور آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور اون کے اصحاب جان نثار سے عداوت اور عناد رکھنے لگے- اور اسلام اور عقائد اسلام
پر مضحکہ اور تمسخر کرتے چنانچہ اوسی زمانہ مین عاصمہ شاعرہ دختر مروان یہودنے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مین ہجو ملیح لکھی اور اسلام کی مذمت نظم مین کی تھی جس کو ایک نومسلم

ابوافک نے جو قوم بنی اسرائیل سے تھا اور جسکی عمر ایکسو بیس[۱۲۰] برس کی تھی جان سے مار ڈالا۔ اور ایک زبردست شاعر یہود مسمی کعب ابن اشرف مکہ چلا گیا۔ اور وہان ایک مرثیہ لکھکر عام طور سے تمام کوچہ و بازارمین بازاریون اور عامیون کے سامنے پڑھنے لگا۔ اوس مین قریشیون کے اون عزیز و اقارب اور اون لوگون کے مصائب و قتل کا بیان تھا جو جنگ بدر مین مارے گئے تھے۔ اسکے سننے سے تمام مکہ مین ایک تہلکہ پڑ گیا۔ اور پھر ایک جوش و خروش پیدا ہوا۔ ہر ایک کافر او مشرک مسلمانون کے خون کا پیاسا ہوگیا یہ مردک اپنی شاعری کے غرہ مین ایسا مدہوش تھا کہ مدینہ مین واپس آنے پر بھی اوسی مرثیہ اور پرجوش اشعار کو باعلان تمام لوگون کے روبرو پڑھنے لگا۔ اوسکی ایسی عداوت اور اوسکے ایسے شقاوت آمیز کلمات سنکر آنحضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کون ہے جو مجھکو اس اشرف کے بیٹے سے نجات دے" آپ کے اس فرمان کو دو چار ہی روز کا عرصہ گزرا تھا کہ اوسی یہود شاعر نے ایک انصاری کے روبرو کچھ اشعار جسمین ہجو اہل اسلام اور تعریف مقتولین قریش تھی پڑھنا شروع کیا۔ اوس مردک کا مرثیہ اختتام کو پہونچا ہی تھا۔ کہ اوس پرجوش انصاری نے آگے بڑھکر ایک ضرب شدید ناف سے سینہ تک ایسی پہونچائی۔ کہ ایک ہی وار مین اوس کا کام تمام ہوگیا۔ اسی زمانہ مین ایک سانحہ اور بھی ایسا ہوا۔ جس نے مسلمانون کو اون سرکش اقوام یہود سے اور بھی غصہ اور رنج مین ڈالکر حد سے زیادہ بھڑکا دیا۔ اون تین قبائل یہود مین سے ایک قبیلہ بنی قینقاع اطراف مدینہ مین شہر سے بہت قریب رہتا تھا۔ ایک روز وہان ایک مسلمان اعرابی کی لڑکی جو نہایت خوبصورت اور نوجوان تھی اونکی بستی مین دودھ بیچنے کے لئے گئی۔ اوس مومنہ کو دیکھکر چند نوجوان بنی اسرائیل اوسکو دق کرنے لگے اور اوس بیچاری کو سبھون نے گھیر لیا۔

اور اوس سے یہ درخواست کی کہ اپنے چہرہ سے برقع اوٹھا کر ہمکو اپنی صورت دکھا دے اوس لڑکی نے اپنے مذہب کی شائستگی کو ہاتھ سے نہ دیکر اس امر کے قبول کرنے سے قطعی انکار کیا اور کہا کہ قانون شرع اسلام ایسی بے پردگی اور حرکت سے منع کرتا ہی۔ تاہم ایک بدذات یہود زرگر پیشہ نے جسکی دوکان مین وہ نوجوان لڑکی ایکسن بیچ پر بیٹھی ہوئی تھی اوسکی چادر کا کونا جس کا برقع اوس کے منہ پر پڑا ہوا تھا ایک طرف کسی چیز سے باندھ دیا اور اچانک اوس لڑکی کا وہان سے اوٹھنا تھا کہ سر سے چادر اوسکی کھنچی اور وہ برہنہ ہوگئی اور چہرہ اوسکا بے نقاب ہوگیا۔ اس ناشدنی حرکت پر کل نوجوان یہود جو اوس کو گھیرے ہوئے کھڑے تھے خوب ہنسے اور مضحکہ کرنے لگے۔ اوس لڑکی کا یہ حال تھا۔ کہ مارے شرم کے بت بنگئی اور دریائے حیرت مین سراپا مستغرق ہوگئی۔ ایک مسلمان جو وہان موجود تھا وہ سونار کی اس نالایق حرکت پر بہت درہم و برہم ہوا۔ اور فورًا اپنی تلوار کھینچکر اوسکے سر پر پہونچا اور ایک ہی ضرب مین اوسکو جہنم واصل کر چھوڑا۔ یہ دیکھکر کل یہود جو وہان کھڑے تھے اوسکو لپٹ گئے اور بہت ہی بے رحمی سے اوس بیچارے مسلمان کو سبھون نے مار ڈالا۔ اس اثنا مین وہ لڑکی مہلت پاکر وہان سے بھاگ گئی اور سواد مدینہ مین جاکر اوس نے مسلمانون سے سارا حال بیان کیا۔ یہودیون کی اس ناقابل برداشت ظلم و تعدی کا حال سنکر اوس اطراف کے مسلمانون نے اون پر حملہ کیا۔ پہلے تو بنی قینقاع نے مسلح ہوکر مسلمانون سے مقابلہ کیا۔ مگر مار کھا کر پسپا ہوئے۔ اور قریب کے ایک قلعہ مین جاکر پناہ لی۔ اور قلعہ بند ہوگئے۔ اوس وقت بھی آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ اس باہمی فساد کو رفع کردین۔ مگر بنی اسرائیل سخت ضدی و متمرد تھے ہرگز اونھون نے آپ کی صلاح کو قبول نہ کیا۔ جب آپنے دیکھا کہ اونھون نے عہد شکنی کی اور صلاحیت پر بھی نہین آتے تو

آپ نے اون پر یورش کرنے کا حکم دیا اور اون کا محاصرہ کر لیا۔ اور یہ پیام بھیجا۔ یا اسلام قبول کرو یا قلعہ خالی کر دو۔ مگر اون لوگون نے ان دونون شرطون کو نامنظور کیا۔ لاچار ہوکر آپ نے ۱۵ دنون کے محاصرہ کے بعد مومنین مجاہدین کو اون پر ایک سخت حملہ کرکے اونکے قتل کر ڈالنے کا حکم سنایا۔ جب یہودیون نے دیکھا کہ مسلمانون کے فتحمند ہاتھون سے ہرگز مفر نہین ہی تو عبد اللہ ابن ابی سلول کو جو سردار قوم خذروی تھا آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سفارش کے لئے بھیجا۔ عبد اللہ نے جو یہودیون کا طرفدار تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آکر عرض کی یا رسول اللہ انکی جان بخشی کیجئے اور ان کا مال و اسباب ضبط کر لیجئے۔ آخر کار اوسکے چند بار اصرار کرنے پر آپنے ترحم کی نگاہ سے اوسکی درخواست کو قبول فرمایا۔ اور کل یہودیون کو جو شمار مین سات سو جوان تھے جلاوطن کرکے شام کی طرف روانہ کر دیا۔ اوس وقت جمیع قبائل بنی قینقاع نے اپنے زن و فرزند لونڈی اور غلام کو ہمراہ لیکر قلعہ خالی کر دیا۔ اور اپنے کل اسباب اموال غلے سامان جنگ مویشی جانوران سواری و بار برداری مکانات زمین اور باغات وغیرہ مسلمانون کے قبضہ مین چھوڑ دئے۔ پس یہ کل اسلحے اور اموال غنائم جو سب مسلمانون مین تقسیم کر دئے گئے تھے آیندہ لڑائیون مین بہت کام آئے۔ چنانچہ آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حصہ مین یہ اسلحے آئے۔ ایک باڑھ دار اور تیز تلوار مسمی بہ مضام اور ایک تیغ بے دریغ مسمی البتر جو ایک ہی ضرب مین سوار سے لیکر پشت اسپ تک کاٹ ڈالتی تھی۔ اور ایک سیف قاتل جس کا زخم کاری مہلک ہی ہوتا تھا۔ دو نیزے۔ ایک المنثری جو ایک ذرا اشارے مین جسم کے وار پار ہو جاتا۔ اور دوم المنثوی جو معًا ضرب کے ساتھ ہی ہلاک کر دیتا تھا۔ اور ایک نقرئی چار آئینہ بنام الفضہ

اور ایک نقرئی زرہ بکتر السعادیہ جو شول سے حضرت داؤد علیہ السلام کے ہاتھ آئے تھے جبکہ اونھوں نے غولیت سے مقابلہ کرنے کا ارادہ کیا تھا - اور ایک کمان بہت ہی مضبوط القسطوم نامی مگر یہ مصرف مین نہ آئی کیونکہ پہلے ہی لڑائی مین جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کمان کو ہاتھ مین اوٹھاکر چاہتے تھے کہ زور سے تیر چلائین کہ فوراً دو ٹکڑے ہوگئی - جب سے آپ نے برابر عربی کمان استعمال کی اور کل مومنین مجاہدین کو فارس کے نیزی اور تیر وکمان کے استعمال کو منع فرمایا - ہنوز مومنون کو مدینہ پہونچکر تقسیم مال مغتنم سے فراغت حاصل نہ ہوئی تھی کہ ابوسفیان کے دوبارہ مدینہ یورش کرنے کی خبر پہونچی اور یہی وہ زمانہ تھا کہ حضرت رقیہ کی وفات سے اون کے شوہر حضرت عثمانؓ کو بہت ہی زیادہ صدمہ تھا اور وہ حد سے زیادہ ملول ومغموم رہا کرتے تھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ اپنی چھوٹی صاحبزادی حضرت ام کلثوم کو اونکے حبالۂ نکاح مین دیدین اور اوسی زمانہ مین حضرت عمرؓ نے بھی حضرت عثمانؓ کو مغموم پاکر اونکی تشفی اور دلجوئی کے خیال پر اپنی دختر حضرت حفصہ کے نکاح کا پیغام بھیجا - حضرت حفصہ کی اسکے پہلے حبش سہمی کے ساتھ شادی ہوئی تھی اور وہ بہت ہی کمسنی مین بیوہ ہوگئی تھین - حضرت حفصہ نہایت قبول صورت اور حسینہ تھین اور اوس وقت اٹھارہ برس کی تھین حضرت عثمانؓ نے حضرت رقیہ کی غایت محبت والفت کے باعث چونکہ اونکی وفات کا جانکاہ صدمہ ہنوز اونکے دل پر اثر کئے ہوا تھا - حضرت حفصہ سے نکاح کرنے سے انکار کیا - حضرت عمرؓ کو یہ بات بہت ناگوار گذری اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئے اور اس پیام اور انکار کا حال بیان کیا - یہ سنکر آپ نے فرمایا "اے عمرؓ غمناک مت ہو - عثمانؓ کے لئے ایک بہترین زوجہ ٹھہری ہے اور تیری لڑکی کیلئے

ایک بہترین شوہرؓ اور آپ نے پہلے حضرت ام کلثومؓ کا نکاح حضرت عثمان کے ساتھ پڑھا دیا اور بعد ازان حضرت حفصہؓ سے خود نکاح کر لیا حضرت حفصہؓ نہایت حسین فہیم اور ذہین خاتون تھین - اور بعد حضرت عائشہ صدیقہؓ کے علم وفضل مین اون کا دوسرا نمبر تھا - اور ایسا ہی حضرت عائشہؓ کے بعد آپ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محبوبہ تھین - اور اسی علم وکمال حافظہ اور فضیلت کے باعث مصحف کا صندوقچہ اونکے سپرد تھا - جس جس طرح اور جب قرآن نازل ہوتا وہ علی الترتیب رکھتی اور جمع کرتی جاتی تھین

## دفعہ چہارم

## بیان جنگ احد

۱ - مسٹر واشنگٹن اِرونگ لکھتے ہین کہ جیون جیون حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ اور سواد شہر مین قوت بڑھتی جاتی اوتنا ہی کفار قریش کی عداوت اور شقاوت زیادہ ہوتی جاتی تھی - اوس زمانہ مین ابوسفیان حاکم مکہ تھا - بزعم حکومت اوسکی زوجہ ہندہ جس کے عزیز واقارب باپ بھائی اور چچا جنگ بدر مین مارے گئے تھے مسلمانون کے خون کی پیاسی ہو رہی تھی - عکرمہ ابوجہل کا اکلوتا بیٹا تھا اپنے باپ کی دلی عداوت اور قلبی شقاوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و اصحاب کبار کی جانب سے گویا اوس نے ورثہ مین پائی تھی اور وہ مکیون کے خون کا عوض لینے پر مستعد وآمادہ ہو رہا تھا - ابوسفیان تین ہزار آدمیون کا ایک جرار لشکر ساتھ لیکر مدینہ کی طرف روانہ ہوا - اس فوج مین مختلف اقوام عرب شریک تھے علی الخصوص قبیلہ بنی کنعانہ اور تہامہ کی تعداد زیادہ تھی - اون کے تین دستے تیار کئے گئے - بائین جانب کے دستہ پر عکرمہ ابن ابوجہل سردار فوج تھا - اور

داہنی جانب خالد بن ولید اور رُخ پر قبیلۂ عبد الدار کی سپاہ تھی جنکے ہاتھون مین نشان اور
جھنڈیان تھین - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فوج کی آمد کی خبر سنکر اپنے اصحاب کبار سے
مشورہ کیا - اور ایک ہزار فوج بمشکل فراہم کرکے مدینہ سے باہر نکلکر جبل اُحد کے قریب
خیمہ زن ہوئے - ان لشکریون مین تین سو یہود اور خزروسی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی مدد کے طور پر لڑنے کے لئے مدینہ سے ہمراہ آئے تھے جن کا سردار عبد اللہ ابن
ابی سلول تھا - مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اونکی مدد اوس وقت تک نہین منظور
کی جاسکتی جب تک کہ وہ اسلام نہ قبول کرین اور اس لئے وہ لوگ معہ اپنے سردار عبد اللہ
کے مدینہ واپس چلے گئے اور کل سات سو مسلمانون کی فوج اپنے نبی برحق کے ساتھ
میدان جنگ مین باقی رہگئی - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر خود تھا اور جسم
مبارک پر زرہ بکتر اور چار آئینے لگے ہوئے تھے - آپ نے اپنے مجاہدین کو دو
دستون مین تقسیم کرکے بسرداری حضرت ابوبکر صدیقؓ و حضرت عمر فاروقؓ دامن کوہ کے
چپ و راست مقیم کردیا اور چند تیر اندازون کو جبل اُحد کے ناکہ پر تعینات کیا
اور آپ سب کے آگے ایک بلند مقام پر کھڑے ہوئے - جہان سے میدان کارزار
صاف دکھائی دیتا تھا - کفار قریش اپنی کثیر جماعت پر غرہ کرتے اور جھنڈیون کو اوڑاتے
ہوئے دامن کوہ تک پہونچے - آگے کی سمت ایک سو مسلح سوار اور داہنی اور بائین
جانب ایک ایک سو سوار نیزے اور تلوار لئے ہوئے تھے اور اون کے بیچ مین
اون کا سردار ابوسفیان تھا - اور اوسکے پیچھے کل پیادہ سپاہ تھی - فوج کفار کے
آتے ہی لڑائی شروع ہوئی عکرمہ نے جو بائین جانب دستے کا رسالدار تھا اپنے سوارونکو
للکار کر بازوے لشکر اسلام پر ایک زبردست حملہ کیا - مگر مسلمان تیر اندازون نے

اس طرح تیر برسانا شروع کیا کہ دشمنون کے منہ پھر گئے اور اون کو بری طرح منتشر کر دیا۔ حضرت حمزہؓ بائین جانب سے نعرہ اللہ اکبر کہتے ہوئے دشمنون کی بھیڑ مین گھس گئے اور خوب خوب ہاتھ صاف کئے۔ اور ابو ذوالجنا جانب راست سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا کردہ تلوار لئے ہوئے اونکی مدد کو پہونچے۔ انکی تلوار جس طرف پڑتی ملک الموت کا کام کر جاتی تھی۔ ایک وار مین دو دو چار چار دشمنون کو لقمۂ اجل بناتی تھی۔ اس زبردست حملہ مین سات علم بردار قبیلۂ عبدالدار کے یکے بعد دیگرے اوسی تیغ بے دریغ سیف رسول اللہ کے مقتول ہوئے۔ اور کفار پر اس طرح رعب غالب ہوا کہ اون کے پاؤن اوکھڑ گئے اور وہ پسپا ہوئے۔ کفار مکہ مسلمانون کی تلوار سے ضرب شدید کھا کر دریائے اضطراب مین تہ و بالا ہونے لگے تھے کہ مسلمان تیر انداز جو ناکے پر تعینات کئے گئے تھے اسلام کی فتح دیکھکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو فراموش کر کے لوٹ پر لوٹ پڑے۔ ادھر خالد بن ولیدؓ سردار فوج کفار نے ناکہ کو خالی پاکر اوس پر قبضہ کر لیا۔ اور اپنے دستے کو لیکر عقب سے آکر مسلمانون پر یورش کی جس سے مسلمانون کو کچھ پس و پیش ہوا۔ اور کچھ لوگ بھاگ چلے۔ اسی حالت انتشار مین ایک سوار عبیج ابن خلف نامی مسلمانون کی جماعت مین گھس آیا۔ اور پکار کر کہنے لگا کہ "کہان ہین محمدؐ۔ جب تک وہ زندہ ہین ہمکو اطمینان نہین ہے اور نہ ہم محفوظ ہین"۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکی نخوت اور گستاخی دیکھکر کسی مسلمان کے ہاتھ سے نیزہ لیکر اوس کافر مرتد کے حلقوم پر اس زور سے لگایا کہ نیزہ اوسکی گردن کے پار ہو گیا۔ اور وہ فوراً گھوڑے سے نیچے گر کر مر گیا۔ ابن الجنابی زاہد کا بیان ہے کہ یہ وہی دشمن خدا تھا جس نے چند سال قبل آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایکمرتبہ آنکھین دکھا کر شوخی سے یہ کہا تھا کہ "دیکھئے کوئی دن ایسا ہوگا کہ مین آپ کو ہلاک کرون گا"۔ اسکے

جواب مین آپ نے فرمایا تھا کہ "خبردار رہو اگر اللہ نے چاہا تو ضرور تو میرے قبضہ مین آئیگا اور ہلاک ہوگا" چنانچہ ویسا ہی ہوا اسی حالت تزلزل مین کسی کافر نے فلاخن سے ایک پتھر پھینک مارا - جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ پر لگا اوسکے صدمہ سے آپ کا لب کٹ گیا - اور سامنے کا ایک دندان مبارک شہید ہوا - اور رخسارہ مبارک بھی ایک تیر سے زخمی ہوا - حضرت حمزہؓ بہتیرے کفار کو مارکر ایک قریش کافر کو اپنی تلوار سے کاٹ رہے تھے کہ دفعتاً پیچھے سے ایک کافر غلام وحشہ نامی کے حربہ سے زخمی ہوئے - اوس کا نیزہ آپ کے حلق کے پار ہوگیا تھا - مصعب ابن عمیرؓ بھی جو فوج اسلام کے علمبردار تھے شہید ہوئے - اور حضرت علی مرتضیٰؓ علم بردار لشکر اسلام ہوئے اور بڑی دلیری اور جوانمردی سے کافرون کے غول کے اندر اس طوفان بلانشان جنگ مین علم اسلام لئے ہوئے برابر کھڑے رہے - چونکہ مصعب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مشابہت رکھتے تھے اون کے شہید ہوتے ہی کافرون نے غل مچایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم قتل ہوئے - یہ صدا لشکر اہل قریش بہت کچھ دلیر ہوگئے اور اونھون نے مسلمانون پر ایک زبردست حملہ کیا - بیچارے مسلمان اس خبر وحشت اثر سے ایسے دلگیر اور شکستہ دل ہوئے کہ لڑائی سے منہ موڑ دیا - اور وہ مومنین مجاہدین جو سرداری حضرت ابو بکر صدیقؓ و حضرت عمر فاروقؓ پس و پیش دامن کوہ مین لڑ رہے تھے اپنے امیر اور سردار لشکر کو زخمی پاکر بھاگ چلے - اسی اثنا مین ایک صحابی کعب ابن مالک نامی نے دیکھا کہ آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم زخمی ہوکر دوسرے مجروحین کے ساتھ ایک نشیب جگہہ مین استراحت فرما رہے ہین اوس نے آپ کو آپ کی پوشش اور خود سے پہچانا - اور ایسی حالت مین آپ کو دیکھکر وہ صحابی یکایک بہت زور سے چلائے کہ "اے مومنین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ہنوز زندہ ہین۔ دوڑو اور آپکی حفاظت کرو۔ یہ سنکر تمام مسلمان جو چوطرفہ منتشر ہو رہے تھے سمٹ کر اکٹھا ہوگئے اور آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بلند پہاڑی پر محفوظ جگہ مین لیگئے۔ اور وہان پہونچکر ایک بڑے زبردست حملہ کی تیاریان کرنے لگے۔ کفار قریش نے جب دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنوز زندہ ہین اور مسلمان بے طرح جان توڑکر یورش کرنے پر آمادہ و مستعد ہو رہے ہین تو خوف کے مارے بھاگ کھڑے ہوئے ابوسفیان سردار بھی جو چاہتا تھا کہ مدینہ پر دفعتاً پہونچکر حملہ کرے بہت خائف ہوا۔ اور مسلمانون سے بطور التواے جنگ ایک برس کی مہلت لیکر مکہ کو لوٹ گیا۔

۲۔ صحیح مسلم اور ابوالفدا مین انسؓ سے روایت ہے کہ اُحد ایک پہاڑ ہے مدینہ سے تین کوس کے فاصلے پر۔ وہان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور مشرکین بے دین سے ہجری کے تیسرے سال بڑی لڑائی ہوئی۔ مشرکین مکہ تین ہزار فوج لیکر (جنمین سات سو زرہ پوش تین سو سوار مع علم و نیزہ۔ اور دو ہزار پیدل سپاہی تھے) مدینہ پر چڑھائی کرنیکے ارادہ سے جبل اُحد کے دامن مین چوتھی ماہ شوال ۳ سنہ ہجری کو مجتمع ہوئے اون کا سردار اور سپہ سالار ابوسفیان تھا۔ (اس لڑائی مین ہندہ بنت عقبہ۔ زوجہ ابوسفیان بھی اوسکے ساتھ تھی اور اوسکے ہمراہ مکے کی اور پندرہ عورتین تھین جو مشرکون کو برانگیختہ کرنے کے لئے جنگ مین گاتی اور دف بجاتی تھین) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لشکر ایک ہزار تھا۔ اور آپ اپنی اس مختصر فوج کو ہمراہ لیکر بمقابلہ کفار مدینہ سے اُحد مین تشریف لائے۔ اور ایک گھاٹی پر جاکر اوترے۔ آپکی فوج کی پشت اُحد کی طرف تھی صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ایک علمبردار گھوڑی پر سوار تھے۔ اور باقی سب کے سب پیدل تھے۔ آپنے پچاس تیرانداز جوانون کا عبداللہ بن جبیر کو سردار کیا۔ اور پہاڑ کی گھاٹی پر اون کو مقرر کرکے فرمایا کہ کچھہ ہی کیون نہو تم یہان سے نہ ہٹنا

یہان تک فرمایا کہ "اگر تم دیکھو کہ چڑیا ئین ہمکو اُچک لے گئین یا یہ کہ کافرون کو ہمنے اپنے قدمون سے کچل ڈالا تو بھی تم اپنی جگہہ سے نہ ہٹو گے جب تک مین خود تمکو نہ بلاؤن" ہفتم ماہ شوال سے لڑائی شروع ہوئی - بعد جنگ عظیم کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فتح ہوچکی تھی کہ مسلمان بطمع غنیمت کافرون کا اسباب لوٹنے لگے تیرانداز ون نے بھی جوناکے پر تعینات تھے ارادہ مال غنائم کے لوٹنے کا کیا - مگر عبد اللہ بن جبیرؓ نے منع کیا کہ ہم کو یہان سے ہلنے کا حکم نہین ہے - مگر اون لوگون نے نمانا اور لوٹنے پر جا پڑے - ادھر ناکہ خالی ہوگیا - اودھر سے خالد بن ولیدؓ جو اوس وقت تک مسلمان نہ ہوے تھے - اوس ناکے کو خالی پاکر فوراً لشکر اسلام مین گھس پڑے اور لڑائی بگڑ گئی - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کافرون کا ہجوم ہوا - پیشانی اور رخسار مبارک پر زخم لگے - اگلے دانتون پر آپ کے پتھر لگا اور دندان مبارک شہید ہوئے - اوس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "وہ کون ہے جو کافرون کو ہم پر سے ہٹائے" اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سات بار فرمایا - اور یہ بھی فرمایا جو میرے اوپر سے کافرون کو ہٹاوے وہ بہشت پائے" یہ بشارت اور آواز آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنکر ایک صحابی دوڑے اور کافرون سے لڑتے لڑتے شہید ہوئے - پھر کافرون کا ہجوم ہوا - اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو انکو ہٹائے وہ بہشت پائے - اوس وقت دوسرے صحابی نکلے اور کافرون سے لڑکر شہید ہوئے - اسی طرح سات بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - اور سات صحابی یکے بعد دیگرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تصدق ہوکر شہید ہوئے - اوس وقت لڑائی آخر ہوئی اور فتح اسلام کے نام پر ہوئی اس لڑائی مین ستر اصحاب شہید ہوئے - حضرت امیر حمزہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

چچا جنھوں نے داد جوانمردی دی بہت سے کافروں کو قتل کیا - اور مسمی ارطاۃ علم بردار کفار کو بھی مار ڈالا ہی تھا کہ یکایک بے خبری میں مسمیٰ وحشی عبد جبیر بن مطعم کے حربہ سے جو حبش کا رہنے والا تھا آپ شہید ہوئے - ایک مسلمان علمبردار مصعب بن عمیرؓ نے بھی شربت شہادت نوش کیا - زہے قسمت اونکی جو آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہوئے -

۳ - مورخین لکھتے ہیں کہ عتبہ بن ابی وقاص (برادر سعد بن ابی وقاص) کے پتھر سے جس نے زور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ پر پھینک مارا تھا آپکے اگلے دو دندان مبارک شہید ہوئے کیونکہ آپ سر مبارک پر خود پہنے ہوئے تھے - اوس کے دونوں حلقے پتھر کی ضرب کے صدمہ سے آپکے منہ میں گھس گئے تھے - ابو عبیدہ بن جراحؓ نے فوراً ایک حلقہ آپ کے منہ سے کھینچ لیا - اوسکے ساتھ جو دانت ٹوٹ گیا تھا نکل آیا - اور اسی طرح دوسرے حلقہ کو بھی ابو عبیدہؓ نے بہت ہی سہولت سے کھینچا اوسکے ساتھ بھی جو دوسرا دانت ٹوٹ کر اندر گھس گیا تھا نکل آیا - آپ کے دندان مبارک کی جڑوں سے خون بہت نکلا - ابو سعید خدریؓ بھی حاضر تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان شکستہ کا خون اونھوں نے جلدی سے چوس لیا - اور دونوں دانتوں کو نگل گئے - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کے خون میں میرا خون پیوستہ ہوا وہ ہرگز دوزخ کی آگ نہ دیکھیگا - اور یہ بھی روایت کی گئی ہے - کہ حضرت طلحہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہو کر برابر مشرکین کی مدافعت کر رہے تھے اور اونکی ضربیں سب اپنے منہ پر لیتے تھے - آخر اوسی ہیئت میں اونکا بھی داہنا ہاتھ کٹکر گر گیا - اور وہ شہید ہو گئے -

۴- بخاری شریف مین روایت ہے کہ سعد بن ابی وقاصؓ بڑے تیر انداز تھے - جب جنگ اُحد مین کافرون نے ہجوم کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر زغہ کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر کو سعدؓ سے یہ حدیث فرمائی کہ "ای سعد تیر مار میرے مان باپ تجھپر قربان" پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوسرون سے تیر لیلیکر سعدؓ کو دیتے جاتے تھے اور وہ مارتے جاتے تھے - یہانتک کہ کافر پسپا ہوئے اور اسلام کی فتح ہوئی بہتیرے مشرک مارے گئے اور باقی ماندہ کفار مکہ کی طرف بھاگ گئے

۵- ابوالفدا لکھتا ہی کہ جب لڑائی ختم ہوئی اور اسلام کی فتح ہوئی - اور مشرکین مکہ کو فرار ہوگئے - تو اوس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہؓ کی نعش ڈھونڈھوائی دیکھا کہ ناک کان اور دوسرے اعضا کٹے ہوئے ہین - سینہ چاک اور جگر پارہ پارہ ہے - معلوم ہوا کہ ہندہ زوجۂ ابوسفیانؓ جس کا بھائی عتبہ جنگ بدر مین حضرت حمزہؓ کے ہاتھ سے قتل ہوا تھا - اوسی خون کے عوض حضرت حمزہؓ کی نعش کو دوسری نعشون سے ڈھونڈھکر نکالا - اون کا کلیجہ نکالکر چبالیا اونکی ناک کان اور اون کا عضو تناسل کاٹ ڈالا ہے - یہ دیکھکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت آبدیدہ ہوئے اور فرمایا کہ حمزہؓ بن عبدالمطلب اسداللہ و اسد رسول اللہ تھے - بعد ازان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر اونکے جنازہ پر ڈالکر سات تکبیرون سے نماز جنازہ پڑھائی اور پھر ہر ایک شہید کے جنازہ کی نماز پڑھی - یہانتک کہ بہتّر نمازین جنازون پر پڑہین شہدا کے دفن کرنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بمعہ اپنے ساتھیون کے مدینہ منورہ کو مراجعت فرمائی -

ف - امام ابوحنیفہؒ اسی دلیل پر شہدا کے جنازے پر نماز پڑھنے کا حکم

دیتے ہین - مگر امام شافعیؒ اس کو نہین مانتے -

۶- اسی زمانہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہندہ دختر ابیہ سے جو سردار اعظم قوم قریش تھا نکاح کیا - یہ مومنہ حسب الحکم آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کرکے مکہ سے حبش کو اپنے شوہر کے ساتھ تشریف لیگئی تھین مگر وہ بیوہ ہوکر مدینہ آئین - اس وقت انکی عمر اٹھائیس سال کی تھی اور وہ نہایت حسینہ وجمیلہ تھین اور اون کے ایک ہی بیٹا سلمہ نام تھا اور اسی واسطے اونکی کنیت اُم سلمہ تھی - اور اسی نام سے پکاری جاتی تھین حضرت ام سلمہؓ کے واسطے ایک علحدہ مکان مسجد نبوی سے ملحق تیار کیا گیا - مورخین اہل اسلام لکھتے ہین کہ حضرت اُم سلمہؓ کے سادہ مکان مین یہی چند خانہ داری کے سامان تھے - ایک تھیلی جو کا سویق رکھنے کے لئے ایک چکی - ایک توا - اور ایک ظرف روغن کا - بس یہی سادہ سامان آنحضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گزران کا تھا -

## دفعہ پنجم

## بیان جنگ رجیع

۱- مورخین اہل اسلام لکھتے ہین کہ ماہ صفر ۴ سنہ ہجری مین آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک گروہ قبیلۂ عضل اور القارہ سے آیا - اور عرض کی کہ یا رسول اللہ کوئی شخص دیندار جو مسائل اسلام سے خوب واقف ہو - ہماری قوم کی ہدایت کے لئے ہمارے ساتھ اوسکو روانہ فرمایئے - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون کی درخواست پر ان چھہ آدمیون کو اون کے ہمراہ کردیا - ایک مرثد ابن مرثد غنویؓ - دوسرے ثابت بن افلحؓ - تیسرے خبیب ابن عدیؓ - چوتھے

خالدبن بکیر اللیثیؓ۔ پانچوین زید بن الدثنہؓ۔ اور چھٹے عبداللہ بن طارقؓ۔ اور ان پر مرثد ابن مرثد الغنویؓ کو سردار مقرر کیا۔ یہ لوگ مدینہ سے روانہ ہوکر جب مقام رجیع پر پہونچے (رجیع نام ایک چشمہ بنی ہذیل کا ہے جو موضع عسفان سے چودہ میل پر واقع ہے) تو وہان کفار نے اون سے بدسلوکی کی۔ اور فریب کرکے بُری طرح پیش آئے کفار نے ان پر بے طرح حملہ کیا مگر یہ بہادر صحابی بڑی بہادری سے لڑے اون مین تین شہید ہوئے اور تین شخص (یعنی خبیبؓ زیدؓ اور عبداللہؓ) مقید ہوئے۔ کفار انکو گرفتار کرکے مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ لیکن عبداللہ ابن الطارقؓ پھر اون سے راہ مین لڑکر مقام حجارہ مین شہید ہوئے۔ باقی دو صحابہ کو لیکر وہ لوگ وارد مکہ ہوئے۔ وہان کافرون نے ان دونون صحابیون کو قریش کے ہاتھ بیچ ڈالا۔ کفار قریش نے ان دونون بیچارونکو بھی مول لیکر قتل کرڈالا۔ غرضکہ سب کے سب اللہ کی راہ مین شہید ہوئے اور داخل بہشت دارالنعیم ہوئے۔

## دفعہ ششم

## بیان غزوہ بیر معونہ

۱۔ مورخین اہل اسلام لکھتے ہین کہ ماہ صفر ۴ سنہ ہجری مین ابو براء عامر بن مالک ابن جعفر نیزہ باز نے آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین منافقانہ طور سے حاضر ہوکر یہ عرض کی کہ چند صحابیون کو میرے ہمراہ نجد روانہ فرمائیے تاکہ یہ مسلمان اون لوگون کو وحدانیت اور صراط مستقیم دین اسلام کی تعلیم کرین۔ کیونکہ یقین کامل ہے کہ اصحاب کبار کے پند و نصائح سے وہ لوگ ضرور آپ پر ایمان لائینگے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ صحابہ کو وہان بھیجنے مین مجھکو خوف ہوتا ہے۔ کس لئے کہ وہ لوگ اشد الکفر ہین ایسا نہو کہ مسلمانون کو وہ شہید کر ڈالین - ابو برا منافق نے عرض کی کہ یارسول اللہ مین خود بھی برابر اونکی حمایت اور حفاظت کرونگا - آپ ایسا خیال نفرمائین کہ وہ ضائع ہونگے - آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے منذر بن عمرو انصاریؓ کو سردار بناکر اونکے ہمراہ چالیس مسلمان منتخب کرکے روانہ فرمایا - اون اصحاب کے درمیان عامر بن فہیرہ (حضرت ابوبکر صدیقؓ کا غلام) بھی تھا - جب یہ صحابہ بیر معونہ پر (جو ایک مقام مدینہ سے چار منزل پر ہے) جاکر اوترے تو وہان سے ایک نامہ آنحضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا سردار کفار عامر بن طفیل کے پاس بذریعہ قاصد بھیجا - اوس مردود اکفر نے مسلمان قاصد عامر بن فہیرہ کو مار ڈالا - اور قوم بنی سلیم کی ایک بہت بڑی جمعیت اپنے ہمراہ لیکر آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیون پر چڑھائی کی صحابۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کمی جماعت کے ساتھ بھی بڑی جوانمردی سے لڑے اور اور صدہا کافرون کو مار کر شہید ہوئے - اون مین سے صرف ایک شخص کعب بن زید نیم جان ہوکر مردون مین گر پڑا تھا وہ بچگیا - مگر زخمون سے چور تھا - اور بڑی مشکل سے کتنے دنون کے بعد آنحضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین پہونچا - اور جنگ خندق مین قریب ایک سال کے بعد کفار سے لڑکر شہید ہوا -

۲ - تواریخ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہو کہ اوسی میدان جنگ کے قریب عمرو بن امیہ ضمیری جو اصحاب انصار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین سے تھا چراگاہ مین اونٹ چرا رہا تھا یا اوسی جنگل مین پھر رہا تھا - اوس نے دور سے دیکھا کہ جس جگہہ پر مسلمانون کا ایک لشکر اوترا ہوا تھا وہان جانور بہت اوڑ رہے ہین - وہ دوڑتا ہوا

چشمۂ معونہ پر گیا اور سب مسلمانوں کو شہید پاکر جوش اسلام کے باعث کفار جفاکار سے خوب
لڑکر وہ بھی شہید ہو گیا۔ صرف ایک شخص مسلمانوں سے عمر بن الامیہ کفار کے ہاتھ مین
اسیر ہوکر گرفتار ہو گیا تھا۔ مگر چونکہ وہ قبیلۂ مضر سے تھا۔ عامر بن طفیل سردار کفار نے
اوسکو رہائی دی۔ اونھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوکر کل ماجرا
مسلمانون کے شہید ہونے کا بیان کیا۔ اس واردات کے سننے سے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت رنج والم اور نہایت اندوہ وغم ہوا۔

## دفعہ ہفتم

## بیان جنگ بنی نضیر

۱۔ مسلم شریف اور بخاری شریف اور تاریخ ابوالفدا مین حضرت ابوہریرہ رض
سے روایت ہے کہ ایک قوم یہود بنی نضیر مدینہ کے قریب رہتی تھی اور اوس کے قلعہ کا نام
زہرا تھا اون لوگون نے چوتھے سال ہجری مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دغا کرنیکا
ارادہ کیا۔ چونکہ اب یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جانی دشمن ہو گئے تھے۔ اسلئے وہ
چاہتے تھے کہ آپکو اور آپکے یار وفادار حضرت ابوبکر وعمر وعثمان وعلی اور چند دوسرے
اصحاب کبار رضی اللہ تعالی عنہم کو ہلاک کرین۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حال دیکھکر
ماہ ربیع الاول سنہ ۴ ہجری مین خود اون پر چڑھائی کی اور چھ روز تک اونکو محصور رکھا
جب وہ لوگ ہر چہار طرف سے محصور ہوئے تو اونھون نے آپ سے امن کی درخواست کی
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکی درخواست منظور فرمائی اور جان بخشی کی اور دس روز کی
مہلت دی۔ اوس وقت آپ نے یہودیون سے یہ بھی فرمایا کہ "جان لو کہ تمھاری زمین اللہ اور

اوسکے رسول کی ہی۔ اور مین چاہتا ہون کہ تمکو وطن سے نکالدون پس جو شخص تم
لوگون مین سے اپنا مال پاوے چاہیئے کہ بیچڈالے۔ اور نہین تو جان رکھو کہ زمین تو
خدا اور اوسکے رسول کی ہی" یعنی درخواست امن تمھاری منظور کی جاتی ہی۔
مگر چاہیے کہ یہان سے تم لوگ چلے جاؤ اور اسباب اوٹھانے کا اوٹھالے جاؤ۔
یا فروخت کر ڈالو۔ اس لیئے کہ زمین اور باغات کے تم مالک نہین رہی۔ کیونکہ
یہ تو اللہ اور اللہ کے رسول کی ملک ہے۔ اور وہ لوگ اوس موضع کو خالی کرکے
شام کی طرف چلے گئے اور بعض خیبر مین جا بسے۔ اسلام کی فتح ہوئی۔ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے باقی ماندہ مال و اسباب اون کا فراہم کرکے صرف مہاجرین پر تقسیم
کردیا۔ اور اون کے مکانات اور باغات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تصرف مین آئی

شـ اسی سال بنی نضیر کے محاصرے کے زمانہ مین شراب کے حرام
ہونے کی آیت قرآن مجید مین نازل ہوئی اور اوس وقت سے شراب حرام مطلق ہوگئی۔

۲ - اسی اثناء مین حضرت زید بن حارث جو آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کے متبنی تھے اپنی زوجہ مسماۃ زینب بنت جحش کو جو نہایت حسینہ و جمیلہ تھین آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت مین چھوڑکر کہین باہر سفر مین تشریف لیگئے تھے۔ جب وہ واپس
آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکی بی بی کی خوش اطواری خجستہ کرداری نیک سیرتی
اور خوبصورتی کی بہت تعریف فرمائی۔ اور مسماۃ زینب نے بھی اپنے شوہر زید سے بیان کیا
کہ آنحضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اوسکے جانے کے بعد اکثر تشریف لاتے۔ بہت شفقت سے پیش آتے
اور بغایت تعریفین کرتے۔ اوس وقت حضرت زید نے باین خیال کہ شاید آنحضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زینب کی صورت و سیرت بہت پسند ہوگئی ہی۔ فوراً طلاق دیدیا

حالانکہ آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو باز رکھنا چاہا۔ مگر اونھون نے بباعث غایت محبت آنحضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ذرا بھی تامل نہ کیا۔ جبکہ زمانہ عدّت کا منقضی ہوگیا تو آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب رض سے نکاح کرلیا۔ کیونکہ عرب مین یہ دستور تھا کہ طلاق دہندہ پر لوگ طعنہ زنی کرتے اور مطلقہ کو نکاح مین نہین لاتے تھے۔ پس یہ سنت آپ نے جاری کردی۔ اور روا سطے اعلان کے بہت سے لوگون کی ضیافت بھی کی۔ اوس وقت یہ آیت نازل ہوئی کہ متبنیٰ اولاد مین داخل نہین ہوسکتا۔ کیونکہ اوس سے کوئی رشتہ خون کا نہین ہے۔ چنانچہ حضرت زید رض جو زید بن محمدؐ پکارے جاتے تھے اس آیۃ کے نزول کے بعد بنام زید بن حارث مشہور ہوئے۔

## دفعہ ہشتم

## بیان جنگ ذات الرقاع

ابو الفدا لکھتا ہی کہ ماہ جمادی الاول ۵ھ ہجری مین گروہ قوم غطفان (ذات الرقاع) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مقابلہ ہوا (اس واقعہ کو ذات الرقاع اس واسطے کہتے ہین کہ اون لوگون کے نیزون پر پرانے چیتھڑے لپٹے ہوئے تھے) وہ لوگ جب مقابلہ مین سامنے آئے تو تھرّانے لگے۔ اور جنگ کی جرأت نہ پاکر لڑائی موقوف رکھی۔ اوسی قبیلۂ غطفان کا ایک شخص اپنی قوم کو جمع کرکے کہنے لگا کہ مین تم سے وعدہ کرتا ہون کہ بیشک مین محمدؐ کو قتل کرونگا۔ چنانچہ وہ بیڑا اوٹھا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آیا۔ اور آتے ہی حضرت سے

کہا کہ یا حضرت اپنی تلوار مجھے دیجئے تا مین دیکھون کہ یہ کیسی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا تامل فوراً اپنی تلوار اوسکے حوالہ کی۔ اوس نے اوسے کھینچکر پہلے تو خوب ہلایا اور اسی بہانے سے چاہتا تھا کہ آنحضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک سخت وار کرے لیکن جیون ہی اوس نے ہاتھ اوٹھا کر آپؐ پر وار کرنا چاہا تھا کہ ہاتھ اوس کا شل ہو گیا۔ خدا نے اوسکی جرأت خاک مین ملا دی اور مطلق اوس کا ہاتھ نہ اوٹھ سکا۔ اگر خفت کے مارے کہنے لگا کہ آپ مجھ سے ڈرتے ہین۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین تو مطلق نہین ڈرتا۔ یہ کہہ اوس کافر نے تلوار پھیر دی۔ اور اوسی وقت یہ آیت نازل ہوئی جسکا ترجمہ یہ ہے "اے مسلمانون یاد کرو اللہ کی نعمت اور حمایت جو تم پر ہے۔ دیکھو جس وقت ایک قوم نے دست اندازی کا تم پر قصد کیا تو خدا تعالی نے اوس کو روک دیا۔ آخر وہ لوگ تم سے دست درازی نہ کر سکے"۔

## دفعہ نہم

### بیان غزوہ احزاب یعنی جنگ خندق

۱۔ صحیح مسلم مین حذیفہ بن یمانؓ سے روایت ہے کہ غزوہ احزاب یعنی جنگ خندق مین جبکہ اہل قریش وغیرہ کفار نے ہجوم کرکے مدینہ کو گھیر لیا تھا تو وہ پانچوان سال ہجری کا تھا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر سنکر کہ تمام قبائل عرب لڑائی اور چڑھائی کی غرض سے مجتمع ہو رہے ہین۔ مدینہ کے چارون طرف ایک خندق کھدوایا۔ خندق تیار ہو چکا تھا کہ یکایک کفار قریش دس ہزار لشکر جرار لیکر مدینہ پر چڑھ آئے اور خندق کے باہر محاصرہ کئے رہے۔ ہر دو جانب سے صرف

تیرون اور پتھرون سے تین ہفتہ سے کچھہ زیادہ لڑائی ہوتی رہی اور جانبین کی فوجین تلف ہوائین۔ آخر کفار کی رسد کم ہوگئی اور تیرون اور پتھرون کی بوچھار سے بہت سارے کافر ہلاک ہوئے۔ اتفاقاً ایک رات ایسی سرد ہوا چلی کہ شدت سردی سے کسی کو اپنی جگہہ سے ہلنے کی تاب وطاقت نہ رہی تو کفار عاجز اور مجبور ہوکر پسپا ہوئے اور واپس چلے گئے۔

۲۔ راوی (صحیح مسلم) دوسری جگہہ بیان کرتا ہو کہ اس لڑائی مین جو درمیان ماہ شوال سنہ ۵ ہجری مین واقع ہوئی تھی کفار کی جانب سے ابوسفیان بھی لڑتا تھا۔ اور قوم یہود بنی قریظہ بھی معہ اپنے سردار کعب ابن اسد کے کفار قریش کی ساتھہ اس جنگ خندق مین شامل تھی۔ حالانکہ انھون نے آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد کیا تھا کہ ہرگز آپ سے دغا نہ کرینگے۔ مگر اونھون نے عہدشکنی کی۔ اوس رات کو جبکہ ہوا خوب سرد چل رہی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو محض دشمنون کی خبر لانے کے لئے محاصرہ کے باہر بھیجا۔ ہوا یخ باندھ رہی تھی۔ اوس وقت دیکھتا کیا ہون کہ سردی کے مارے ابوسفیان آگ سے اپنی پیٹھہ گرما رہا ہو۔ مین چاہتا تھا کہ ابوسفیان کو تیر مارون۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بات یاد آگئی اور مین رُک گیا۔ پھر مین پلٹ آیا کفار سردی کی تاب نہ لاکر اپنے اپنے شہرون کو بھاگ گئے۔ باقی قریشیون کو ابوسفیان لیکر کوچ کر گیا اور مکہ کو لوٹ گیا۔ اور قوم بنی قریظہ بھی بھاگتی نظر آئی۔ اور آخر اسلام کی فتح ہوئی۔

۳۔ آنریبل مسٹر جسٹس امیر علی اپنی کتاب اسپرٹ آف اسلام مین بحوالہ تواریخ ابن ہشام و ابن الاثیر و طبری وغیرہ یہ تحریر فرماتے ہین کہ بعد غزوہ احد بزمان

التواسے جنگ ابوسفیان جو لغایت بے رحم و بے تھکا شخص تھا مدینہ پر ایک زبردست حملہ کرنے کی بڑی تیاریان کر رہا تھا- سواے اہل قریش او رغطفان کے اور مختلف اقوام عرب کو بھی اوس نے اپنے ساتھ لے لیا- او ر ایک لشکر جرار دس ہزار آزمودہ کار آدمیون کا فراہم کرکے بہت سامان و سلاح کے ساتھ مدینہ کی سمت روانہ ہوا- ادھر مومنین نے جنکو اس آمد اور یورش کی خبر پہلے سے مل چکی تھی اپنی قلیل جماعت پر (جو شمار مین تین ہزار تھے) بمجبوری یہ تدبیر کی کہ اپنے شہر کی حفاظت کے لئے کچھ بڑھکر مدینہ کے چارون طرف خندق بطور حصارِ قلعہ کھود ڈالا - اور اندرون شہر کے اپنے اہل و عیال کو بحفاظت سردار ابن ام کلثوم محفوظ مکانون مین چھوڑ کر فصیل شہر کے باہر جس کے سامنے خندق تیار کیا تھا دشمنون سے مقابلہ کے لئے کھڑے ہوئے- چند اقوام یہود بھی جنکی عادت ہی کہ زور آور قوم کی طرف بہت جلد ملجاتے ہین- کفار مکہ کے ساتھ ہوکر مسلمانون سے لڑنے کو آئے باوجودیکہ اونکے ساتھ قبل سے معاہدہ صلح کا تھا- بیس۲۰ روز تک ہر دو جانب سے تیر او ر پتھرون سے لڑائی ہوا کی قضا کار دشمنون کے جانورون کے درمیان دفعتًا وبا پھیلی اور بیشمار گھوڑے لڑائی کے ہلاک ہونے لگے - اور اسی اثنا مین اونکی رسد بھی بالکل کم ہوگئی- پھر ایک شب تاریک مین ایسا طوفان غضب آیا کہ اوسنے اونکی تمام خیمون کو اولٹ دیا اور کل روشنیونکو بجھا دیا اور بہتیرے سامان کو اون کے اوڑا کر ادھر اودھر کر دیا- یہ دیکھکر ابو سفیان مع اپنے رفقا او ر ساتھیون کے بہت مضطر و پریشان ہوکر مکہ کی طرف فرار ہوگیا- مگر اکثر کفار مکہ قوم بنی قریظہ کے ساتھ اونکے قلعہ مین جاکر پناہ گزین ہوئے جو مدینہ سے قریب تین کوس کے فاصلہ پر واقع تھا-

۴- مورخ ابوالفدا ایک روایت لکھتا ہی کہ بیس روز سے کچھ زیادہ دنون تک مشرکین مکہ مدینہ کا محاصرہ کئے ہوئے برابر تیر اندازی کرتے رہے- اور اسلام کی طرف سے بھی تیر اور پتھرون سے لڑائی ہوتی رہی- آخرش عمرو بن عبدود (عم حضرت خدیجہؓ) و عکرمہ بن ابوجہل اور چند دوسرے پہلوان کفار کی جانب سے دفعتاً غار سے پار ہوکر مقابلے کو آئے- اونکے مقابل حضرت علیؓ- سعد ابن معاذؓ اور چند اصحاب کبار مستعد کارزار ہوئے۔ عمرو کے ساتھ حضرت علی مرتضیٰؓ لڑنے پر تیار ہوئے- عمرو نے جو گھوڑے پر سوار تھا حضرت علیؓ پر حملہ کیا- حضرت علیؓ نے جو پیادہ تھے گھوڑے سے اوسکو آن واحد مین اوتار لیا اور طرفین سے سخت حملہ ہوا- دونون شہ زورون مین ایسی کشتی کی نوبت آئی کہ سوائے غبار کے اور کچھ بھی دکھائی نہ دیتا تھا آیا کون غالب اور کون مغلوب ہی- مگر جب نعرۂ اللہ اکبر کی ایک آواز آئی تب مسلمانون نے یقین کیا کہ حضرت علیؓ نے اوس کافر کو پچھاڑا ہے- رفتہ رفتہ غبار کم ہوا تو لوگون نے دیکھا کہ حضرت علی مرتضیٰ شیر خداؓ عمرو مذکور کے سینہ پر سوار ہین اور اوس کا سر کاٹ رہے ہین- بعد ازان کفار تتر بتر ہوگئے- اس گھبراہٹ مین نوفل ابن عبداللہ کا گھوڑا خندق مین گر پڑا- مسلمانون نے پتھرونکا مینہ برسانا شروع کیا- حضرت علیؓ یہ دیکھکر فوراً اوس خندق مین کود پڑے اور اوس کافر کو آپنے اپنی تیغ بے دریغ سے دو ٹکڑے کر ڈالا- اسی اثنا مین عکرمہ ابن ابوجہل بھی بھاگ چلا مگر حضرت علیؓ نے ایک ہی نیزہ مین اوس کا کام بھی تمام کیا ساتھ ہی اسکے ہوا بھی ایسی سرد چلی کہ کفار سب کے سب مغلوب ہوکر فرار ہوگئے۔

## دفعہ دہم

## بیان جنگ بنی قریظہ

۱- صحیحین مین عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ بنی قریظہ ایک یہود کی قوم تھی - مدینہ کے قریب دو تین کوس کے فاصلے پر اونکی بستی اور گڑھی تھی - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اونکے درمیان سابق سے صلح چلی آتی تھی - مگر جبکہ پانچوین سال ہجری مین بعد جنگ احد کے کفار قریش نے عرب کی مختلف قومون کو لیکر مدینہ پہ چڑھائی کی تو اونکے ساتھ یہ قوم یہود بنی قریظہ نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا قول توڑکر عہدشکنی کی - اور جنگ احزاب مین کافرون کے شریک ہوگئی - اوس لڑائی کو جو کفار عرب کے ساتھ ہوئی تھی جنگ خندق اور غزوۂ احزاب بھی کہتے ہین - کافرون کا لشکر شمار مین دس ہزار تھا - اور لشکر اسلام کی تعداد صرف تین ہزار تھی - چند روز تک کفار مدینہ طیبہ کا محاصرہ کئے ہوئی رہی - اور جانبین سے تیر اندازی اور سنگ باری ہوتی رہی - مگر خدا نے ایسی ہوا صرد بھیجی - کہ کفار کے قدم نہ جم سکے اور آخر وہ پسپا ہوکر نامراد پلٹ گئے - اس فتح اسلام کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم خدا ہوا کہ بنی قریظہ سے جاکر لڑو - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی قریظہ پر اپنا لشکر بھیجا - آپ نے اصحاب مجاہدین اور انصار و مہاجرین سے جو جنگ خندق سے فارغ ہوکر اپنا اپنا ہتھیار کھولکر رکھ چکے تھے پھر مسلح ہوجانے کو ارشاد کیا - اور یہ حدیث فرمائی کہ " نہ کوئی نماز پڑھے عصر کی مگر بنی قریظہ مین " - اور بعض روایت مین آیا ہے کہ یہ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس وقت فرمائی جبکہ ظہر کے وقت مسلمان کفار کے اسباب کو جنگ احزاب مین لوٹ رہے تھے -

۲- بخاری شریف مین روایت ہے کہ وہان اوس مقام پہ جہان ایک کنوان تھا - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہونچکر بنی قریظہ کی گڑھی کا پندرہ (۱۵) روز تک محاصرہ کیا اور اونکو قلعہ بند رکھا (اور بعض روایت مین آیا ہے کہ پچیس (۲۵) روز تک محاصرہ رہا) آخر کار

اون لوگون نے جنکے دلون پر رعب پڑ گیا تھا عاجز آکر یہ پیام بھیجا - اور یہ درخواست کی
کہ ہم اپنی گڑھی سے اوترتے ہین او قلعہ خالی کئے دیتے ہین - ہماری جان بخشی کیجئے اور
مخلصی دیجئے - مگر ہم سب سعد بن معاذؓ کے فیصلے پر راضی ہین - جو وہ ہمارے حق مین
حکم کرین ہم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوس پر عمل کرین - یعنی جو سعد تجویز او فیصلہ
کرین ہمکو قبول او منظور ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اوس فیصلے کو قبول فرمائین -
واضح رہی کہ یہود اور سعد بن معاذؓ (جو مسلمان ہو گئے تھے) پیشتر ہمقوم تھے اور آپس مین ایک
دوسرے کے مددگار - سعد اپنی قوم کے سردار تھے اور دونون قبائل آپس مین محبت رکھتے
تھے یہودیون کا خیال تھا کہ سعد ہماری رعایت کرکے ہمکو بچائین گے اور ہماری مخلصی کے
باب مین سعی کرینگے - اس درخواست کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منظور فرمایا - اور سعدؓ کو
مدینہ سے بلوایا - سعدؓ زخمی تھے کیونکہ بروز جنگ خندق اونکی رگ ہفت اندام مین ایک
زخم کاری لگا تھا - اور اس لئے وہ پیدل نہ آسکے - ایک گدھے پر سوار ہو کر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث فرمائی کہ
"اے سعدؓ البتہ یہ لوگ اوترے ہین تیرے فیصلہ پر" یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
سعد ابن معاذؓ سے بنی قریظہ کے حق مین فرمایا کہ اے سعد تیرے حکم پر فیصلہ موقوف ہی جو تو
حکم کرے ویسا عمل مین آوے - سعد نے کہا مین یہ تجویز کرتا اور حکم دیتا ہون کہ انکی لڑنیوالے
جوان تو قتل ہون - اور لڑکے اور اونکی عورتین غلام اور لونڈیان بنائی جائین -
اور مال و اسباب اونکا مسلمان آپس مین بانٹ لیوین - یہ سنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ اے سعدؓ تو نے خدا کی مرضی کے موافق حکم کیا" چنانچہ وہ سب کے سب یہود قتل ہوئے
جو شمار مین سات سو یا نو سو تھے - اور بعض روایت مین آیا ہی کہ ایک ہزار کے قریب

اونکی جمعیت تھی -

۳- مسلم شریف مین روایت ہی کہ قوم یہود یعنی بنی قُریظہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدعہدی کی سزا دی کہ باوجود تحریر عہدنامہ کے وہ لوگ جنگ خندق مین کفار مکہ کے ساتھ ملگئے اور عہدشکنی کی - تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون سے جنگ کی - اونکو شکست دی - اور اونکا قلعہ فتح کیا - اور اصحاب نے مال واسباب اونکا لوٹا اونکی عورتون اور لڑکون کو لونڈی اور غلام بنایا گیا -

۴- ابوالفدا لکھتا ہی کہ سعد بن معاذؓ کے فیصلہ کے بعد مسلمانون نے پہلے بنی قریظہ سے خندق کھدوائی - بعدازان سب کی گردنین کاٹ کر نعشین اونکی اوسی خندق مین ڈالکر اوپر سے مٹی بھر دی - پھر اونکی عورتون اور لونڈیون مین سے جو گرفتار ہوکر آئی تھین - اور جتنا مال لوٹ مین وہان آیا تھا سب مین سے پانچوان حصہ بیت المال کا نکالکر باقی سب صحابیون پر تقسیم کر دیا گیا - ایک عورت مسماۃ ریحانہ بنت عمرو بطور کنیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ملک مین رہین - واضح ہو کہ جنگ خندق مین چھ مسلمان شہید ہوئے تھے اور جنگ بنی قریظہ مین صرف ایک صحابی شہید ہوئے - اور یہ لڑائی ماہ ذیقعدہ ۵ سنہ ہجری مین ہوئی تھی - اس جنگ کے بعد سعد بن معاذؓ نے بھی جنگ خندق مین جو زخم کھایا تھا اوسکے صدمہ سے دوسرے روز وفات پائی -

۵- واشنگٹن ارونگ لکھتا ہی کہ قلعۂ بنی قریظہ مین بیشمار بھالے برچھے نیزے - جوشن - چار آئینے - زرہ - بکتر اور دوسری قسمون کے حربے اور ہتھیار مسلمانونکے ہاتھ آئے - اور تمام زمین اندرون قلعہ جانورون - چوپایون بھیڑ بکریون اور اونٹون سے بھری ہوئی تھی - علاوہ اسکے اور بھی طرح طرح کے سامان تھے - جو کل پیادہ اور سوار

مسلمانون کے درمیان بعد ادائے خمس کے تقسیم کر دئے گئے۔

## دفعہ یازدہم

### بیان جنگ بنی مُصطلق

۱- صحیحین مین زید بن ارقم اور تاریخ ابوالفدا مین بھی اسی طرح سے روایت ہے کہ بنی مُصطلق کافرون کی ایک قوم تھی جس کا سرگروہ الحارث تھا۔ یہ لوگ آنحضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اونکے اصحاب کے جانی دشمن تھے۔ اور مقام مریسیع مین ایک چشمہ کے کنارے خروج کرنے کی غرض سے مجتمع ہو رہے تھے۔ یہ سنتے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ماہ شعبان سنہ ۵ ہجری مین مجاہدین کا ایک لشکر ہمراہ لیکر اون سے لڑنے کو تشریف لیگئے چشمہ پر اچھی خاصی جنگ ہوئی اور کفار منتشر ہوئے۔ یہ لڑائی اوس چشمہ پر جسکو مریسیع کہتے ہین ہوئی تھی۔ بعد مقاتلہ اور مقابلہ کے بنی مُصطلق نے شکست کھائی۔ کچھ لوگ مارے گئے اور کچھ مقید ہوئے۔ اونکا مال اور اسباب مسلمانون نے لوٹ لیا۔ دو سو لونڈی اور غلام پانچ ہزار بکریان اور ایک ہزار اونٹ بار برداری سمیت ہاتھ آئے۔ اس قوم کا سپہ سالار حارث بن ابی ضرار تھا۔ وہ بھی تیر سے مارا گیا۔ اوسکی دختر نیک اختر مسماۃ جویریہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد نکاح مین آئی۔ بنی مصطلق نے جو مقید تھے اپنی مخلصی کی درخواست کی اور یہ کہا۔ کہ چونکہ آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے قبیلہ کی ایک لڑکی کو اپنی خادمہ بنایا ہے تو ہمارے داماد ہوئے۔ اور ہم آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ دار ہوگئے۔ اب ہمکو وہ رہائی دین اور ہماری جان بخشی کرین۔ آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس عورت کی قوم سے سو آدمیون کو حلقۂ غلامی سے آزاد کر دیا۔

۲- واشنگٹن ارونگ اپنی تاریخ مین لکھتا ہی کہ حضرت جویریہؓ (جنکو برّہ بھی کہتے ہین) الحارث سردار قوم بنی مصطلق کی بیٹی تھین - نہایت خوبصورت اور حسین تھین - جبکہ لونڈیان مسلمانون مین تقسیم ہوئین تو ایک صحابی ثابت بن رئیسؓ نامی کے حصہ مین یہ لڑکی آئی - اوس صحابی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت جویریہؓ کو لونڈی بنانے کے لئے دیدیا - مگر آپ نے اونکی صورت سیرت - لیاقت اور شرافت ذاتی دیکھکر اونکو لونڈی بنانا مناسب نجانا - اور مدینہ منورہ مین پہونچکر اون سے نکاح کرکے اونکو اپنی زوجہ مطہرہ بنالیا -

۳- صحیحین مین اوسی راوی سے یہ بھی روایت ہی کہ عبداللہ ابن اُبی سخت منافق تھا - اور وہ مدینہ کے یہودیون کا سردار اور کفار مکہ کا طرفدار تھا - جبکہ یہ لڑائی ختم ہوئی تو لشکریان چشمہ مریسیع پر پانی پینے اور مویشیونکو پانی پلانے کے لئے جمع ہوئے مگر وہان بباعث کثرت کے آپس مین مہاجرین مکہ اور خذردی (اہل مدینہ) کے درمیان جھگڑا پیدا ہوگیا - اوس وقت یہی منافق ابن ابی یہ موقع پاکر مدینہ والون پر بہت غصہ ہوا - کہنے لگا کہ ہماری تمھاری وہی مثل ہی کہ کتے کو پال تو تجھکو کاٹ کھائے - اور اپنے مدنی لوگون سے کہا کہ محمدؐ کے ساتھیون کو کھانا پانی نہ دو اور رسد بند کردو تاکہ وہ یہان سے بھاگ جائین - اور یہ بھی کہا کہ اگر اب ہم مدینہ کو واپس جائینگے تو ضرور محمد رسول اللہ کو وہان سے نکال دینگے - زید بن ارقمؓ (راوی) کہتے ہین کہ مین نے یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سنائی - اوس وقت حضرت عمر فاروقؓ جو خدمت مبارک مین حاضر تھے یہ سنکر کہنے لگے کہ یارسول اللہ اگر حکم ہو تو مین اوس منافق کی گردن اوڑادون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین نہین چاہتا کہ لوگ کہین کہ محمدؐ اپنے ساتھیون کو

مار ڈالتے ہین۔ پھر عبداللہ ابن اُبی اور اوسکے یارون نے (جو آپکی خدمت مین حاضر کئے گئے) صریح انکار کیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے قسم کھائی اور کہا۔ کہ ہمنے ایسا نہین کہا ہی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو سچا جانا اور مجھکو جھوٹھا سمجھا۔ اور اس بات کا مجھکو نہایت رنج ہوا۔ پھر بعد فتح اور نصرت کے جب ہملوگ مدینہ پہونچے تو خداوند عالم الغیب نے سورۂ منافقین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اوتاری اور اوس مین تمام حال مفصل صاف صاف بیان کر دیا۔ اوس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو بلایا اور یہ حدیث فرمائی کہ "مقرر خدا نے تجھکو سچا کیا۔ یعنی تونے جو خبر دی تھی کہ عبداللہ ابن اُبی سخت منافق ہی۔ لوگون کو بہکاتا اور کہتا تھا کہ رسول اللہ کے ساتھیون کو خرچ نہ دو کہ تتر بتر اور منتشر ہو جائین۔ اور جب ہم مدینہ کو پلٹ جائین گے تو عزت و آبرو والا ذلیل اور خوار کو نکالدیگا۔ یہ بہت سچ ہے۔ کیونکہ عزت والا (اوس منافق نے) اپنے آپ کو کہا اور ذلیل رسول اللہ کو کہا تھا۔"

۴۔ مورخ ابوالفدا لکھتا ہی کہ یہی منافق عبداللہ ابن ابی نے جو عین جنگ بنی مصطلق مین جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ اور فریب کیا تھا۔ ویسا ہی بوقت مراجعت حضرت عائشہ صدیقہؓ پر بھی جو ہنوز راہ مین تھین تہمت زنا کی باندھی تھی۔ یعنی بعد فتح جنگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوچ کیا۔ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ اس جنگ بنی مصطلق مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھین۔ جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معہ اپنے یارون اور ساتھیون کے مدینہ منورہ تشریف لئے جاتے تھے اور ہنوز راہ مین تھے کہ عبداللہ ابن اُبی منافق نے یہ طوفان بندی کی کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے صفوان بن معطلؓ سے جو اس لڑائی مین قافلے کا سردار تھا زنا کرائی ہے اور تین اشخاص اوسکے منافقین یارون

مین سے بھی - یعنی دو مرد ایک مسطح ابن اثاثہ (جو خالہ زاد بھائی حضرت ابوبکر صدیقؓ کا تھا) اور دوسرا حسان بن ثابت شاعر - اور ایک عورت ام حمنہ بنت جحش - (اور یہ تینون سخت منافق اور دشمن آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے) تہمت باندھنے اور افواہ اوڑانے مین عبداللہ ابن اُبی منافق کے شریک ہوئے - مگر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ پہونچے اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کی پاکدامنی اور برّیت کی آیت سورۂ نور مین نازل ہوئی تو اوس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک بہتان باندھنے والے منافق کو - یعنی اون تینون فتنہ پردازاشخاص متذکرہ بالا کو اسّی اسّی دُرّے لگوائے مگر عبداللہ ابن ابی منافق کو جو بانی مبانی اس طوفان بندی کا تھا - بسبب عدم بہمرسی کافی شہادت کے چھوڑ دیا - اوسے کوڑے نہین مارے گئے - مگر بعد چندے اوسی سال بماہ ذیقعدہ وہ ایک سخت عذاب الٰہی مین مبتلا ہوا - اور بُری موت مرکر جہنم واصل ہوا اوسی زمانہ مین سورۂ منافقون بھی نازل ہوئی تھی - جس سے منافقون کا سارا حال کھل گیا -

ف - واضح رہے کہ اسی جنگ مین مصطلق مین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی خاطر اللہ تعالیٰ نے آیہ تیمم نازل کیا -

۵ - واشنگٹن ارونگ اپنی تاریخ انگریزی مین لکھتا ہے کہ آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ آپ ہر غزوہ مین اپنی کسی ایک بی بی کو راحت و آرام کیلئے ہمراہ لیجایا کرتے تھے - چنانچہ اس جنگ بنی مصطلق مین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے نام قرعہ پڑا تھا اور وہی ہمراہ تھین - حضرت عائشہؓ ایک عماری مین تشریف رکھتی تھین - جسکے چارون طرف پردہ پڑا ہوا تھا - اور وہ عماری ایک اونٹ پر رکھی گئی تھی - اور آپکی سواری آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹ کے برابر ساتھ ساتھ رہتی تھی - وہ موسم گرم تھا - بعد فتح جنگ کے آپ نے اول وقت نماز ظہر سے فراغت کرکے اوس سخت دھوپ اور شدید تپش مین کوچ کیا - تمام دن اور تمام شب کوچ مین گزری - علی الصباح ادائے نماز فجر کے لئے ایک چشمہ پر قیام ہوا - حضرت عائشہ رض عماری سے نکلکر تھوڑی دور قضائے حاجت کے لئے چلی گئین - وہان سے واپس آئین اور عماری مین سوار ہونے لگی تھین - کہ گلے کا ہار نہ پاکر فوراً اوسکی تلاش مین دوبارہ پھر اوسی مقام پر تشریف لیگئین - اِس اثنار مین کوچ کا حکم ہوا - اور شتربان بغیر دریافت کئے کہ آیا اسمین کوئی ہے یا نہین - عماری کو اونٹ پہ رکھکر روانہ ہوگیا - حضرت عائشہ رض ایسی نازنین اور دُبلی پتلی تھین کہ اونکا بار کسی کو نہین معلوم ہوا کہ آیا اوس عماری مین تشریف رکھتی ہین یا نہین - جبکہ حضرت عائشہ صدیقہ رض اوس مقام پر واپس آئین تو دیکھا کہ قافلہ کوچ ہوگیا ہے - اور آپکا اونٹ بھی معہ عماری روانہ ہوگیا - اوس وقت آپ اوسی مقام پر چادر اوڑھکر بیٹھ رہین اِس خیال سے کہ جبکہ لشکر مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو میری غیر حاضری معلوم ہوگی تو ضرور آپ فوراً کسی کو میرے لینے کے لئے بھیجینگے - اسی اثنار مین صفوان بن معطل رض جو لشکر اسلام کا ہراول تھا اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ کے حکم سے گرے پڑے سامان بچھڑے ہوئے لوگون اور لشکریون کی حفاظت کے لئے برابر پیچھے رہا کرتا تھا - اوس مقام پر آپہونچا - آپ اوس وقت تنہائی مین اونگھ رہی تھین - صفوان نے آپ کو پہچان کر سلام کیا - اور کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُون - یہ تو ہماری پیغمبر کی بیوی ہین - اور پھر کہا کہ آپ یہان کیونکر رہگئین - حضرت عائشہ رض نے کچھ جواب نہ دیا بلکہ اپنے چہرۂ مبارک پر برقعہ ڈال لیا - اوس وقت صفوان رض نے اپنے اونٹ کو بٹھلایا اور آپ کو سوار کرکے خود مہار

پکڑے ہوئے فورًا دوڑتا ہوا روانہ ہوا حتیٰ کہ آفتاب نکلتے نکلتے اونٹ مدینہ کے قریب قافلہ سے جاملا۔ کسی متنفس کو دل مین کسی قسم کا خیال نہ گذرا۔ مگر اوس شیطان مجسم عبداللہ ابن ابی منافق اور اوسکے یارون نے یہ دیکھکر مدینہ مین جاتے ہی حضرت عائشہ صدیقہ رضہ پر بہتان بندی شروع کی اور تہمت زنا کی لگائی۔ یہان تک کہ یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گوش زد ہوئی جس سے آپ نہایت مغموم اور ملول ہوئے۔ اور ایکماہ سے زائد پریشان خاطر رہے۔ آخرش اسی حالت اضطراب مین آپ پر وحی نازل ہوئی جس سے صاف حضرت عائشہ صدیقہ رضہ کی پاکدامنی اور بریت ثابت ہوئی۔ واشنگٹن ارونگ یہ بھی بہت زورون کے ساتھ تاریخون سے ثابت کرتا ہی کہ جس وقت آیہ بریت نازل ہوئی۔ اوس وقت فورًا جناب امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل مین حضرت عائشہ صدیقہ کی پاکی اور طہارت اچھی طرح ثابت ہوگئی۔ اور آپکی نظرون مین اونکی بڑی وقعت ومنزلت ہوئی۔ مگر حضرت عائشہ کے دل مین کچھ ذرا اسکا خیال رہگیا تھا۔ کیونکہ حضرت علی رضہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بوقت مشورہ اوسی تہمت کے زمانہ مین فرمایا تھا کہ ایسی بہتیری عورتین حضور کے لئے موجود ہین۔

۶۔ آنریبل مسٹر جسٹس امیر علی نے اپنی کتاب "اسپرٹ آف اسلام" مین ایک روایت نقل کی ہی کہ اوسی زمانہ مین آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسائی خانقاہ سینٹ کیتھرائن (جو کوہ طور کے قریب واقع تھا) کے راہبون اور تمام اطراف وجوانب کے عیسائیون کو وہ فرمان آزادی عنایت فرمایا تھا جو تمام دنیا کے صفحات تواریخ مین اوس روشنی کے زمانہ کی مشہور یادگار رہتا قیام دنیا برابر قائم رہیگی۔ یہ بہترین ولاثانی دلیل (یعنی وثیقۂ عطیہ) جسکو مورخین اہل اسلام نے بہت خبرداری اور ہوشیاری سے

اپنی کتاب مین محفوظ رکھا ہی- ایسی ہو جسکے ملاحظہ سے معلوم ہوتا ہی کہ آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کس درجہ عیسائیون کے لئے آزادی مدنظر رکھی تھی- اس وثیقہ مین عیسائیون کو اس قدر اختیار اور استحقاق حاصل تھا اور اونکے لئے اتنی رعایت رکھی گئی تھی کہ آج تک اونکو اپنی ہم مذہب سلطنتون مین بھی حاصل نہین ہی- اور اس فرمان پیغمبری کو پورا پورا اجرا کے لئے یہ احکام عام صادر ہوئے تھے کہ کوئی مسلمان اس تحریر وثیقہ (عطیہ عیسائیان) کے خلاف نہ کریگا- احیاناً اگر کسی مسلمان نے ایسا کیا تو وہ خدائی احکام توریت انجیل اور فرقان کا شکست کرنے والا اور شہنشاہ ہر دو جہان کے فرمان کا مخالفت کرنے والا- اور اطاعت اللہ و رسول کا خفیف کرنے والا تصور کیا جائیگا- پس آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اور اپنے رفقا اور کل اصحاب کبار وصغار پر واجب کر لیا تھا کہ عیسائیون کی محافظت کرین- اور اونکے گرجون کو قائم رکھین- اور اونکے پادری اور ملا اور اونکی خانقاہ کو محفوظ رکھین- اور ہر مصیبت و بلا مین اونکی اعانت کرین- الغرض زمانۂ اسلام مین ہرگز اس قوم نصاریٰ پر کسی طرح کا جبر نہین کیا گیا- اور نہ کبھی انکے ساتھ بدسلوکی اور بدمعاملگی کی گئی- کوئی پادری یا عالم یا فاضل کبھی اپنی جگہہ سے نکالا نہین گیا- اور ہرگز کسی عیسائی پر اپنا مذہب ترک کرنے اور اسلام قبول کرنیکے واسطے کوئی جبر نہین ڈالا گیا- اور کوئی راہب اپنی خانقاہ سے کبھی بدر نہین کیا گیا- اور ہر آئینہ کوئی زائر و زوّار اپنے مذہبی حج و زیارات سے باز نہین رکھا گیا- اور ہرگز کبھی ایسا واقعہ ہوا کہ کوئی عیسائی معبد توڑ کر کوئی مسجد یا مسلمانون کے رہنے کے لئے کوئی عمارت بنائی گئی ہو- بلکہ جو عیسائی بیبیان کسی مسلمان سے نکاح کرتین تو وہ اپنی مذہبی رسومات کے ادا کرنے مین پورا مجاز رکھتی تھین- اگر عیسائیون کو اپنی معبد خانہ گرجون یا خانقاہون کی مرمت کا

اور کسی قسم کی مذہبی اعانت کی ضرورت ہوتی تو مسلمان بدل و جان اونکی معاونت و
امداد کرتے۔ اونکو اپنے ساتھ کھلاتے اور اونکی ضیافتون مین برابر شریک ہوتے۔ کل
مسلمان عام عیسائیون سے محبت رکھتے اور ہمسایون سے مثل ہمسایہ مسلمان کی برتاو رکھتے
اور اس قدر اونکی خاطرداری اور پاسداری مدنظر رکھتے کہ جب کبھی کہین اطراف وجوانب
مین کسی قوم نصاریٰ اور مسلمانون مین مخالفت ہوتی تو یہ مسلمان ہرگز ان عیسائیون پر
بباعث اون باغیون کے ہم مذہب ہونے کے حقارت کی نظر نہین ڈالتے تھے۔ اہل اسلام کا
ان سب باتون کا اس قدر خیال رکھنا اور اس اخلاق اور شفقت سے عیسائیون کے
ساتھ پیش آنا گویا اپنے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کو بجالانا اور سنت نبوی کا ادا کرنا
اپنے اوپر واجب سمجھ لیا تھا۔ پس یہ سب تعلیم و تربیت آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی
رحمدل رعایا پروری اور عدل و انصاف پر دال ہے۔ چنانچہ جب کبھی کسی جماعت مجاہدین
اور سردار مومنین کو کسی جانب واسطے اشاعت دین اسلام یا جنگ و جدل کے روانہ
فرماتے تو ضرور یہ بھی ارشاد کرتے کہ کسی حالت مین کسی دشمن سے بھی دغا و فریب نہ کرنا۔ اور
گوشہ نشینون کو خواہ وہ کسی ملت و مذہب کے ہون ہرگز نہ چھیڑنا۔ اور عورتون کو ہرگز
نہ ستانا۔ اور طفل شیرخوار کو کبھی مارنا۔ اور مریض ضعیف کو ہرگز ہلاک نہ کرنا اور کسی درخت
ثمردار کو کبھی نہ کاٹنا۔ اور کھانے کے مصرف کی چیزون کو ہر آئینہ ضائع نکرنا۔ اور کبھی
کسی کھجور کے درخت کو مسمار نکرنا۔" چنانچہ اپنے آقا کی پیروی اور تقلید مین حضرت ابوبکر صدیق رضہ
نے اپنی خلافت کے زمانہ مین شام کے عامل سے فرمایا تھا کہ "اے یزید ابن ابی سفیان
خبردار اپنی رعایا پر ظلم و تعدی نہ کرنا۔ کبھی دروازۂ التماس کسی پر مسدود نہ کرنا۔ اور
اپنے کل امور مین اون سے مشورہ کرنا۔ اور ہمیشہ انصاف و عدل کا خیال رکھنا۔ کیونکہ

اسکے خلاف مین ثبات نہین ہی" اور یہ بھی فرمایا کہ "جب اپنے دشمن کے مقابل ہو تو جوانمردون کی طرح ملنا۔ ہرگز پیٹھ نہ دینا۔ اور جب فتحمند ہو تو ہرگز چھوٹے بچون بڈھون اور عورتون کو قتل نہ کرنا۔ کھجور کے درختون کو ضائع نہ کرنا۔ اور کبھی زراعت مین آگ نہ لگانا۔ اور کسی باردار درخت کو نہ کاٹنا۔ اور نہ کسی چوپایہ جانور کو ہلاک کرنا۔ ہان جب تمھین کھانے کی ضرورت ہو تو اوس حالت مین بھی بقدر حاجت ذبح کرنا۔ اور جب کبھی کسی سے عہد کرو تو ایفا کرنا اور اپنے قول وقرار کے پابند رہنا۔ اور جہان کہین فقیرون اور راہبون کو کسی گوشۂ عزلت مین عبادت کرتے دیکھو خواہ وہ کسی مذہب وملت کے ہون ہرگز اون سے مزاحمت نکرنا اونکو نہ ستانا۔ اور اونکی خانقاہ کو کبھی برباد و مسمار نکرنا"

## دفعہ دوازدہم

## بیان جنگ حُدیبیہ

۱۔ بخاری شریف اور ابو الفدا مین روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجری کے چھٹوین سال مدینہ سے پندرہ۱۵ سو آدمی کے ساتھ احرام باندھکر مکہ کی طرف عمرہ کرنے چلے۔ اور جاسوس خبر لانے کے لئے مکہ بھیجے۔ مخبرون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ کفار قریش نے بڑا جماؤ کیا ہی وہ ضرور آپ سے لڑینگے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خانۂ خدا مین عمرہ کرنے کو جانے نہ دینگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کبار سے مشورۃً پوچھا کیا کیا جاے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے کہا یا رسول اللہ آپ تو خانۂ کعبہ کا قصد کرکے نکلے ہین نہ کہ لڑنے کے ارادے سے۔ آپ بیت اللہ کی طرف چلئے۔ اگر کفار مزاحمت کرینگے تو ہم اون سے لڑینگے اور اونکو قتل کرینگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ نے فرمایا کہ

بسم اللہ چلو۔ چنانچہ مکہ کے قریب مقام حدیبیہ مین کافرون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو روکا۔ اور خانہ کعبہ مین نہ جانے دیا۔ صحابیون نے چاہا کہ کفار پر لوٹ پڑین اور اونکو زیر و زبر کر ڈالین۔ مگر اوس وقت اونکا نقصان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو منظور نہ تھا۔ مصلحتًا اون سے صلح کر کے پلٹ آئے دوسرے سال قضاے عمرہ ادا کی۔

۲ مسلم شریف مین مسور بن مخرمہؓ سے روایت ہی کہ ماہ ذیقعدہ سنہ ۶ ہجری مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کرنے کو مدینہ سے کوچ کر کے چلے۔ کفار قریش سے لڑنے کا مطلق آپکا ارادہ نہ تھا۔ صرف قربانی کے اونٹ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور سب اصحاب مہاجرین و انصار (جو قریب کم و بیش چودہ سو ۱۴۰۰ تھے) احرام باندھے ہوئے تھے۔ جب مکہ کے قریب حدیبیہ کے مقام مین پہونچے تو کفار قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ مین داخل ہونے سے روکا۔ کفار ڈرے کہ شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کے بہانے سے ہمکو مارنے اور جنگ کرنے آئے ہون۔ تب کنانہ کی قوم سے ایک شخص نے کفار سے کہا کہ مین خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خبر لینے کو جاتا ہون۔ جب وہ کفار قریش کا ایلچی عروہ نامی آپ کے سامنے آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے اونٹ دکھائے تاکہ اوسکو یقین کامل ہو کہ سوا اسے عمرہ کے اور کچھ ارادہ نہین رکھتے۔ وہ شخص دیکھ بھال کر اور مسلمانون کے ارادہ سے آگاہ ہو کر پلٹ گیا اور اوس نے کفار قریش سے جا کر کہا کہ یہ لوگ واقعی زیارت ہی کرنے کو آئے ہین۔ اور قربانیان اونکے ساتھ ہین۔ مگر کفار قریش نے مکرز بن حفص کو پھر خبر کی تحقیق کرنے کے لئے بھیجا۔ اوس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب سے مشورہ کیا۔ جس کا قصہ اوپر بخاری شریف کی روایت مین بیان ہو چکا ہی۔ اور صلح کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

مدینہ واپس تشریف لے آئے۔ اس واقعہ مین چارون اصحاب کبار یعنی حضرت ابو بکر صدیق رضؓ و حضرت عمر فاروق اعظمؓ و حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علی مرتضیٰؓ موجود تھے۔

۳۔ ابوالفدا لکھتا ہی کہ ایلچیون کے آنے کے بعد حدیبیہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ کو ابوسفیان سردار اور شرفا اہل قریش کے پاس بھیجا کہ ہملوگ واسطے حج وعمرہ کے آئے ہین اور قربانیان ساتھ لائے ہین۔ بارادہ جنگ نہین آئے۔ قریش نے جواب دیا کہ ای عثمانؓ اگر تیرا ارادہ طواف کرنے کا ہو تو طواف کرجا۔ حضرت عثمانؓ نے کہا کہ مین بدون رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کس طرح طواف کرون ایسا مجھسے نہین ہوسکتا۔ دغاباز قریشیون نے دغا کرکے حضرت عثمانؓ کو گرفتار کرلیا۔ اور کئی دن تک وہ اونکے محاصرہ مین رہی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر وحشت اثر سنکر سب مجاہدین سے بیعت الرضوان (ایک ببول کے درخت کے نیچے) اس بات پر لی کہ تمام صحابہ اپنی اپنی جان دینگے اور لڑکر کفار کو مارینگے۔ کل صحابیون نے بیعت کی ایک شخص جسد بن قیس اپنی اونٹنی کے نیچے چھپ رہا تھا وہ سامنے حاضر نہ ہوا اور بیعت نہ کی۔ چونکہ حضرت عثمان غنیؓ بسبب گرفتار ہوجانے کے اس بیعت رضوان مین حاضر نہ تھے۔ اس لئے آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک ہاتھ کو حضرت عثمانؓ کا ہاتھ قرار دیکر اپنے دوسرے ہاتھ پر ہاتھ مارکر اونکی طرف سے بھی بیعت کی۔ اور یہ بیعت رضوان گویا اونھین کی واسطے جان دینے کو ہوئی تھی۔ یہ خبر سنکر اہل قریش نے سہل بن عمرو کو معہ حضرت عثمانؓ کے صلح کیلئے آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین بھیجا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو امان دی اور صلح کرلی۔ حضرت عمر ابن الخطابؓ نے گرمجوشی اسلام کے باعث

صلح سے اختلاف کرکے عرض کی یا رسول اللہ ہم ہرگز نہ مانینگے جب تک کفار کو سزا کامل نہ دیجائیگی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو بہت سمجھایا کہ مصلحت وقت یہی ہی اور مرضی خدا بھی یون ہی ہی۔ بعد ازان حضرت علیؓ سے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے صلحنامہ لکھوایا۔ اوس پر دستخط محمدؐ رسول اللہ کا ہوا۔ مگر کفار اس لفظ پر راضی نہ ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محمدؐ ابن عبد اللہ لکھوایا۔ یہ صلح دس سال کے لئے ہوئی تھی شرط یہ تھی کہ اس زمانۂ صلح مین کوئی جھگڑا فیما بین مومنین و قریش نہوگا۔ اور منجملہ شروط کے ایک یہ بھی شرط تھی کہ مسلمان سال آیندہ مکہ کے اندر آئینگے اور اپنے ہمراہ سلاح مسافرت حفاظت کے لئے لائینگے۔ اور صرف تین دن خانہ کعبہ مین رہینگے۔ اور بعد فراغت اس مناقشہ و منازعہ اہل قریش کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ذبیحہ قربانی کیا۔ اور سر کے بال تمام منڈوائے۔ پس اورون نے بھی ایسا ہی کیا اوس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد کیا کہ آج کے روز سر منڈوانے والون پر اللہ تعالیٰ رحم کریگا۔ بعد اسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کی طرف مراجعت فرمائی۔

## دفعہ سیزدہم

## بیان جنگ خیبر

ا۔ کتاب ارشاہی مین لکھا ہی کہ یہ لڑائی خیبر کے یہودیون کے ساتھ ہوئی تھی۔ یہ لوگ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور دین اسلام کے سخت دشمن تھے۔ مجبور ہوکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر مجاہدین کا ہمراہ لیکر اون پر خود یورش کی اور چند روز اونکے قلعہ کو زیر محاصرہ رکھا۔ آخر کار (صحیحین مین روایت ہی کہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

حضرت علی مرتضیٰؓ کو عَلَم دیا۔ اونھون نے نعرہُ اللہ اکبر کہکر قلعہ کا مضبوط دروازہ اپنی خدا داد طاقت اور اپنی پہلوانی کے زور سے توڑ ڈالا۔ اور خدا نے اونکے ہاتھ پر فتح خیبر نصیب کی۔ بعد فتح قلعۂ خیبر کل یہودی جلاوطن کئے گئے۔ اور مال و اسباب اونکا غارت مین آیا۔ یہ مشہور قلعۂ خیبر مدینہ طیبہ کے شمال مشرق جانب چار منزل پر واقع تھا۔

۲- ابو الفدا مین منقول ہی کہ خیبر کی لڑائی شروع سال ہفتم ہجری (ماہ محرم) مین ہوئی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہزار چار سو مومنین مجاہدین کو مسلح کرکے مدینہ سے روانہ ہوئے یہ فوج دو سو سواروں اور بارہ سو پیادوں کی تھی اور جاتے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبریون کا محاصرہ کر لیا۔ چونکہ یہ قلعہ نہایت مضبوط اور مستحکم تھا۔ دس روز کے محاصرہ کے بعد فتح ہوا۔ بہت سے حملے اوس پر کئے گئے۔ اول روز حسب الحکم آنحضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر صدیقؓ نے عَلَم لیکر خیبریون سے مقابلہ کیا۔ اپنی شجاعت اور بہادری بہت دکھائی اور خوب لڑے اور ناعم نامی ایک قلعہ کو فتح کیا۔ پھر دوسرے روز پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر ابن الخطابؓ کو عَلَم بردار بنایا۔ وہ حضرت ابو بکر صدیقؓ سے زیادہ لڑے اور بڑی مردانگی اور شجاعت دکھائی۔ اور بہت سے کافرون کو جہنم واصل کیا۔ اور ایک دوسرا قلعہ نام القموص فتح ہوا۔ اِن دونون قلعون مین بہت سی عورتین قید مین آئی تھین جو مسلمانون کے درمیان تقسیم ہوئین۔ اسی طرح اور کئی حملے ہوئیون پر پیہم ہوئے اور تیسرا قلعہ صعب حضرت عثمانؓ کے نام سے فتح ہوا۔ جسمین اقسام غلہ چربی گوشت اشیاے خوردنی اور بہت کچھ کھانے پینے کا سامان بھرا ہوا تھا۔ آخری حملہ حضرت علی مرتضیٰؓ کا مشہور اور مضبوط قلعۂ خیبر پر ہوا یعنی نو روز کے محاصرہ کے بعد بوقت شب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد کیا کہ قسم خدا کی مین کل کے روز صبح کو یہ عَلَم ایسے شخص کو

دونگا جو خدا اور اوسکے رسول کا دوست اور بڑا حملہ آور اور زبردست بہادر ہے۔ آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کے وقت حضرت علیؓ کو بلایا۔ اوس وقت اونکی آنکھین دکھ رہی تھین۔ آپ پٹی باندھے ہوئے تھے۔ اور آنکھون سے پانی جاری تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھکر اپنے مبارک لبون سے لعاب لیکر حضرت علیؓ کی آنکھون مین مل دیا۔ فوراً اونکی آنکھین اچھی ہوگئین اور درد جاتا رہا۔ اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو وہ مقدس عَلَم عطا فرماکر فتح خیبر کے لئے روانہ فرمایا۔ انکے قریب پہونچتے ہی ایک سوار مرحب نامی جو بڑا پہلوان تھا گھوڑا دوڑا کر قلعہ کے باہر آپسے مقابلہ کرنے آیا۔ حضرت علی مرتضیٰ شیر خداؓ نے اوسکو ایک ضرب اس زور سے ماری کہ ذوالفقار حیدری اوسکی خود کو چیرتی ہوئی اوسکی چھاتی سے گذری اور گھوڑے کی پشت تک پہونچی اور فوراً دو ٹکڑے ہوکر وہ پہلوان زمین پر گر پڑا آپنے اوسکی گردن اوسکے بدن سے جدا کردی ایک دوسرے زور آور یہودی نے حضرت علیؓ کے ایسی ضرب لگائی کہ آپکی ڈھال زمین پر گر پڑی۔ اوس وقت حضرت علی ابن ابی طالبؓ اسد اللہ غالب نے نعرۂ اللہ اکبر کہکے خیبر کے دروازہ کو توڑ کر اپنے لئے اوسکی ڈھال بنائی۔ کتنون کو زخمی اور کتنون کو تہ تیغ کیا اور خوب شد و مد سے لڑے اور ساتھ ہی قلعہ خیبر کو بھی فتح کرلیا۔ راوی بیان کرتا ہے۔ کہ جب قلعہ فتح ہوچکا تو حضرت علیؓ نے دروازۂ خیبر کو زمین پر ڈال دیا۔ سولہ آدمیون نے ایک ساتھ زور آزما کر چاہا کہ اوس دروازے کو پلٹ دین مگر وہ اولٹا نہ گیا۔ اور بعض روایت مین ہے کہ چالیس آدمیون نے زور آزمائی کی تھی خیبریون کے بہت سارے مال و اسباب غنیمت مین آئے اور بہت سی یہودیہ لونڈیان قید مین آئین۔ چنانچہ اونھین مین سے حضرت صفیہؓ دختر حیی بن اخطب سردار خیبر جو گرفتار ہوکر آئی تھین۔ آنحضرت رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے حصہ مین آکر آپ کے نکاح مین آئین۔ بعد فتح کے اہل خیبر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ ہم نصف پیداوار پر صلح چاہتے ہین۔ یعنی جو غلہ۔ ثمر۔ پھل اور میوہ وغیرہ اس جگہہ پیدا ہوگا۔ نصف اوس کا بطور جزیہ ہمیشہ ادا کرتے رہینگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مان لیا اور اسی اقرار پر صلح کرلی اور وہان کا پورا بندوبست کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے۔

۳۔ واضح ہو کہ اسی جنگ خیبر مین زینب بنت حارث یہودیہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور تحفہ بکری کے دست کا گوشت زہرآلودہ پکا کر بھیجا تھا۔ یہ وہ عورت تھی جسکے چچا مرحب کو حضرت علیؓ نے اپنی ذوالفقار سے دو ٹکڑے کردیا تھا۔ آپنے ایک ٹکڑا اوس گوشت کا چبایا تھا کہ زہر محسوس ہوا۔ فوراً آپ نے پھینکدیا اور فرمایا کہ "یہ گوشت زہرآلودہ ہے"۔ حضرات یہ وہی زہر تھا جس نے آپکو مرض الموت مین تکلیف دی۔ اور اوسکے اثر سے آپکی شہادت خفی ہوئی۔

۴۔ مورخین انگریزی لکھتے ہین کہ حضرت صفیہؓ حیی ابن اخطب سردار یہود وال خیبر کی بیٹی تھین۔ جو افسر اوس لڑائی مین قتل ہوگیا تھا۔ اور اوس روز اوس سردار کے ساتھ سات سو یہود مارے گئے تھے۔ یہ بی بی نہایت حسینہ۔ شکیلہ اور نئی دولہن تھین۔ چند ہی روز گزرے تھے کہ اونکی شادی ایک قلعہ دار سردار کنعانہ نامی کے ساتھ ہوئی تھی۔ جو اوس جنگ خیبر کی اوائل لڑائی مین مقتول ہوا تھا۔ بعد فتح قلعہ خیبر کے بہت سی یہود عورتین گرفتار ہوئین اور حضرت صفیہؓ آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حصہ مین آئی تھین جنکو آپنے اپنی ازواج مطہرات مین داخل کیا۔

۵۔ مورخین اہل اسلام لکھتے ہین کہ حضرت صفیہؓ نے پہلے ہی سے آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دیدار اور حصول شرف خدمت کی متمنی تھین - اپنی شادی کے بعد ہی آپ نے خواب دیکھا کہ آفتاب عالمتاب روشن وتابان آسمان سے اوتر کر میری گود مین ٹھہر گیا - اور اوسی روز آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قلعہ خیبر کا محاصرہ کیا تھا - صبح کو حضرت صفیہ نے اپنے شوہر کنعانہ سے جو قلعہ دار تھا اپنے خواب کو بیان کیا - یہ سنتے ہی اوس مردک نے آپ کے رخسارہ پر ایک سخت طمانچہ مارا - اور کہا کہ اسے زنکہ تو ایک عرب سردار کی نسبت جس نے ہمپر چڑھائی کی ہے ایسی عمدہ تمثیل دیتی ہے آخرش حضرت صفیہؓ کا خواب بہت سچا ہوا - کس لئے کہ جب وہ لونڈیون مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آئین تو آپ کے اخلاق ومروت ترحم وشفقت اور درد ومحبت کو دیکھکر فوراً مسلمان ہوگئین - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اوس نوعروس کو لونڈی بناکر رکھنا مناسب نجانکر اونکی خاطرداری وتشفی کے لئے اونکو اپنی زوجہ مطہرہ بنایا - یہ بی بی نہایت عقیل فہیم اور بہت پارسا تھین - اور آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد چالیس برس تک زندہ رہین -

۷ - مورخین یہ بھی لکھتے ہین کہ جنگ خیبر سے فراغت کرکے آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ شریف مین تشریف لانے کے بعد وہ اصحاب مہاجرین جو مع اہل وعیال اور لونڈیون اور غلامون کے ملک حبش کو حسب الحکم آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت کرکے چلے گئے تھے واپس آئے - اون مین ایک بیوہ بی بی ام حبیبہ بنت ابوسفیان بھی تھین - انکی عمر تیس سال کی تھی - یہ بی بی اپنے شوہر ہبی عبید اللہ کے ساتھ ہجرت کرکے حبش کو تشریف لیگئی تھین - وہ صحابی بقضائے الٰہی وہان فوت ہوگئے - اور اونکی جانب سے صرف ایک بیٹی جس کا نام حبیبہ رکھا گیا تھا پیدا ہوئی تھی اور اوسکے

نام سے یہ بی بی ام حبیبہ مشہور تھین۔ اور مدینہ پہونچکر اونھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین اپنی نکاح کا پیغام بھیجا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمایا۔ اور اونکو اپنی زوجۂ مطہرہ بنایا۔

## دفعہ چہاردہم

## بیان فتح شہر مکہ

۱۔ صحیحین مین حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جب آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۸ھ ہجری مین دس ہزار لشکر جرار ہمراہ لیکر مکہ فتح کرنے کے لئے چڑھائی کی تو ایک روز پہلے ابو سفیان حضرت عباسؓ کے وسیلے سے راہ مین مسلمان ہوا حضرت عباسؓ نے (جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے) عرض کی یارسول اللہ ابوسفیان اپنی نام آوری چاہتا ہے کچھ ایسا کیجئے کہ مکہ مین اس کا نام ہوجائے۔ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس دن مکہ فتح ہوا یہ فرمایا کہ "جو شخص ابی سفیان کے گھر مین گھس رہا وہ پناہ مین ہے۔ اور جس نے ہتھیار پھینکدئے وہ بھی پناہ مین ہے۔ اور جس نے اپنا دروازہ بند کرلیا وہ بھی پناہ مین ہے۔"

۲۔ صحیحین مین دوسری روایت یون ہے کہ جب مکہ فتح ہوگیا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جو ابوسفیان کے گھر گیا اوسکو پناہ ہے" اس پر بعض انصاریون نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی برادران وطن کی محبت غالب ہوئی۔ خدا سے عالم الغیب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اونکی اس خیال سے آگاہ کردیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصاریون کو بلایا اور فرمایا "تم کہتے ہو کہ مجھ پر اپنی برادرون کی محبت

غالب ہوئی ہے۔ مین خدا کا بندہ ہون اور اوس کا رسول۔ اپنا وطن چھوڑ کر مین تمھاری بستی یعنی مدینہ مین گیا۔ میری زندگی تمھاری زندگی کے ساتھ اور میری موت تمھاری موت کے ساتھ ہے۔" یہ سنکر انصاریون نے عرض کی یا رسول اللہ قسم ہے خدائے پاک کی کہ ہماری بات طعنے کی راہ سے نہ تھی۔ فقط ہمکو یہی خوف ہوا کہ کہین آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری بستی (مدینہ) کو چھوڑ کر مکہ مین نہ رہجائین۔ اب ہماری خاطر جمع ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث فرمائی کہ "مقرر خدا اور اوس کا رسول تمکو سچا جانتا ہے اور تمھارا عذر قبول کرتا ہے" یعنی تم سچ کہتے ہو۔ تمھاری بات مین کچھ بناوٹ نہین ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا کہ مدینہ شریف تشریف لیگئے۔

۳۔ گلزار شاہی مین لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ پر چڑھائی کرنے کی غرض سے دس ہزار پیادہ و سوار ہمراہ لیکر مدینہ سے باہر نکلے اور بعد کو اطراف مدینہ کے دو ہزار اشخاص جن مین اکثر سوار تھے آپکے ہمراہ رکاب ہوئے۔ جب قریب مکہ پہونچے تو خالد بن ولید اور عکرمہ بن ابوجہل کفار مکہ کو لیکر مقابلہ کو آئے۔ اور مکہ کے ایک درہ پر خوب لڑائی ہوئی اور ننشر کافر مارے گئے۔ اوس وقت ابوسفیان سردار کفار قریش مسلمان ہوا۔ اور مکہ فتح ہوا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معہ افواج اسلام شہر کے اندر داخل ہوئے اور سب کو امان ملگئی۔

۴۔ تاریخ ابوالفدا مین یون لکھا ہے کہ وہ صلحنامہ جو درمیان آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل قریش کے جنگ حدیبیہ مین ہوا تھا اوسکے فسخ ہوجانے کا سبب یہ تھا کہ اوس صلح مین قبیلۂ بنی بکر اہل قریش مکہ کا طرفدار رہتا۔ اور قبیلۂ بنی خزاعہ آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محافظت مین آگیا تھا۔ سنہ ۸ ہجری مین ایسی اتفاق ہوئی۔ کہ

بنی بکر اور بنی خزاعہ کے آپس مین نقاض واقع ہوگیا۔ اور بنی بکر نے کفار قریش کی مدد سے بنی خزاعہ پر غفلت کی حالت مین شب کے وقت چھاپا مارا۔ اور اسی سے لئے وہ عہدنامہ جو قریش اور آنحضرت رسول اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوا تھا فسخ ہوگیا۔ مگر آخر کار قریش اپنی اس حرکت ناشایستہ اور اپنی اس بیجا عہد شکنی سے نادم ہوئے۔ اور ابوسفیان بن حرب جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خسر تھا صلحنامۂ جدید کی تکمیل کے لئے مدینہ گیا۔ اور اپنی بیٹی اُم حبیبہؓ زوجہ مطہرہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی۔ اونکے مکان مین جاکر وہ چاہتا تھا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر بیٹھ جاسے کہ اُم حبیبہؓ نے فوراً بستر کو لپیٹ دیا اِس فعل کے باعث ابوسفیان اون سے بہت خفا ہوا۔ اور کہنے لگا کہ اے بیٹی تونے ایسی حرکت کیون کی ؟ وہ بولین کہ یہ بستر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اور تو کافر مشرک بے دین اور ناپاک ہے۔ یہ سُنکر وہ اور بھی خفا ہوا۔ اور اونکو بُرا بھلا کہنے لگا۔ اور وہان سے اوٹھکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آیا۔ اور باتین کرنے لگا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ بھی جواب نہ دیا اور منہ پھیر لیا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت علی مرتضیٰؓ سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت مین اوس وقت تشریف رکھتے تھے باتین کرنے لگا۔ اونھون نے بھی کچھ جواب نہ دیا۔ اور وہ ناچار ہوکر مکہ واپس چلا گیا اور اہل قریش سے مدینہ کا سارا قصہ جاکر دوہرایا۔ اور پھر اہل اسلام سے جنگ کا مشورہ کرنے لگا۔ ادھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قصد کیا کہ کفار کی سبقت سے پہلے ہی بے خبری کی حالت مین مکہ پر چڑھائی کرنی چاہیئے۔ اور دس روز کے رمضان کے اختتام کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار مہاجرین و انصار جنمین پیادہ اور سوار شامل تھے اور دو ہزار مختلف قبائل عرب ہمراہ لیکر مکہ کی طرف گام فرسا ہوئے۔

جب قریب مکہ پہونچے اہل اسلام کی یہ جلالت وصولت دیکھکر ابوسفیان سردار مکہ بہت ہی
گھبرایا اور اوس کو اس طرح اضطراب ہوا کہ خوف جان اوس پر غالب ہوا۔ اور عہدہ برآئی
کی امید نہ دیکھکر حضرت عباسؓ کے وسیلے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس
مین حاضر ہوا۔ حضرت عمر فاروقؓ اوس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت و رفاقت
مین حاضر تھے۔ ابوسفیان کو دیکھکر عرض کرنے لگے یارسول اللہ اگر حکم ہو تو مین اس
سردار کفار کی گردن اوڑا دون۔ مگر چونکہ حضرت عباسؓ اونکے امن کی درخواست
کرچکے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکی درخواست قبول فرمائی تھی۔ اسلئے وہ
قتل ہونے سے بچگیا اور ابوسفیان حسب الحکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عباسؓ
کے خیمہ مین شب باش ہوا۔ صبح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت سراپا برکت مین حاضر
ہوکر ایمان لایا۔ اور شہادت دی کہ محمد اللہ کے رسول ہین صلی اللہ علیہ وسلم پھر وہ اوٹھ کھڑے
ہوئے افواج اسلام کو دیکھتے اور سخت متحیر ہوتے کہ اللہ اکبر اتنے مسلمان جوق جوق
صف بندی کئے چلے آتے اور ہر چہار طرف سے مکہ کے اندر داخل ہوتے جارہے ہین
اصحاب اربعہ سردار فوج تھے ایک طرف سے حضرت علیؓ علم اسلام ہاتھ مین لئے ہوئے مکہ مین درّانہ
جا پہونچے اور دوسری جانب سے اور دوسرے اصحاب کبار اپنی اپنی فوج لیکر داخل ہوئے۔
ایک دوسرے صحابی بھی سردار تھے جو مکہ کے نیچے سے اپنی فوج ہمراہ لئے ہوئے چلے آرہے
تھے کہ چند کفار قریش نے اون سے مزاحمت کی اور تیر اندازی کرنے لگے۔ اس حالت کو دیکھکر
وہ قریشیون سے لڑے اور اڑتالیس کافرون کو جہنم واصل کرکے آنحضرت رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس مین حاضر ہوئے۔ اس لڑائی مین دو مسلمان بھی شربت شہادت پیکر
میٹھی نیند سو رہے۔ الغرض مکہ آخر ہفتہ یا آخر عشرۂ رمضان مین بروز جمعہ فتح ہوا۔ چونکہ سردار

ابوسفیان اور اونکے نائب بھی مسلمان ہوچکے تھے اس سلئے رفتہ رفتہ تمامی اہل مکہ مسلمان ہوگئے۔ خالد بن ولیدؓ بھی جو بہت جری اور بڑے سپاہی تھے اپنے دوست احباب اور عزیز و اقارب سمیت دین اسلام مین داخل ہوئے اور اللہ اور اوس کے رسول پر ایمان لائے۔ اور اوسی روز یعنی بروز فتح مکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباسؓ کی سفارش پر شہر مین یہ منادی کرادی کہ جو شخص ابوسفیان کے مکان مین داخل ہوجاوے یا جو کوئی مسجد حرام مین چلا جاوے۔ یا جو شخص اپنا دروازہ بند کرکے اور ہتھیار رکھدے اوسکے لئے امن و امان ہے اور نیز اوسی دن ظہر کی نماز کے وقت بلالؓ نے بام کعبہ پر چڑھکر باواز بلند اذان دی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت کثیر کے ساتھ نماز پڑھائی اور تمامی شہر والون کو کچھ اس طرح امان عطا فرمائی کہ تمامی قبائل مکہ اسلام پر جان دینے لگے۔

۵ مورخین متقدمین اہل اسلام اور عیسائی لکھتے ہین کہ بعد فتح مکہ تمام اہل مکہ یکے بعد دیگرے مسلمان ہوگئے۔ اور کل عورتین بھی ایمان لائین منجملہ اونکے ایک بیوہ بی بی میمونہ بنت حارث نام مسلمان ہوئین اور یہ خالد بن ولیدؓ کی رشتہ کی پھوپھی ہوتی تھین یہ بی بی اپنا کوئی وارث نہین رکھتی تھین اور اونکی عمر قبول اسلام کے وقت اکاون برس سے کچھ تجاوز کرچکی تھی۔ مگر اونھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا وارث قرار دینے کے لئے اپنے نکاح کا اون سے پیام کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنظر ترحم بوقت مراجعت مقام شریف مین ایک خیمہ کے اندر جو ایک سایہ دار درخت کے نیچے استادہ ہوا تھا نکاح کرلیا۔ یہ بی بی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ازحد محبت رکھتی تھین بلکہ عاشق صادق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھین۔ حضرت میمونہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اخیر بی بی تھین اور آپ نے اور سب بیبیون کے بعد آخر مین انتقال بھی فرمایا۔ مگر واہ رے عشق صادق کہ فنا فی الرسول ہوگئین۔ یعنی جس جگہ

حضرت میمونہؓ کا نکاح ہوا تھا اوسی مقام پر اور اوسی درخت کے نیچے اور ویسے ہی ایک خیمہ کے اندر جبکہ وہ مدینہ طیبہ سے مکہ معظمہ حج کے لئے تشریف لا رہی تھیں کہ آپکا انتقال ہو گیا۔ الجنابی (مورخ متاخرین) یوں رقم طراز ہے کہ میں نے ۹۶۳ھ ہجری مطابق ۱۵۵۵ء عیسوی میں حضرت میمونہؓ کے مزار شریف کی زیارت کی ہے میں مکہ معظمہ سے بعد فراغت حج مدینہ منورہ جا رہا تھا۔ دیکھا کہ ایک مقبرہ سیاہ سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے۔ اوس پر سنگ موسیٰ کا گنبد بھی ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت میمونہؓ اوسی مقام پر اپنے مقبرہ میں استراحت فرمائی ہیں جہاں آپ نے انتقال فرمایا۔ اور وہ مکان بھی وہی مکان ہے جہاں آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بروز نکاح آرام فرمایا تھا۔

## دفعہ پانزدہم

### بیان جنگ موتہ (در ملک شام)

ا۔ صحیح مسلم اور تاریخ طبری میں روایت ہے کہ ہجری کے آٹھویں سال آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے زیدؓ بن حارثہ کو (جو آپ کے آزاد غلام تھے اور جنکی پرورش آپ نے بیٹے کی طرح کی تھی) تین ہزار لشکر اسلام کا امیر بنا کر ملک شام کے مقام موتہ کی طرف روانہ کیا۔ وقت روانگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر زیدؓ شہید ہو جاویں تو جعفر طیار ابن ابی طالب سردار فوج بنے اور اگر جعفر بھی شہید ہو تو عبداللہ بن رواحہ سردار لشکر ہوئے۔ چنانچہ موتہ کے مقام میں پہونچکر نصاریٰ سے ایک گھنگھور لڑائی ہوئی۔ رومی نصاریٰ کے پاس ایک لاکھ فوج تھی۔ جنگ کے اندر یہ تینوں مذکورہ بالا سردار یکے بعد دیگرے شہید ہوتے گئے۔ فوج نے خالد بن ولید کو سب میں سے منتخب کر کے

اور اجماع کی راے سے اپنا سردار بنایا۔ اونھون نے امیر ہوتے ہی لشکر اسلام کو چند جماعت پر تقسیم کرکے صف بندی کے ساتھ بڑے زور شور سے نصاریٰ پر حملہ کیا۔ اور نہایت ہی دلیری سے لڑے۔ بڑی جوانمردی و شجاعت دکھائی جتنی کہ اوس دن آٹھ تلوارین اس سپہ سالار کی ہاتھ سے ٹوٹ گئی تھین۔ مسلمانون کو للکارا اور نعرہ اللہ اکبر کہکر دشمنون پر آخری حملہ اس بہادری اور دلیری کے ساتھ کیا کہ دشمنون کے قدم اوکھڑ گئے اور خدا نے اسلام کو فتح عطا کی۔ یہ اول لڑائی تھی جو مسلمانون اور رومیون کے درمیان ہوئی تھی۔

۲۔ صحیح بخاری اور تاریخ ابو الفدا مین روایت ہی کہ اس جنگ کا سبب یہ تھا کہ آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حارث بن عمیرؓ کو بادشاہ بصریٰ کے پاس قاصد بنا کر اور ایک نامہ دعوت اسلام کا دیکر بھیجا تھا۔ جیسا کہ اور بادشاہون کے پاس قاصد اور نامے روانہ کئے تھے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ایلچی کو حاکم شام عمر ابن شرحبیل نے دربار مین جان سے مروا ڈالا تھا۔ دستور تھا کہ کسی ایلچی کو کوئی بھی کچھ نہ کہتا تھا۔ اور نیز قاصدان اسلام کے ساتھ بھی کسی بادشاہ نے ایسی حرکت نہین کی تھی۔ اور اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مؤتہ پر جو ولایت شام کا ایک نامی شہر ہے۔ اور اوس وقت شام کا دار السلطنت تھا مجاہدین کا ایک لشکر بھیجا۔ اور اون لشکریون کا سردار اول زید بن حارثؓ کو بنایا۔ بعد اونکے جعفر طیار ابن ابی طالبؓ کو پھر اونکے بعد عبد اللہ بن رواحہؓ کو جو بڑے شاعر اور نہایت دلیر سپاہی تھے۔ خالد بن ولیدؓ بھی جو بروز فتح مکہ ایمان لائے تھے مجاہدین کے ہمراہ بھیجے گئے تھے۔ زید بن حارثؓ کو حکم تھا کہ بہت جلد بصریٰ مین پہونچکر پہلے بادشاہ اور اوسکی رعایا (رومی نصاریٰ) کو دعوت اسلام دو۔ اور اونکے ساتھ بہت نرمی اور رحمدلی سے پیش آؤ

اور جنگ میں عورتوں بچوں راہبوں گوشہ نشینوں اندھوں اور اپاہجوں کو ہرگز گزند نہ پہونچاؤ۔ شہر کی عمارتوں کو مسمار اور ضائع نہ کرو۔ اور کسی ثمردار درخت کو نہ کاٹو۔ القصہ مجاہدین عرب جو شمار میں صرف تین ہزار تھے مدینہ سے نکلکر شام کی طرف روانہ ہوئے۔ منزل بمنزل طے کرتے ہوئے جب شہر کے قریب پہونچے تو مخبروں سے معلوم ہوا کہ بے شمار رومی فوجیں شام کے ہر چہار جانب سے مسلمانوں کے مقابلہ کو آرہی ہیں۔ زید بن حارثؓ جو امیر لشکر تھے ایک جلسہ منعقد کرکے آپس میں دربارۂ جنگ صلاح و شوری کرنے لگے۔ بعض پس و پیش کررہے تھے۔ اور بعض کی یہ راے تھی کہ ساری کیفیت آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حضور میں بھیجی جاے اور اوس پر جیسا حکم ہو عملدرآمد کیا جاے۔ مگر عبداللہ نے جو شاعر اور جری پہلوان بھی تھے بہت ہی گرمجوشی سے بیان کیا کہ ہم مسلمان صرف دین کے واسطے لڑتے ہیں۔ اگر شہید ہوگئے تو بہشت النعیم ہماری واسطے انعام ہے۔ اور اگر فتحمند ہوئے تو ساری دنیا اہل اسلام ہے۔ پس نصرت اور شہادت دونوں ہمارے لئے مساوی اور باعث خوشی ہے۔ یہ سچے اور جوش دلانے والے کلمات ایسے تھے کہ سب کے سب جان دینے پر تیار ہوگئے۔ اور مقام موتہ میں پہونچتے ہی رومی نصاریٰ سے لڑائی شروع ہوگئی۔ مسلمان بڑی دلیری و جوانمردی سے اونکی بھیڑ میں گھس گئے اور چوطرفہ ہاتھ صاف کرنے لگے۔ علم بردار زیدؓ اسی جان توڑ لڑائی میں شہید ہوگئے اور حضرت جعفر طیارؓ نے فوراً اوس مقدس علم اسلام کو اپنے ہاتھ میں اوٹھالیا۔ اور لڑائی جیوں کی تیوں رہی۔ دشمنوں نے تیر اور نیزوں سے آپکو بھی چور کردیا۔ پہلے ایک ہاتھ آپکا شہید ہوا پھر دوسرا ہاتھ۔ حتی کہ آپ شہید ہوگئے مگر علم مقدس کو ایسی حالت میں بھی اپنے سینہ سے لگائے ہوئے تھے۔ اوس سانحہ کے وقت عبداللہ بن رواحہؓ نے علم اسلام کو اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد یہ بھی شہید ہوگئے۔ الغرض حسب ارشاد آنحضرت پیغمبر خدا

صلی اللہ علیہ وسلم یہ تینوں اصحاب یکے بعد دیگرے امیر لشکر اسلام ہوئے اور شہید ہوتے گئے اور اسکے بعد جماعت اسلام نے مشورہ کرکے خالد بن ولیدؓ کو سپہ سالار فوج بناکر اپنا امیر اور سردار گردانا - اوس روز لڑتے لڑتے شام ہوگئی تھی - دوسرے روز صبح ہوتے ہی خالد بن ولیدؓ نے جو درحقیقت بہت بڑے شجاع اور بہادر سپاہی تھے - اپنے سپاہیوں کو کئی دستے میں تقسیم کیا - اور یکے بعد دیگرے پیہم ایک ایک دستہ میدان جنگ میں اس عنوان شائستہ سے بھیجا کہ رومیوں پر رعب غالب ہوگیا - اور بحسن تدبیر و بزور شمشیر آپکے بیشمار رومی قتل ہوئے - اور اونھوں نے اپنے ہاتھ سے بہتیرے نامی جوانمرد اور بہادر دشمنوں کو تہ تیغ کیا - خالدؓ کی اوس پر جوش لڑائی میں یہ حالت تھی کہ نو تلوارین اونکے ہاتھ میں آئیں اور ٹوٹتی گئیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ باوجود اس کثرت کے بھی نصاریٰ کی فوج نے منہ پھیر دیا اور منتشر ہوگئی اور خالد بن ولیدؓ نے اوس کا تعاقب کیا - اور ہزاروں نصاریٰ کو مار کر میدان میں گرا دیا - خداوند غالب نے اس سپہ سالار فوج خالد بن ولیدؓ کے حسن تدبیر سے اسلام کو فتح عطا فرمائی - اس لڑائی میں بے شمار مال غنائم مسلمانوں کے ہاتھ آئے - مسلمانوں نے کل دشمنوں کے خیموں کو معہ سامان و اسباب لوٹ لیا - اور اختتام جنگ کے بعد خالد بن ولیدؓ سپہ سالار فوج اسلام بڑے جاہ و حشم کے ساتھ معہ افواج اسلام مال غنائم و بہایم مدینہ واپس آئے -

## دفعہ شانزدہم

## بیان جنگ بنی خزیمہ

ا - مورخین لکھتے ہیں کہ فتح مکہ کے بعد آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

اپنے اصحاب کی چھوٹی چھوٹی چند جماعتیں قائم کرکے اطراف مکہ مین باین غرض روانہ فرمایا کہ وہ لوگون کو دعوت اسلام کرین اونکے ساتھ نرمی سے پیش آئین - اور وعظ و نصائح سے اونکو اپنی طرف مائل کرین - مگر کسی سے جنگ نہ کرین - ہان اوس حالت مین البتہ مقابلہ کرین جب کوئی اون پر حملہ کرے - چنانچہ خالد بن ولیدؓ بھی تین سو پچاس ۳۵۰ اصحاب کے ساتھ موضع طمہ بھیجے گئے تھے - اونکے ہمراہ عبدالرحمن بن عوفؓ بھی تھے - ناظرین کو معلوم ہو کہ ایام جاہلیت مین بنی خزیمہ نے عبدالرحمن بن عوف کے باپ اور خالد بن ولیدؓ کے چچا کو (جس وقت وہ دونون یمن سے آرہے تھے اور راونکی بستی مین ایک چشمہ کے قریب ٹھہر گئے تھے) قتل کرکے جو کچھ اونکے ساتھ مال و اسباب تھا لوٹ لیا تھا - یہ لوگ جنکو آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت خلق اللہ کے لئے مامور کیا تھا - اوس چشمہ کے قریب پہونچے جہان سے طمہ صرف دو منزل باقی رہگیا تھا - تو بنی خزیمہ کو انکی آمد کی اطلاع ہوئی - اتفاقاً خالد بن ولیدؓ اوسی چشمہ پر جا اوترے - جہان اونکے چچا قتل ہوئے تھے - بنی خزیمہ مسلح اور سامان جنگ سے آراستہ ہوکر دفعتاً خالدؓ پر چڑھ آئے مگر خالدؓ کی خونخوار تلوار کو دیکھکر وہ لوگ خوف کے مارے لڑائی موقوف کرکے چشمہ کے ایک سمت ہوگئے - اور دلی زبان سے اقرار بھی کیا کہ ہم دین اسلام کو کفر پر ترجیح دیتے اور قبول کرتے ہین - یہ سنکر خالدؓ نے کہا کہ جب تم مسلمان ہوگئے تو آؤ ہمارے ساتھ تلوار اوٹھاؤ اور دشمنون سے مقابلہ کرو - مگر اون لوگون نے باین وجہ انکار کیا کہ اونکے قرب و جوار مین چند اقوام عرب اونکی دشمن ہو رہی تھی - ایسا نہو کہ وہ اونکو برابر نشانہ بنائین اور غفلت مین اون پر حملے کیا کرین - یہ سنکر خالدؓ درہم وبرہم ہوئے اور اون سے بزور شمشیر ہتھیار رکھوانا چاہا تھا کہ وہ لوگ بھاگ کھڑے ہوئے - اس پر خالدؓ کو ازحد غصہ ہوا اور اونکو گھیر کر

قتل عام شروع کر دیا۔حتیٰ کہ گرفتار شدہ دشمنون مین سے بھی بہتیرون کو اوسی حالت غیض مین قتل کرڈالا۔ یہ خبر آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی آپ کو بہت رنج ہوا۔ اور دونون ہاتھ آسمان کی طرف اوٹھاکر فرمایا کہ "خدایا مین بری الذمہ ہون۔ کیونکہ ایسا حکم میرا نہ تھا" اور حضرت علی مرتضیٰ کو ارشاد کیا کہ تم رقم کثیر بیت المال سے لیکر بنی خزیمہ کے پاس جاؤ اونکے جتنے آدمی مارے گئے ہین اون سب کا خون بہا ادا کرو چنانچہ حضرت علیؓ حسب الارشاد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم وہان تشریف لیگئے اور اون سب سے اونکے نقصان کا اندازہ دریافت کرکے خونبہا دینا شروع کیا۔ اونکے وارثون سے دریافت کرلیا کہ اور کوئی دیت بھی کسی کی میرے ذمہ رہگئی ہو تو وہ مجھسے لے لے۔ سب نے عرض کی کہ اب کوئی بھی ایسا نہ رہا جس کو دیت نہ ملی ہو۔ اور حضرت علیؓ نے اون روپیون کو بھی جو اونکے پاس بچگئے تھے اونھین لوگون پر تقسیم کردیا تاکہ اون لوگون کے دل زیادہ خوش ہون اور وہان سے واپس آکر آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پوری کیفیت سنا دی۔ آپ سُنکر نہایت خوش و محظوظ ہوئے۔

## دفعہ ہفتدہم

## بیان جنگ حنین

۱۔ صحیح مسلم مین حضرت عباس بن عبد المطلبؓ سے روایت ہے کہ جنگ حنین کے دن مین نے اور ابو سفیان نے آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ ایک ساعت کو بھی نہین چھوڑا۔ جب برابر کا مقابلہ ہوا گیا تو کافرون نے ہر طرف سے تیر اندازی شروع کی اور مسلمانون کے یکایک قدم اوکھڑ گئے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفید خچر (دلدل) پر سوار

کافرون پر خود حملہ کرتے اور اونکو پیچھے ہٹاتے جاتے تھے حضرت عباسؓ کہتے ہین کہ
مین اوس وقت دُلدل کی لگام کھینچ رہا تھا تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جاری نہ کرین۔
اور ابو سفیان رکاب پکڑے ہوئے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث فرمائی
کہ "اے عباس درخت والون کو پکار" یعنی جن لوگون نے ایک درخت کے نیچے جنگ
حُدیبیہ مین جانبازی کی بعیت کی ہے اونکو پکار۔ چونکہ حضرت عباسؓ کی بہت بڑی آواز تھی۔
فورًا آپ کی بلند آواز سنتے ہی سب کے سب وہ اصحاب جو منتشر ہو گئے تھے۔ لبیک لبیک
کہتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس طرح جھکے جس طرح گائے کے بچے اپنی
مان کی طرف جھکتے ہین اور پھر تو وہ اس طرح لڑے ایسی جانبازیان کین۔ اور اس
دلیری سے دشمن کی فوج مین وہ گھس پڑے کہ دشمنون کے چھکے چھوٹ گئے اور وہ شسندر ہو کر
مضطر و سراسیمہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی سنگریزے کافرون پر
مارتے جاتے تھے۔ یہان تک کہ دشمن بھاگے اور لڑائی اسلام کے نام پر فتح ہو گئی۔
جنگ حنین کے یہ اصلی واقعات ہین اور اسی مین جنگ اوطاس بھی شامل ہے۔

۲۔ صحیح بخاری اور تاریخ طبری مین روایت ہے کہ حنین ایک جنگل کا نام ہے
جو مکہ سے تین میل کے کچھ کم و بیش فاصلے پر واقع ہے۔ بعد فتح مکہ قوم ہوازن اپنے حصار و
دیار مین مجتمع ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑنے کی تیاری کرنے لگے۔ یہ خبر سنکر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم چھٹین شوال سنہ ہجری کو بارہ ہزار ۱۲۰۰۰ مسلمانون کی جماعت ہمراہ لیکر حنین کے
جنگل مین تشریف لائے۔ اسمین دو ۲ ہزار اہل مکہ اور دیگر اقوام عرب کے افراد تھے۔ اور
دس ۱۰ ہزار مہاجرین و انصار وغیرہ تھے جو آپ کے ساتھ فتح مکہ مین شریک تھے۔ اور لڑائی
شروع ہوئی۔ چونکہ کفار بے شمار تھے اور اونکے پاس اسلحے بھی بکثرت تھے اور اسی گھمنڈ مین آکر

اونھین تیر تیرون اور فلاخن سے سنگریزون کے بوچھار کرنے کی سوجھی۔ اس حالت کو دیکھکر پہلے تو مسلمان منتشر ہوگئے۔ دفعتًا انکو گو نہ شکست ہونیکو تھی۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ثابت قدم رہے۔ اور دشمنون سے لڑتے رہے۔ ہرگز نہ ہٹے بلکہ آگے بڑھتے چلے گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دلدل پر سوار اور سلاح پوش تھے یعنی چار آئینے اور خود پہنے ہوئے تھے۔ مومنین جو منتشر ہوگئے تھے وہ حضرت عباسؓ اور راہنے پیغمبر کی آواز سنکر فورًا سمٹ آئے اور بڑی بہادری سے لڑنے لگے اور خوب خوب داد شجاعت دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دلدل سے اوترکر ایک مٹھی خاک زمین سے اوٹھائی اور اوس پر دم کرکے مشرکین کی جانب پھینک دی جنکی آنکھون مین خاک پڑی وہ فورًا اندھے ہوگئے۔ اور تمام لشکری مضطر و پریشان ہوکر اس گھبراہٹ مین بھاگے اور اونمین ایسی ابتری ہوئی کہ اونکی فوج کو کامل شکست ہوگئی۔ اور جب وہ بھاگ چلے تو مسلمانون نے اونکا تعاقب کیا۔ اور ہزارون کو قتل کر ڈالا۔ ہزارون لونڈی غلام اور اسباب و سامان مسلمانون کے ہاتھ آئے۔ اس جنگ حنین مین ہوازن قوم جو آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑی تھی اوسکی کمک کے لئے طائف کے لوگ بھی اوسکے شریک تھے مگر جبکہ مسلمانون کی فتح اور دشمنون کو شکست ہوئی اور جب اونکی عورتین لونڈیان لڑکے بوڑھے ضعیف و ناتوان مال و اسباب اور سامان خانہ داری جو لوٹ مین آئے تھے کل صحابیون کے درمیان تقسیم ہوگئے۔ تو کفار ہوازن سب مسلمان ہوگئے اور اپنے لڑکے بالون کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے واپس مانگنے لگے از راہ ترحم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث فرمائی کہ "اے یارو اب تمہارے بھائی توبہ کرکے مسلمان ہوگئے ہین۔ دین اسلام قبول کیا ہی۔ اب اونکی عورتین اور لڑکے جو قیدی ہین

اونکو واپس دیدو تو بہت بہتر ہی ورنہ مجھکو قرض دو" یعنی جو اصحاب اپنا حصہ خوشی سے دین تو بہتر ہے۔ اور اگر کسی کو دینا منظور نہو تو ہمکو بطور قرض دین ہم اونکو اور جگہہ سے بدلا دینگے یہ ارشاد کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے اپنا حصہ دیدیا۔ پھر تمامی اصحاب نے اپنے اپنے کل حصے معہ لونڈی اور غلامون کے اپنی خوشی اور رضامندی سے اون اعرابی مسلمان بھائیون کو بغیر کسی عوض کے دیدئے۔

۳۔ مورخ ابو الفدا لکھتا ہی کہ اس جنگ حنین مین قوم ہوازن کے ساتھ جس طرح طائف کے لوگ شریک تھے اوسی طرح بنی سعد بھی اونکے مددگار تھے۔ بنی سعد عرب کی وہ قوم ہی جنمین آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یعنی شیرخوارگی کے زمانہ مین دائی حلیمہ سعدیہ کے یہان پرورش پائی تھی۔ حسب اتفاق قیدیون مین شیما بنت حارث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی بہن اور اونکی والدہ حلیمہ سعدیہ زوجہ حارث آپکی رضاعی مان گرفتار ہوکر آئی تھین۔ شیما نے آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنا حال بیان کیا چنانچہ لڑکپن مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کسی وقت اونکی پیٹھ مین دانت کاٹے تھے وہ نشان بھی اوس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھایا۔ آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رضاعی مان اور بہن کو پہچانکر اونکی اس طرح خاطرداری کی کہ اونکے لئے اپنی چادر بچھائی اوس پر اونھین بٹھلایا اور اونکی بڑی توقیر و تعظیم کے ساتھ تواضع کی اور اونکو بہت کچھ زاد راہ کے طور پر کھانے پینے کی چیزین ساتھ کردین۔ اور جہان اونھون نے اپنی قوم کا پتہ بتایا وہان اونکو آسایش او حفاظت کے ساتھ پہونچوادیا۔

۴۔ بخاری شریف اور مسلم شریف مین حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ انھین غزوات کے درمیان ایک مرتبہ آنحضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نجد مین

جہاد کے لئے تشریف لیگئے۔ اور جب وہان سے فتحیاب ہو کر پھرے تو ایک جنگل مین جس کے تمامی درخت علحدہ علحدہ تھے اوترے۔ اور ایک درخت کی شاخ مین اپنی تلوار لٹکا کر آپنے اوسکے زیر سایہ آرام فرمایا اور اصحاب اور اور درختون کے نیچے جاکر سو رہے۔ اس اثنار مین ایک کافر آیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کھینچکر آپ سے کہنے لگا۔ "اب تجھکو کون بچائیگا" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "خدا مجھکو بچائیگا" یہ کلمہ آپکی زبان مبارک سے سنتے ہی اس قدر اوس پر خوف غالب ہوا کہ اوسکے ہاتھ سے تلوار گر پڑی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار اوٹھالی اور اوس سے کہا۔ "بھلا تجھکو اب کون بچائیگا" اوس نے عاجزی اور منت کی اور بہت گڑگڑایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاف کر دیا۔ اور پھر آپ نے اپنے اصحاب کو بلاکر یہ حدیث فرمائی کہ "اس آدمی نے مجھپر میری تلوار کھینچی۔ مین فوراً جاگ پڑا۔ اوسکے ہاتھ مین یہ ننگی تلوار تھی وہ مجھسے کہنے لگا کہ اب تجھکو کون بچائیگا میرے ہاتھ سے۔ مین نے تین بار کہا اللہ بچائیگا" الغرض بعد فتح جنگ حنین بخیریت تمام آپ مدینہ شریف تشریف لے آئے

## دفعہ سیجدہم

## بیان جنگ طائف

۱۔ ابو الفدا مین منقول ہے کہ قوم ثقیف (جو قوم ہوازن کے ساتھ جنگ مین شریک تھی) مقام حنین سے جس وقت شکست کھاکر طائف کی طرف گرتی پڑتی بھاگی اور دوسری قومین اوطاس کی جانب بھاگ کھڑی ہوئین تو آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی فوج اسلام کو جو تعداد مین بارہ ہزار تھی اپنے ہمراہ لیکر اونکا تعاقب کرتے ہوئے چلے۔ لوگون نے شہر کا دروازہ بند کر لیا تھا چونکہ فصیل حصار شہر بہت مضبوط و

مستحکم تھی۔ اس سلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس روز سے زیادہ اونکے شہر کا محاصرہ کیا۔ اور وہان لوگون کے ہاتھون سے سخت ایذا بھی اوٹھائی تھی۔ اور یہ جگہہ وہ تھی جہان سے آپ سابق مین بھی ہجرت کے قبل نامراد واپس آئے تھے۔ بزمان محاصرہ برابر لڑائی ہوا کی۔ آنحضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانون کو حکم دیا کہ قوم ثقیف کی ملکیت مین جتنے انگور کے باغ ہون سب کاٹ ڈالے جائین۔ چنانچہ فرمان نبی آخر الزمان کی فوراً تعمیل ہوئی۔ اس جنگ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بیبیان حضرت ام سلمہؓ اور حضرت زینبؓ ساتھ تھین۔ اور آپکی ساتھ برابر دعا مین شریک ہوا کرتی تھین۔ کسی کافر کے تیر کے صدمہ سے اسی لڑائی مین ابوسفیانؓ کی ایک آنکھہ پانی ہوکر بہ گئی تھی۔ بعدازان ملک ابن عوف سردار و سپہ سالار قبائل طائف آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور مسلمان ہوگیا۔ اوس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو اوسکی قوم کا سردار مقرر کیا۔ اور فرمایا کہ جو کوئی ان قبائل مین سے مسلمان ہو تو اوس کا سردار ابن عوف ہے۔ اور رفتہ رفتہ طائف کے جمیع قبائل نے اسلام قبول کیا۔

۳۔ مورخین لکھتے ہین کہ تعداد مال غنیمت جو وہان لشکر اسلام کے ہاتھ آئے تھے یہ ہین۔ اونٹ ۲۴۰۰۰۔ گوسفند ۴۰۰۰۰۔ ۴۰۰۰۔ اوقیہ چاندی۔ اور ۴۰۰۰ لونڈی غلام اور آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سب مال غنیمت مومنین مجاہدین پر تقسیم کر دیا۔ اور خاص اپنی حصہ خمس کو حقدارون پر تقسیم فرمایا۔ اپنے حصہ سے ابوسفیان کو ایک سو اونٹ اور چالیس اوقیہ چاندی عنایت فرمائی اسلئے کہ بوقت حملۂ در طائف اونکی ایک آنکھہ پھوٹ گئی تھی دوسرے عکرمہ بن ابوجہل کو جو بروز فتح مکہ ایمان لائے تھے بہت کچھہ دیا۔ اور دوسرے حقدارون پر بقیہ کل حصے کو تقسیم فرمایا۔ بعدازان آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم

عمرہ باندھکر مدینہ منورہ تشریف لیگئے - اور عتاب بن رسید کو جو بیس برس کی عمر کا نوجوان تھا - اوس کو مکہ مین اپنا خلیفہ اور سردار مقرر فرماتے گئے اور اوسکے ساتھ معاذ ابن جبلؓ کو بھی امامت تلقین وعظ اور تعلیم مسائل وغیرہ کے لئے چھوڑ گئے -

۴۳ - اسی سال بماہ ذی الحجہ حضرت ابراہیمؑ یعنی خلف آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ماریہ قبطیہؓ کنیز کی جانب سے پیدا ہوئے تھے - اور اسی سن مین حضرت زینبؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی جو اپنے شوہر ابو العاص کے ساتھ مدینہ منورہ مین اقیام پذیر تھین انتقال کر گئین -

۴۴ مسٹر جسٹس امیر علی اپنی تاریخ اسپرٹ آف اسلام مین ایک روایت نقل کرتے ہین کہ بعد از جنگ آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب طائف سے مدینہ منورہ کو مراجعت فرمانے لگے تو حضرت علی مرتضیٰؓ کو آپنے امیر بناکر تھوڑی مجاہدین کے ساتھ قوم بنی طے کی طرف روانہ کیا - اس لئے کہ وہان کے لوگ سخت بت پرست اور دشمن دین اسلام تھے - اوس قوم کا سردار اور حاکم عدی پسر حاتم تھا (یہ وہ حاتم تھا جسکی سخاوت فیاضی - داد دہش اور بلند حوصلگی تمامی مشرقی اقالیم مین زبان زد خلائق ہی) عدی نے حضرت علی مرتضیٰؓ کے آنے کی خبر سنی تو نہایت خائف ہوا - اور اپنی بی بی بچون کو ایک تیز رفتار سانڈھنی پر سوار کرکے شام کی طرف بھاگ کھڑا ہوا جناب امیر حضرت علی مرتضیٰؓ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہان پہونچتے ہی لوگون کو پہلے دعوت اسلام کی - بعد ازان مع افواج اسلام شہر کے اندر داخل ہوکر تمامی بتون اور بت خانون کو مسمار ومنہدم کر دیا - شہزادہ عدی کی بہن صوفانہ (دختر حاتم طائی) اوس کے کنبے والے اور بہتیرے باشندگان شہر مسلمانون کی قید مین آئے - حضرت علیؓ نے حکم دیا کہ شہزادی اور اوسکے خاندان والون کو عزت وتوقیر اور براحت وآرام سواریون پر مدینہ منورہ لے چلو -

مدینہ طیبہ مین پہونچتے ہی آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اون سب قیدیون کو رہا کر دیا۔ حاتم طائی کی دختر صوفانہ اور اوس کے کنبے والون کے ساتھ بہت عمدہ سلوک سے پیش آئے اور اپنی طرف سے بہت کچھ زاد راہ دیکر اونکو رخصت کیا۔ وہ شہزادی شام کی طرف اونٹ پر سوار ہوکر روانہ ہوئی اور وہان پہونچکر اپنے بھائی عدی سے آنحضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ اخلاق برگزیدہ اور اطوار پسندیدہ کو اس خوبی سے بیان کیا کہ اوس کا بھائی اون سب خصائل برگزیدہ اور احسانات حسنہ کی کیفیت سنتے ہی آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت سراپا برکت مین حاضر ہوکر آپ کے قدمون پر گر پڑا۔ اور بدل وجان اوس نے دین اسلام قبول کیا۔ اور آپ پر سو جان سے فدا اور قربان ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس شہزادی اور اوسکے تمام کنبے والون کو نہایت آرام اور حفاظت کے ساتھ ملک طے مین پہونچوا دیا۔ وہ شہزادہ اپنے وطن مالوف مین جاکر اپنی رعایا اور رفقا کے سامنے اس طرح سے دلچسپ و پر تاثیر نصیحت و وعظ بیان کرنے لگا کہ دین اسلام کی وقعت اونکے دلون مین بیٹھ گئی۔ اور رفتہ رفتہ بت پرستی چھوڑکر وہان کے کل باشندے دین محمدی مین داخل ہوگئے۔

۵ - صاحب جج عدالت العالیہ مذکورہ بالا اپنی کتاب مین ایک روایت یہ بھی نقل کرتے ہین کہ اوسی زمانہ مین ایک بہت بڑا زبردست کافر اور مشہور نامی گرامی شاعر بنام کعب ابن زہیر نے بھی جو کلام اللہ۔ رسول اللہ اور دین محمدی کا جانی دشمن تھا۔ بدل وجان اسلام قبول کیا اور مسلمان ہوگیا۔ یہ شاعر کفار مکہ سے تھا اور آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم۔ اونکے معتقدان اور دین اسلام کی تضحیک اور ہجو ملیح برابر اشعار و قصائد مین کیا کرتا تھا۔ جس روز مکہ فتح ہوا تھا وہ خوف کے مارے مسلمانون سے روپوش ہوگیا۔

اور رو پوش ہوکر یہان سے کسی جنگل مین فرار ہوگیا تھا۔ مگر اللہ جل شانہ نے کچھ ایسی اوس کے دل مین توفیق عطا کی اور اسلام کی روشنی اوس کے سامنے ایسی مشتعل ہوئی کہ وہ فوراً مدینہ طیبہ مین مخفی طور سے چلا آیا اور دفعتاً مسجد نبوی مین داخل ہوا۔ جہان آنحضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم لوگون سے مخاطب ہوکر وعظ ونصایح بیان کر رہے تھے اور کل اصحاب چوطرفہ حلقہ باندھے خاموش بیٹھے ہوئے بہت گوش ہوش سے سن رہے تھے۔ کعب نے پہچانا کہ یہی پیغمبر خدا ہین۔ اور بھیڑ کے اندر گھسکر اوس مجلس وعظ مین آنحضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہونچا۔ اور بآواز بلند کہا "یا رسول اللہ اگر مین کعب ابن زہیر کو ایک مسلمان کی صورت حضور اقدس مین پیش کرون تو آیا اوسکی خطا آپ معاف فرمائینگے"۔ آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا "ہان"۔ تب اوس شاعر نے عرض کی "یا رسول اللہ مین ہی کعب ابن زہیر ہون"۔ یہ سنکر بہتیرے صحابیون نے چاہا کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اجازت دین تو اس شاعر کی گردن اوڑا دین کیونکہ اِس نے اسلام بانی اسلام اور اہل اسلام کی پوری مذمت کی ہے۔ مگر آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہرگز ایسا نہ کرو اس لئے کہ مین نے اوسکی خطا معاف کی ہے۔ اوس وقت کعب نے جو فن شاعری مین کامل دستگاہ رکھتا تھا اور برجستہ اشعار کہتا تھا آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اوس نے چند قصائد پڑھنے کی اجازت چاہی۔ آپ نے اشارہ فرمایا۔ تمام حاضرین اوسکی طرف مخاطب ہوگئے کیونکہ وہ اوس وقت تمامی عرب مین اس فن شاعری مین کامل سمجھا جاتا تھا۔ جس وقت اوس نے ایک قصیدہ دربارۂ فضائل اسلام و بانی اسلام نہایت پاکیزہ اور فصیح و بلیغ الفاظ مین پڑھا۔ اوس وقت آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایسے خوش و محظوظ ہوئے کہ اپنی ردائے مبارک اوتار کر اوس شاعر کو انعام مین دیدیا۔ جسکو اوس نے اپنی تمام زندگی مین بہت حفاظت

اور عظمت کے ساتھ رکھا - اوسکے مرنے کے بعد اوسکی اولاد نے حضرت معاویہؓ کے ہاتھہ اوس ردائے مبارک سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو چالیس ہزار دینار سرخ کے عوض ہدیہ کیا اور اوس زمانہ سے آج تک برابر وہ ردائے مبارک شاہان اسلام کے پاس دست بدست محفوظ رہاکی ہی اور بنی اُمیہ شاہان دمشق سے بنی عباسیہ شاہان بغداد کے خزانہ مین پہونچی اور ہنوز وہ ردائے شریف حضرت امیر المومنین سلطان ابن السلطان خاقان ابن الخاقان سلطان عبدالحمید خان خلد اللہ ملکہٗ و سلطنتہٗ کے توشہ خانہ مین محفوظ ہے -

## دفعہ نوزدہم

## بیان جنگ تبوک

۱- تاریخ ابوالفدا مین لکھا ہی کہ آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے رومیون سے جہاد کرنے کا سامان کیا تو وہ سنہ ہجری کا نوان سال تھا - رومی نصاری مسلمانون پر ایک زبردست حملہ کرنے کی تیاری کر رہے تھے - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانون سے فرمایا - کہ جو کچھہ جس سے ہوسکے وہ راہ خدا مین نقد و جنس مہیا کردی حسب الارشاد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیقؓ نے تمام مال و متاع اپنا جو کچھہ اونکے پاس موجود تھا سب کا سب خدا کے نام پر حاضر کر دیا - اوس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی فیاضی پر بہت متعجب ہوئے اور اون سے فرمایا کہ "تمھارے اور تمھاری اہلبیت کے واسطے کیا باقی رہیگا" حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جواب دیا کہ "اللہ اور اللہ کا رسول کافی ہی" اور حضرت عمر فاروقؓ نے نصف مال اپنا خدا کی راہ مین دیا اور حضرت عباسؓ اور حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے بھی اپنی اپنی لیاقت و حیثیت سے بہت زیادہ دیا اور حضرت عثمان غنی ذی النورین رضی اللہ تعالی عنہ نے بھی بہت کچھہ دیا -

کہتے ہین کہ تین سو اونٹ جن پر غلے لدے ہوئے تھے اور چھ سو عماریون والی سانڈھنی سواری کے لئے اور ایک ہزار دینار سرخ اور بخاری شریف و دیگر احادیث مین آیا ہے کہ چار سو اونٹ واسطے باربرداری کے اور چھ سو اونٹ واسطے سواری کے یعنی ایک ہزار اونٹ دو ہزار اشرفیان یا دس ہزار درہم راہ خدا مین حضرت عثمان غنیؓ نے دئے۔
اس پر آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو بہشت کی بشارت دی۔ اور یہ فرمایا کہ اب عثمانؓ کو کوئی کام ضرر نہ کریگا" اور آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ستر ہزار مجاہدین کی فوج فراہم کرکے ایک بڑے سامان کے ساتھ ماہ رجب سنہ ۹ ہجری مین روم کی طرف روانہ ہوئے۔ بوقت روانگی آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰؓ کو حفاظت اہل بیت کے لئے اپنا نائب بنایا اور اونکو مدینہ مین چھوڑ گئے۔ منافقین طنز کی راہ سے کہنے لگے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم محض اپنا بوجھ ہلکا کرنے کی غرض سے علیؓ کو مکان مین چھوڑ گئے ہین۔ یہ سُنکر حضرت علیؓ مرتضیٰ بہت رنجیدہ خاطر ہوئے اور سامان سفر مہیا کرکے اور مسلح ہوکر آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملے اور منافقین کے طعن کا سارا ماجرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو تسلی و تشفی دی اور فرمایا کہ جاؤ نیابتاً اہل بیت کی حفاظت کرو۔ کیا تم اس بات سے راضی نہین ہو کہ تمھارا رتبہ میرے نزدیک ایسا ہے جیسے ہارون کا رتبہ موسیٰ کے نزدیک تھا۔ مگر اتنی بات ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہین" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رکاب تیس ہزار لشکر پیادہ اور دس ہزار سوار یعنی چالیس ہزار مجاہدین انصار و مہاجرین مین سے تھے اور تیس ہزار مختلف اقوام عرب اور صحیح بخاری مین بھی یہی ہے کہ ستر ہزار پیادہ اور سوار کا ایک لشکر جرار آنحضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر جان نثاری کے لئے اونکے ہمراہ رکاب تھا۔ اور آنحضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کے قریب پہونچے۔

(تبوک ملک شام مین ایک شہر کا نام ہی- مدینہ و دمشق کے درمیان واقع ہی- اور مدینہ سے سولہ دن کی راہ کے فاصلہ پر ہے) وہان ایک چشمہ پر فوج اسلام کے لئے خیمے نصب کئے گئے- اور بیس۲۰ روز تک وہان قیام رہا- منقول ہی کہ جس چشمہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فروکش ہوئے تھے وہ چشمہ بہت دنون سے خشک تھا- جب اصحاب آپ کے لئے پانی لانے گئے تو ایک لوٹا پانی کے سوا اور زیادہ میسر نہ ہوا- آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس پانی سے پہلے وضو کیا اور تھوڑا البقیہ پانی سے نوش فرمایا بعد ازان جو کچھ اوس ظرف مین رہا تھا- اوسکو آپ نے اوسی چشمہ مین پھینکدیا- دفعتًا اوس چشمہ سے دھارا جاری ہوا- اور دریا کی طرح لہرین لیتا ہوا بہہ نکلا یہانتک کہ تمام لشکری اور مویشی اوس سے سیراب ہوئے اور جب تک فوج وہان مقیم رہی اوسی چشمہ سے مستفید ہوتی رہی- اسی اثنا مین آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اطراف و جوانب کے شہزادون اور حاکمون کو دعوت اسلام دی- اون مین سے بہتیرون نے تسلیم کرکے جزیہ دینا قبول کیا- سفارت بھیجی- اور بعض خود حاضر آئے اور بعضون نے بدل و جان اور بشوق تمام اسلام قبول کیا- بعد ازان یوحنا ابن روبہ حاکم ایلہ آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس مین حاضر ہوا- یہ شہر دریائے احمر کے قریب تر واقع ہی اور کہتے ہین کہ ایلہ وہی شہر ہی جہان زمانۂ سابق مین یہود اپنی بنی کی نافرمانی کے باعث خوک اور بندرون کی شکل مین مسخ کر دئے گئے تھے- اور اوس نے تین ہزار دینار سرخ سالانہ بطور جزیہ دینا منظور کیا اور آپ سے مصالحہ کر لیا- اور اہل اذرج نے بھی اقرار کیا کہ ہر سال رجب کے مہینے مین ہم تین ہزار دینار جزیہ دیا کرینگے- اور آپنے وہین سے خالد بن ولید کو اکیدر بن عبدالملک نصرانی کے پاس (جو سخت مرتد و اکفر قوم کندہ حاکم دومۃ الجندل کا تھا) روانہ فرمایا- اوسکے قلعہ مین جاتے ہی خالدؓ نے بعجلت عملی دفعتًا اوسکو گرفتار کر لیا- اور اوسکے بھائی حسن کو جس نے

ان پر حملہ کیا تھا مار ڈالا۔ اور اوسکے جسم سے دیبا کی قبا (جس کا کپڑا سونے کے باریک
تارون سے بنا ہوا تھا) اوتار کر آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالی مین بطور
نشان فتح بھیجدی۔ مسلمانون نے اوسکو دیکھکر بہت تعجب کیا۔ کیونکہ وہ بہت بیش قیمت
خوبصورت اور نادر قبا تھی۔ بعدازان خالد بن ولید رضی اللہ تعالی عنہ اوس حاکم اکیدر کو
ساتھ لئے ہوئے آپکی خدمت فیضدرجت مین حاضر ہوئے۔ آپ نے (صلی اللہ علیہ وسلم) اوس کا
خون معاف فرمایا اور حکم دیا کہ اکیدر کو چھوڑ دو۔ اور اداے جزیہ کے اقرار پر اوس سے
صلح کرلی۔ بعد چندے آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بمشورۂ حضرت عمر ابن الخطاب
رضی اللہ تعالی عنہ دریاے قلزم سے فرات تک ملک مقبوضہ کو ملک محروسہ مین داخل کرکے درمیان
ماہ رمضان المبارک کے مدینہ شریف تشریف لے آئے۔ اس جنگ مین بے حساب مال غنیمت
مسلمانون کے ہاتھ آئے جس سے مسلمانان مدینہ مالامال اور خوشحال ہوگئے۔ اوسی زمانہ مین
تمامی عربستان سے آپکی خدمت سراپا برکت مین قاصد حاضر ہوتے اور دین اسلام قبول کرتی جاتی تھی۔
اور خلق اللہ فوج کی فوج مسلمان ہوتی جاتی تھی۔ جیسا کہ خداے تعالی نے قرآن مجید مین فرمایا۔ کہ
"جس وقت آئی مدد اللہ کی اور فتح۔ اوس وقت دیکھیگا لوگ داخل ہوتے ہوئے اللہ کے
دین مین فوج کی فوج"۔ چنانچہ تمام اہل یمن اور بادشاہان حمیرہ وغیرہ سب اسی عرصہ مین مسلمان
ہوگئے۔ اور اوسی زمانہ مین آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ
کو تین سو سوارون کے ساتھ اطراف وسواد یمن مین دعوت اسلام کے لئے روانہ فرمایا۔
حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وہان پہونچکر اس طرح پر لوگون کو قرآن شریف پڑھکر سنایا کہ سب کے سب
محو حیرت ہوگئے۔ اور قرآن مجید کا اثر اونکی دلپر ایسا ہوا کہ تمام قبائل ہمدان ایک ہی دن مین
مسلمان ہوگیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مژدہ سنکر سجدۂ شکر ادا کیا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو

حکم بھیجا کہ قبیلۂ نجران سے جزیہ اور مال مصالحہ وصول کیا جاے - اس حکم کی تعمیل کر کے حضرت علی کرم اللہ وجہٗ زمان حجۃ الوداع مین مکہ جا کر آنحضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی -

# فصل ہفتدہم

## بیان تعداد غزوات و افواج محمدی

۱- تعداد غزوات - مورخین لکھتے ہین کہ اونیس ۱۹ لڑائیان آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہین - بعض چھبیس ۲۶ کہتے اور بعض ستائیس بھی بیان کرتے ہین - اور آخر جنگ آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غزوۂ تبوک ہے - نو لڑائیون کے سوا اور لڑائیون مین خونریزی کی نوبت نہ آئی - جنگ ۱ بدر - جنگ ۲ احد - جنگ ۳ خندق - جنگ ۴ بنی قریظہ - جنگ ۵ بنی مصطلق - جنگ ۶ خیبر - فتح ۷ مکہ - جنگ ۸ حنین اور جنگ ۹ طائف مین نوبت بکشت و خون پہونچی اور بعض کہتے ہین کہ ۱۲ لڑائیون مین جدال و قتال کی گرم بازاری ہوئی -

۲- تعداد افواج مین بھی کلام ہے - پینتیس ۳۵ سریہ اور بعض اڑتالیس سریہ بیان کرتے ہین - ایک سریہ چارسو آدمی کے لشکر کا ہوتا ہے - اس سلئے باین حساب آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا لشکر اونیس ۱۹ ہزار اور دو ۲ سو مجاہدین کا تھا -

# فصل ہیژدہم

## بیان تعداد صحابہ و مدارج اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

١- تعداد اصحاب :- مورخین لکھتے ہین کہ جس سال آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے مکہ معظمہ فتح کیا اوس وقت آپکے ہمراہ دس ہزار مجاہدین تھے۔ جنگ حنین مین بارہ ہزار (١٢٠٠٠)
جنگ تبوک مین ستر ہزار (٧٠٠٠٠)۔ اور حجۃ الوداع مین اسی ہزار مسلمان تھے (جس مین چالیس ہزار ہمراہ
رکاب تھے) اور بوقت وفات رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ایک لاکھ چوبیس ہزار (١٢٤٠٠٠) صحابی موجود تھے
اس سے معلوم ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام سے آنحضرت پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم تک
جو ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیا گذرے ہین اوسی قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر وقت تک
آپ کے اصحاب تھے۔

٢- مدارج اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علما اہل تواریخ اسلام بیان کرتے
ہین کہ وہ لوگ جو اپنے ایمان لانے کے بعد آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
زمانہ وفات تک کچھ بھی صحبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے فیضیاب ہوئے وہ سب اصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین داخل ہین۔ مگر مراتب و مدارج صحابہ کرام جداگانہ ہین۔

اول درجہ اونکا ہے جو آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر بوقت مبعوث برسالت
سب کے پہلے ایمان لائے۔ جیسے حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا (زوجۂ اولی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہ۔ اور
حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام)

دوم درجہ اونکا ہے جنھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باعلان
خانۂ کعبہ مین اول دفعہ جاکر نماز پڑھی۔ یہ دن وہ ہے جس دن حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ
ایمان لائے تھے۔ اور آپکے ایمان لانے پر مسلمانون کی جماعت کا شمار چالیس تک پہونچا
اور انہین اصحاب اربعہ بھی شامل ہین (بعض علماے محدثین و مفسرین کا قول ہے کہ ان دونون

طبقے کے اصحاب ایک ہی درجہ کے ہین جو اولین وسابقین کہلاتے ہین۔ کیونکہ انھین چالیس کی شان مین جنمین اصحاب اربعہ شامل ہین خدا تعالیٰ اپنے کلام پاک مین فرماتا ہی وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ۔

سوم درجہ اون صحابیون کا ہی جو حسب الحکم آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کرکے قبل ہجرت نبوی کے ملک حبش چلے گئے تھے۔ اون مین حضرت عثمان ذوالنورین بھی تھے۔

چوتھے درجہ مین وہ اصحاب کبار ہین جنھون نے آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ مین جاکر قیام کیا اور انہین اصحاب اربعہ بھی شامل ہین۔ (بعض علماے حدیث کہتے ہین کہ یہ دونون ہجرت کرنے والے گروہ ایک ہی درجہ کے مہاجرین مین محسوب ہین)۔

پنجم درجہ مین وہ انصار (اہل مدینہ) ہین جو سب سے اول اپنے شہر مین ایمان لائے۔ اور جنھون نے مہاجرین مکہ کی سب سے پہلی مدد اور مہمانداری کی

ششم درجہ مین وہ انصار مدینہ ہین جنھون نے بعد چندے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاکر مہاجرین کی امداد اور خاطرداری کی۔

ساتوان درجہ اون بقیہ انصار کا ہی جو مسلمان ہوکر مہاجرین کی خاطر و مدارات مین مائل ہوئے۔

آٹھوین درجہ مین وہ اصحاب ہین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے تھوڑے دنون بعد مکہ سے مدینہ مین ہجرت کرکے آئے اور اوس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبا مین تشریف رکھتے تھے۔ کیونکہ اس زمانہ تک مسجد نبوی تیار نہوئی تھی۔

نوان درجہ اصحاب بدر کا ہی جنکے پچھلے اور اگلے گناہ خدا نے معاف کر دئے۔
اور اونمین اصحاب اربعہ بھی شامل ہین۔

دسوان درجہ اون اصحاب کا ہی جنھون نے جنگ بدر اور جنگ حدیبیہ کے زمانہ مین ہجرت کی ہی۔

گیارہوان درجہ اونکا ہے جنھون نے مقام حدیبیہ مین ببول کے درخت کے نیچے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت الرضوان کی ہی۔

بارہوان درجہ اونکا ہی جو بعد بیعت الرضوان اور قبل فتح مکہ کے مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ مین جا بسے اور مہاجرین مین داخل ہوئے۔

تیرہوان درجہ اون کا ہی جو بروز فتح مکہ مسلمان ہوئے۔

چودھوان درجہ اونکا ہی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنگ مین بھی شریک ہوئے ہین۔

پندرھوان درجہ اونکا ہی جنھون نے ایک برس یا کچھ زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اوٹھائی۔

سولھوان درجہ اونکا ہی جو سن بلوغ مین مسلمان ہوئے اور آنحضرت صلعم کی صحبت کچھ بھی دیکھی ہو اگرچہ وہ ایک ہی ساعت آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت مین کیون نہ بیٹھے ہون۔

سترہوان درجہ اون اصحاب کا ہی جو آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین مسلمان ہوئے اور آپکو دیکھا ہو اگرچہ ایک ہی ساعت دیکھا ہو۔

اٹھارہوان درجہ اون لڑکون کا ہی جنھون نے آنحضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو

صرف دیکھا۔ اور کل متفرق مدارج و مراتب کے اصحاب وقت وفات رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک لاکھ چوبیس ہزار تھے۔

## فصل نوز دہم

### بیان تعداد اسلحے آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم

آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سلاح خانہ میں ایک تلوار مسمی ذوالفقار تھی۔ جو جنگ بدر میں منبہ بن حجاج سہمی سے آپکے ہاتھ آئی تھی اور جس کو آپ نے حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کو عنایت کردی تھی اسکے علاوہ اور تین تلواریں۔ جنگ بنی قینقاع میں بطور غنیمت آپ کے ہاتھ آئی تھیں۔ تین تیر تین کمان دو زرہ اور جوشن (یہ بھی بنی قینقاع کے اموال غنائم میں سے آپکے حصہ میں آئے تھے) اور ایک ڈھال کسی اور غزوہ میں آپکے ہاتھ آئی تھی۔

## فصل بستم

### بیان تعداد منشیان و کاتب آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم

آنحضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منشی اور کاتب حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ۔ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ۔ خالدؓ ابن سعید بن عاص رضی اللہ عنہ ابانؓ ابن سعید رضی اللہ عنہ۔ علاؓ ابن حضرمی رضی اللہ عنہ۔ زیدؓ بن ثابت رضی اللہ عنہ عبداللہؓ ابن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ اور معاویہؓ ابن ابی سفیان رضی اللہ عنہ مگر ان سب سے اول کاتب آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابیؓ ابن کعب تھے۔

یہی لوگ کاتب وحی بھی تھے اور رشام مراسلات اور نامے بھی آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے تحریر کرتے تھے +

# فصل بست ویکم

## بیان خاتم نبی - مہر محمدی

ا - مسلم شریف میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سنہ ہجری کے چھٹیں سال آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا کہ بادشاہان اطراف وجوانب کو نامہ لکھیں اور اونکو دین اسلام کی دعوت دیں تو اصحاب نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بادشاہ بغیر مہر کے خط کا اعتبار نہیں کرتے - اور اس لئے آپ نے یہ امر مناسب خیال کرکے مہر کھدوائی چاندی کی لوح پر تین سطریں تھیں - اول سطر میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) دوسری میں رسول - اور تیسرے میں اللہ (یعنی محمد رسول اللہ) اور آپ نے تمامی فرامین پر یہی مہر ثبت کرکے بادشاہان اطراف وجوانب کے پاس بذریعہ قاصد روانہ فرمایا - راوی بیان کرتا ہے - کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وہ انگوٹھی جناب امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس رہی - اونکے بعد جناب امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس - اونکے بعد جناب امیر المومنین حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کے پاس رہی - یہ تینوں اصحاب ثلثہ اور خلفای راشدین اس مہر (محمد رسول اللہ) صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف اون مراسلات کی پیشانی پر کندہ کرتے جس میں کسی بادشاہ کو اسلام کی دعوت دیجاتی تھی - اور خاص اپنی اپنی مہر سے حاکموں اور سرداروں پر احکام جاری کرتے تھے - مگر یہ مہر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں خاص اونھیں کے ہاتھ سے ایک کنوئیں میں گر پڑی - اور پھر نہ ملی - اور دوسری

مُہر بھی بہ نقش محمد رسول اللہؐ کھدوائی نہ گئی - کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا تھا کہ کوئی اپنی مہر مین "محمد رسول اللہ" نہ کھدوائے جس پر یہ شبہ ہو کہ یہ مہر آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی - چنانچہ اسکی حدیث مسلم شریف مین روایت کی گئی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - لَا یَنْقُشَنَّ اَحَدٌ عَلٰی نَقْشِ خَاتِمِیْ ھٰذَا یعنی نہ نقش کری کوئی جیسا میری اس انگوٹھی پر نقش ہی"

## فصل بست و دوم

### بیان دعوت اسلام منجانب پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام

## دفعہ اول

### بیان نامجات و مراسلات بنام شاہان اطراف

علمای تواریخ لکھتے ہین کہ درمیان چھٹین اور ساتوین سال ہجری کے آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے چند مراسلات و فرامین مثبتہ مہر نبوی قاصدون کی معرفت بادشاہان نواح کے پاس باین مضمون روانہ کئے کہ "تم لوگ مسلمان ہوجاؤ - مجھپر اور خدا پر ایمان لاؤ" ازانجملہ ایک قاصد بنام عبد اللہ ابن حذافہؓ کو کسریٰ پرویز پسر ہرمز شاہ بادشاہ ایران کے پاس روانہ کیا - مگر اوس نے کچھ بھی التفات نہ کی - بلکہ اوس نامے کو پڑھکر پھاڑ ڈالا اور حقارت سے قاصد کی طرف دیکھکر کہا کہ عرب میرا بندہ ہوکر مجھکو ایسا خط لکھتا ہی - بعد ازان بذریعہ باذان حاکم یمن کے دو شخصون کو آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی گرفتاری کے لئے بھیجا - باذان نے آپکی خدمت مین جو نامہ بذریعہ دونون قاصدون کے بھیجا تھا - اوس کا مضمون یہ تھا - کہ

کسریٰ پرویزنے آپکو طلب کیا ہی - آپکو چاہیئے کہ بمجرد دیکھنے اس حکمنامہ کے دونون قاصدان
کے ہمراہ اپنے آپ کو جلد فارس مین پہونچایئے " جب یہ قاصد دربار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
مین پہونچے تو آپ نے اونکی صورت کی طرف ملاحظہ فرمایا - دیکھا کہ ان پارسیون کی ڈاڑھی
مخنثون کی طرح منڈی ہوئی ہی اور مونچھین بڑی بڑی ہین - آپ نے فرمایا کہ تم پر افسوس ہی
کس نے تمکو ایسی شکل بنانے کا حکم دیا ہی - اونھون نے کہا کہ ہمارے خداوند نعمت کسریٰ نے -
اوس وقت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ میرے خداوند نعمت نے یہ حکم کیا ہی کہ ڈاڑھی کو
بڑھاؤ اور مونچھین کتراؤ - پھر ان قاصدون نے عرض کی کہ آپ ایران مین شاہ کسریٰ
پرویز کے پاس تشریف لیچلیئے تو بہتر ہی ورنہ وہ آپکو ہلاک کر ڈالیگا - یہ سنکر آنحضرت
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ اس کا کل تمکو جواب ملیگا - اور زبان مبارک سے
فرمایا کہ "جس طرح اوس نے میرے خط کو پھاڑ ڈالا ہی اوسی طرح خدا اوسکی سلطنت کو پھاڑ ڈالیگا"
اور آپ نے یہ بھی بد دعا دی کہ "جیسا اوس نے میری ہلاکت چاہی ہی خدا تعالیٰ اوسی کو جلد
ہلاک کریگا" یہ فرما کر آپ نے اون قاصدون کو اوٹھوا دیا اور آپ حجرہ کے اندر تشریف لیگئے
یہ لوگ ہنوز مدینہ ہی مین تھے کہ علی الصباح آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو بلا کر کہا
کہ جاؤ اپنے بادشاہ کی خبر لو - مین تمکو خبر دیتا ہون کہ خدا تعالیٰ نے کسریٰ پر اوسکے بیٹے
شیرویہ کو غالب کر دیا - اوس نے شب گزشتہ کو اپنے باپ کو قتل کر ڈالا ہی " اور آپ نے
یہ بھی ارشاد کیا کہ جہانتک ملک کسریٰ کا پھیلیگا وہان تک میرا دین پھیلتا جائیگا " چنانچہ ویسا ہی
ہوا کہ پہلے باذان حاکم یمن اپنے قاصدون کی زبانی یہ کیفیت سنکر اور یہ معجزۂ پیغمبری دیکھکر
فوراً ایمان لایا - اور اوسکے ساتھ فارس کے بہتیرے آدمی مسلمان ہوگئے - بعد ازان
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ مین تمام ملک عجم و عراق مین دین محمدی

پھیل گیا- اور دوسرا قاصد مسمی عمرو ابن امیہ کو آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
بادشاہ حبش (یعنی شاہ نجاشی) کے پاس روانہ کیا تھا- اوس نے نامہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو
چوما اور آنکھون سے لگایا- اور حضرت جعفر طیار ابن ابی طالبؓ کے سامنے (جو وہان ہجرت
اول مین تشریف لیگئے تھے) مسلمان ہوا- اور تیسرا عمان کا بادشاہ آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے مراسلے کو پڑھکر نہایت خوش ہوا اور فوراً مسلمان ہوگیا- اور چوتھا قاصد مسمی حاطب
بن ابی بلتعہ کو آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مصر کے بادشاہ مقوقس جریح بن متی کے پاس
بھیجا تھا- اوس نے قاصد مذکور کی بہت عزت کی اور لونڈیان بطور تحفہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت مین روانہ کین- اونمین سے ایک حضرت ماریہ قبطیہؓ تھین- جنکے بطن سے ابراہیم
رضی اللہ عنہ یعنی آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے پیدا ہوئے تھے اور دوسری شیرین
اور اوسی بادشاہ مصر نے ایک سفید خچر (جسکو دلدل کہتے ہین) اور ایک سفید گدہا جسکا نام
یعفور تھا بطور تحفہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نذر کیا تھا- اور پانچوان قاصد مسمی شجاع بن وہب کو
حارث ابن ابی شمر غسانی کے پاس روانہ کیا تھا- وہ حاکم آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
نامہ پڑھکر خفا ہوا- اور اوس کو چاک کر ڈالا- اور اوس نے بہت دھمکی دی- جبکہ آنحضرت
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہونچی آپ نے بد دعا دی اور فرمایا کہ ملک اوس کا تباہ ہو جائیگا
چنانچہ ویسا ہی ہوا- اور چھٹان قاصد سلیط بن عمرو کو ہوذہ بن علی نصرانی شاہ یمامہ کے پاس
روانہ کیا تھا- وہ حکومت کا طالب ہوا- اور کل مسلمانون کا سردار (امیر المومنین) بننا چاہتا تھا-
آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے لئے بھی بد دعا کی- وہ مستجاب ہوئی اور بعد چند روز کے
وہ بادشاہ بُری موت سے مر گیا- اور ساتوان قاصد حارث بن عمیر کو بادشاہ بصریٰ کے پاس
بھیجا تھا- جس کو حاکم شام عمرو ابن شرجیل نے سرزمین موتہ مین جان سے مار ڈالا تھا- اور

آٹھوان قاصد منذر بن ساوی کو آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ملک بحرین کی طرف روانہ کیا تھا - وہان کا حاکم دین اسلام قبول کرکے مسلمان ہوگیا - بعد ازان بحرین کی تمام عرب ایمان لائے اور مسلمان ہوگئے - اور نوان قاصد جسکا نام وحیہ بن خلیفۃ الکلبی تھا - آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصر روم کے پاس بھیجا تھا - اوس بادشاہ نے نامہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھا - اوسکی بہت تعظیم کی - بوسہ دیا - آنکھون پر رکھا - اور رخسارون پر ملا - اور قاصد مذکور کو بعزت تمام رخصت کیا -

## دفعہ دوم

### بیان نامہ بنام ہرقل شہنشاہ روم

۱ - مسلم شریف مین عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے - کہ آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے روم کے بادشاہ کو اس مضمون کا خط لکھا کہ "یہ خط ہی محمد رسول اللہ کا ہرقل کی طرف جو روم کا سردار ہے - وَالسَّلَامُ عَلَىٰ مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَىٰ (اور سلام ہی اوس پر جو راہ راست پر چلا) اما بعد مین تجھکو بلاتا ہون اسلام کی دعوت سے پس اسلام قبول کرتا کہ تو دنیا مین سلامت رہے - اور مسلمان ہوجا خدا تجھکو دونا ثواب دے گا یعنی ایک ثواب عیسوی دین قبول کرنے کا - اور دوسرا ثواب محمدی ہونے کا - اور اگر تونے اسلام قبول نہ کیا تو تیرے اوپر رعیت اور تابعدارون کا گناہ پڑیگا - یعنی جب تو مسلمان نہوا تو رعیت بھی تیری مسلمان نہوگی - اور اونکی گمراہی کا عذاب تجھپر ہوگا - پس ای کتاب والو آجاؤ اس بات پر جو ہمارے اور تمھارے درمیان برابر ہی - وہ بات یہ ہی کہ ہم تم خدا کے سوا کسی کی عبادت اور پرستش نہ کرین - اور کسی شے کو اوسکے ساتھ شریک نہ ٹھہراوین -

اور ہم مین سے بعض آدمی بعضون کو خدا کے سوا اپنا رب اور مالک نہ بنائین۔ اگر اہل کتاب توحید سے منہ موڑین تو اون سے کہدو کہ تم گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہین یعنی حکم الٰہی کے مطیع ہین"

۲۔ صحیح بخاری مین عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ ابوسفیان نے مجھ سے قصہ ہیام روم یون نقل کیا کہ جب ہمسے اور آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ حدیبیہ مین صلح ہوئی تو مین بعد چندے شام چلا آیا تھا۔ اوسی زمانہ مین آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دحیہ کلبی کے ہاتھ روم کے بادشاہ کو خط بھیجا۔ اوس قاصد نے روم کے گورنر (حاکم اعلیٰ) کو خط دیا۔ اوس نے روم کے بادشاہ کو حوالہ کیا۔ ہرقل شہنشاہ روم اون دنون ممالک کی سیر سے فارغ ہوکر دارالسلطنت روم مین آیا ہوا تھا۔ یہ نامہ نامی لیکر شاہ نے کہا کہ اگر اوس شخص کا (جو آپکو پیغمبر خدا جانتا ہی) کوئی ہم قوم ہو تو بلاؤ۔ اوس وقت (ابوسفیان بیان کرتے ہین) میری طلبی ہوئی۔ ہم مع چند اہل قریش کے بادشاہ کے روبرو گئے۔ ہرقل نے ہمسے پوچھا کہ تم لوگون مین سے اس پیغمبر کا رشتہ مین کون شخص زیادہ تر قریب ہے مین نے کہا کہ مین ہون۔ یہ سنکر دربار کے لوگون نے مجھکو بادشاہ کے سامنے بٹھلایا۔ اور میرے ساتھی میرے پیچھے بیٹھے ترجمان طلب ہوا۔ اوس وقت بادشاہ نے میرے ساتھیون کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ مین اس شخص کو (میری طرف اشارہ کرکے) کچھ سوال کرتا ہون۔ اگر یہ جھوٹ بولے تو تم اسے جھٹلائیو۔ ابوسفیان نے کہا کہ قسم خدا کی اگر دروغ گو مشہور ہونے کا خوف نہوتا تو مین آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات مین مبالغہ کے ساتھ ضرور کچھ جھوٹ بولتا۔ بادشاہ نے مجھسے پوچھا کہ اس پیغمبر کا حسب و نسب کیا ہی۔ مین نے کہا ہم لوگون مین وہ نہایت شریف اور بہترین خاندان قریش مین سے ہین۔ بادشاہ نے پوچھا کہ آپکے آبا و اجداد مین کوئی بادشاہ بھی تھا۔ مین نے کہا نہین۔ شاہ نے پوچھا

دعوی نبوت سے پہلے کبھی جھوٹ بولنے کی تہمت بھی اوسکو لگی ہے - مین نے کہا نہین - بلکہ کبھی
مین ایمن اور راست گو مشہور تھا - بادشاہ نے کہا کہ سردار اور امرا اوسکے تابع ہوئے ہین - یا
محتاج و غربا - مین نے کہا غریب لوگ اوسکے تابع ہوئے ہین - بادشاہ نے کہا کہ اوسکے
ساتھی ابتدای نبوت سے بڑھتے جاتے ہین یا گھٹتے ہین - مین نے کہا نہین - بلکہ روز
بروز کہین زیادہ ہوتے جاتے ہین - بادشاہ نے کہا کوئی اونہین سے ناخوش اور ناراض
ہوکر اوسکے دین سے پھر بھی جاتا ہی - مین نے کہا ہرگز نہین - بادشاہ نے کہا کہ تم سے اور
اوس سے لڑائی بھی ہوتی ہی - مین نے کہا ہان - بادشاہ نے لڑائی کا حال پوچھا کہ لڑائی
کیا ہی - مین نے کہا کبھی وہ ہمپر غالب ہوتا ہی اور کبھی ہم اوس پر غالب ہوتے ہین - بادشاہ
نے کہا کبھی قول کرکے دغا بھی کرتا ہی - مین نے کہا ہرگز نہین - لیکن اب ہمسے اور اوس سے
(جنگ حدیبیہ مین) صلح ہوئی ہی - ہمکو یہ نہین معلوم کہ اب وہ کیا کرنے والا ہی - (ابوسفیان کہتے ہین
کہ واللہ اتنی بات کے سوا اور کوئی بات مین ہرگز اپنی طرف سے جوڑ نہ سکا) - بادشاہ نے
مجھسے پوچھا کہ تم لوگون مین اس طرح نبوت کا دعوی کسی نے آگے بھی کیا ہی یا نہین - مین نے
کہا نہین - اوس وقت بادشاہ نے مترجم سے کہا کہ اِنسے کہدے کہ مین نے اوس (پیغمبر) کا
حسب و نسب پوچھا - تو اوس نے جواب دیا کہ وہ شریف اور عالیخاندان ہی - پس پیغمبر لوگ
اسی طرح سے اپنی قوم مین شریف نجیب اور عالیخاندان ہوتے آئے ہین - اور مین نے جو
پوچھا کہ اوسکے جد و آبا مین کوئی بادشاہ بھی تھا - تو اوس نے کہا نہین - اگر کوئی اوسکے بزرگوارون مین
سے اوسکے خاندان مین بادشاہ ہوا ہوتا تو مین یہی کہتا کہ یہ شخص نبوت کے پردے مین اپنے
باپ دادا کی سلطنت چاہتا ہی - پھر مین نے اوسکے تابعدارون کا حال پوچھا کہ اوسکے تابع سردار ہین
یا غربا - تو اوس نے کہا غریب لوگ ہین - پس یہی حال پیغمبرون کا کہ اول غربا اونکی اطاعت

کرتے ہین - اور اُمراپنے غرور سے بے نصیب رہتے ہین - اور یہ جو مین نے پوچھا کہ نبوت سے
قبل دروغگوئی بھی ثابت ہوئی ہی - تو اوس نے کہا کہ نہین - اس سے مین نے جانا کہ جس شخص نے
کبھی آدمیون پر جھوٹھ نہ باندھا ہو بھلا وہ خدا پر کیونکر جھوٹ باندھیگا - اور مین نے جو اوس سے
پوچھا کہ اوس (پیغمبر) کے لوگ (اصحاب) دین سے ناخوش ہوکر پھر بھی جاتے ہین تو اوس نے کہا
کہ نہین - پس یہی حال ہی ایمان کے نور کا (یعنی ایمان کی یہی خاصیت ہی) جبکہ وہ دل مین
بیٹھ گیا پھر اوس کو تغیر نہین ہوتا - پھر مین نے اوس سے پوچھا کہ اوسکے لوگ زیادہ
ہوتے جاتے ہین یا کم - تو اوس نے کہا - برابر زیادہ ہوتے ہین - پس یہی حال ایمان کا ہی
کہ اوسکو ترقی ہوتی ہی یہان تک کہ کمال کو پہونچتا ہے - پھر مین نے کہا کہ اوسکی لڑائی کا
کیا حال ہی - اوس نے کہا کہ کبھی وہ غالب ہوتا ہی اور کبھی ہم - پس یہی سنت ہی پیغمبرون کی
کہ اول ایمان والون کی آزمایش ہوتی ہی پھر انجام کو فتح نصیب ہوتی ہی - اور یہ جو مین نے
پوچھا کہ وہ دغا بھی کرتا ہی - اوس نے کہا نہین - سو یہی عادت ہوتی ہی پیغمبرون کی -
کہ وہ ہرگز دغا نہین کرتے - اور مین نے جو پوچھا کہ ایسا دعویٰ اوسکی قوم مین کسی اور شخص نے
بھی کیا تھا - اوس نے کہا نہین - اگر ایسا دعویٰ کسی نے کیا ہوتا تو مین یہی جانتا کہ یہ شخص بھی
اپنی قوم کی راہ پر چلا - اور اگلون کی طرح اوس کو بھی ہوس نے آگھیرا - پھر بادشاہ نے
کہا کہ کیا کیا تمکو بتلاتا ہی - مین نے کہا کہ ہمکو نماز - اداے زکوٰۃ - برادر پروری - اور پرہیزگاری
سکھاتا ہی - اوس وقت بادشاہ نے کہا کہ اگر یہ سب باتین سچی ہین تو بیشک وہ شخص پیغمبر ہی -
اور مین آگے سے جانتا تھا کہ اِس زمانہ مین کوئی پیغمبر ظاہر ہوا چاہتا ہی - لیکن میرا یہ گمان
نہ تھا کہ تم عرب لوگون مین ہوگا - اگر مین یہ جانتا کہ اوس تک پہونچ سکونگا تو مین اوسکی
دیدار کا عاشق ہوتا - اور اگر مین اوسکے پاس ہوتا تو اوسکے قدم دھوتا - اور البتہ اوسکی

سلطنت اور حکومت میرے قدمون کے نیچے تک (یعنی یہان تک) پہونچیگی۔ اوس وقت بادشاہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خط کو کھولا اور پڑھا جب وہ خط پڑھ چکا تو اہل دربار مین گفتگو اور بحث ہونے لگی اور بہت غل اور شور رہا۔ پھر ہم بموجب حکم بادشاہ کے دربار سے باہر لائے گئے (ابو سفیان کہتے ہین کہ) جس وقت ہمارا دربار شاہی سے اخراج ہوا تو مین نے اپنے ساتھیون سے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ رتبہ پہونچا کہ شہنشاہ روم بھی اوس سے ڈرتا ہی اور اوسکی عزت کرتا ہی۔ جبسے مجھکو یقین کامل ہوگیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب پر غالب ہونگے یہان تک کہ خدا نے مجھکو دین محمدی مین داخل کیا۔ اور مین بروز فتح مکہ مشرف باسلام ہوا۔ راوی عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ بعد ازان ہرقل شاہ روم نے تمام روم کے حاکم اور سردارون کو اپنے ایک مکان مین خاص دربار منعقد کرکے جمع کیا اور دروازون مین قفل ڈلوائے۔ پھر اون سے مخاطب ہوکر کہا کہ اے روم کے لوگو اگر قیامت تک اپنی ہدایت اور بہتری چاہتے ہو اور اپنی سلطنت کا قیام منظور ہو تو اوس پیغمبر پر جسکا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے ایمان لاؤ۔ یہ سنکر کل حکام و سرداران روم بگڑے۔ غصے مین بھڑکے۔ اور گورخرون کی طرح کنوتیان بدلتے ہوئے وہان سے بھاگے لیکن دروازے بند پائے بھاگ نہ سکے۔ جب روم کے بادشاہ ہرقل نے دیکھا کہ یہ لوگ درہم برہم ہوگئے تو اونکو بلایا اور کہا کہ مین نے صرف تمہارے دین کے استحکام کی آزمائش کی تھی۔ شاباش جو بات مجھکو پسند تھی وہی تمنے کی۔ پھر تو اون لوگون نے بادشاہ کو سجدہ کیا اور خوش ہوگئے۔

ف۱ ہرقل روم کا بادشاہ قوم کا نصرانی تھا۔ اور اپنے دین کا بہت زبردست عالم تھا۔ اوس پر آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی حقیقت ثابت ہوگئی تھی۔ مگر اپنی قوم کے خوف سے مسلمان نہ ہوسکا۔ ہجری کے چھٹین سال آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے

کل بادشاہون کو خطوط لکھکر اسلام کی دعوت دی۔ اون بادشاہون مین سے تین بادشاہ بغیر کسی جنگ کے اسلام کو حق جانکر مسلمان ہوئے۔ ایک حبش کا عیسائی بادشاہ۔ دوسرا یمن کا بادشاہ۔ تیسرا عمان کا بادشاہ۔ اور مقوقس اسکندریہ و مصر کے بادشاہ نے جس کا دین عیسوی تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خط کا یون جواب لکھا کہ "تمھارا کیا خوب دین ہے تم توحید الٰہی کی دعوت کرتے ہو اور بت پرستی چھڑاتے ہو۔ بلاشک ایک پیغمبر عیسیٰؑ کے بعد ہونے والا ہے۔ میرا گمان یہ تھا کہ شاید کہین اور ہوگا" پھر اوس شاہ مصر و اسکندریہ نے سونا۔ جواہرات۔ اطلس ریشمی کپڑے اور ایک خچر جس کا نام دُلدل تھا آنحضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کے لئے اور دو عورتین نوجوان و حسین یعنی ماریہ قبطیہ اور شیرین بطور کنیزون کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین تحفہ بھیجا۔ یہ سب کچھ لگاوٹ کی لیکن مسلمان نہ ہوا۔ اور ایران کی بادشاہ کسریٰ نے غرور و نخوت سے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خط کو پھاڑ ڈالا۔ اور کچھ بھی توجہ نہ کی۔ پس آنحضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بد دعا سے ایسا سانحہ پیش آیا کہ اوس بادشاہ کے بیٹے نے اوس کا پیٹ پھاڑ ڈالا۔ اور آپ کی دعا کا ایسا اثر ہوا کہ بزمان خلافت حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ او حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ تمامی ممالک عرب و عجم جہان جہان آپ نے نامے بھیجے تھے مسلمانون کے ہاتھ سے فتح ہوئے۔ پھر کسی بادشاہ کا زور نہ رہا۔ تمام اسلام جاری ہوگیا۔ اور باقیات کا حال اوپر ذکر ہوچکا ہے۔

ف ۳۔ مخفی نہ رہے کہ آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنے ممالک کے بادشاہون کو بطور دعوت اسلام نامے لکھے تھے وہ سب کے سب ممالک حضرات خلفائے ثلثہ کے زمانہ مین فتح ہوئے۔ اور ہنوز مسلمانون کے قبضہ مین ہین۔ اور اسی طرح برابر انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک رہینگے۔ یہ معجزات آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تا یوم النشور جلوہ گر رہینگی۔ خلفائے راشدین

رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی کرامتیں بھی ہرگز ضائع نہ ہونگی۔

# فصل بست و دوم

## بیان معجزات و پیشین گوئی ہا آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم

مومنین باتمکین ! پر منکشف ہے کہ معجزات آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بے حد و بے شمار ہیں۔ اور رفادمان فن حدیث پر تو یہ بات بھی بخوبی روشن ہی کہ جناب سرورِ کائنات مفخر موجودات حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جملہ وقائع آیندہ کی خبر دی تھی۔ اور اکثر کی تطبیق بھی بعد وقوع کے ہوتی گئی۔ یہاں پر صرف چند پیشینگوئیاں تیمنًا و تبرکًا درج کیجاتی ہیں +

## دفعہ اوّل

### بیان معجزات اخبار فتوحات و اشاعت اسلام

مسلم شریف میں ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ خندق کے درمیان ایک روز نہایت سخت لڑائی ہوئی حتیٰ کہ عصر کی نماز قضا ہوگئی۔ آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا صدمہ اور رنج ہوا۔ اوس وقت اللہ تعالیٰ نے آپکو وہاں تک جہاں تک اسلام کے قدم کا پہونچنا مقدر تھا دکھلا دیا۔ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث فرمائی کہ بیشک خدا نے میرے واسطے زمین کو لپیٹ دیا (یعنی سب زمین کو سمیٹ کر میرے سامنے کر دیا) پس میں نے زمین کا پورب پچھم (جہاں آفتاب نکلتا ہی اور ڈوبتا ہی) دیکھ لیا۔ اب جہاں تک میں نے مشرق سے مغرب تک دیکھا ہی وہاں تک میری اُمت کی بادشاہت پہونچیگی۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عظیم الشان معجزہ ہی کہ جس طرح آیندہ کے لئے فتوحات اسلام کی

خبر دی گئی اوسی طرح بلا تفاوت واقع ہوئی یعنی عہد خلفای راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین مین اتنا عرض و طول آپ کی امت کی بادشاہی کا ہوا کہ پردۂ زمین پر کسی بادشاہ کی اتنی بڑی سلطنت نہ تھی۔ اور در بارۂ اشاعت اسلام کے ہنوز پیشینگوئیان ظاہر ہو رہی ہین کہ ملک حبش انگلنڈ امریکہ اور افریقہ مین اشاعت اسلام بکثرت جاری ہے۔

## معجزہ فتح مصر

۲۔ مسلم شریف مین ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "البتہ تم آگے فتح کروگے اوس زمین کو جس مین قیراط کا چرچا ہے"۔ اور ایک روایت مین یون ہے کہ "فتح کروگے ملک مصر کو۔ اور وہ زمین ہے جسمین قیراط کا نام مشہور ہے۔ پس میری وصیت مانوگے لوگون کے ساتھ نیکی کرنے کی۔ البتہ اونکے لئے امان ہے اور اون سے برادری ہے"۔ پس جیسا کہ آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیندہ فتح مصر کی خبر دی تھی ویسا ہی ہوا کہ جناب امیر المومنین حضرت عثمان ذو النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ مین تمام ملک مصر مسلمانون کے ہاتھ سے فتح ہوا۔ واضح رہے کہ قیراط (رتی) نصف دانگ سونے کی ہوتی ہے۔ وزن مین پانچ جو کے برابر۔ ملک مصر مین سکہ کے طور پر اوس کا بہت چلن تھا اس لئے آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ سر زمین جسمین سکہ قیراط کا بہت رواج ہے اوسکو اے مومنین تم عنقریب فتح کروگے۔ وہان کے لوگ امان مین ہین۔ کیونکہ وہ رشتہ دار ہین۔ یہ آپ نے اس لئے فرمایا کہ مصر کے بادشاہ نے حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ بھیجا تھا۔ اونکے بطن سے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تھے اس واسطے مصر والون کو امان اور پناہ ہوئی۔ اور حضرت ہاجرہ (حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی ماں) ہیں

مصر کی تھین - اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام تمامی عرب کے جد ہین - پس مصر والون سے عرب کا ناتھالی رشتہ ہوا - اس واسطے اونکے ساتھ نیکی اور احسان کرنے کو آپ نے فرمایا -

## معجزہ خبر فتح روم و ایران

۳ بخاری شریف اور مسلم شریف مین حضرت ابو ہریرہ اور جابر رضی اللہ عنہم سے روایت ہی کہ ایک مرتبہ آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ایران کا بادشاہ ہلاک ہوگا تو اوسکے بعد کوئی وہان کا بادشاہ نہ ہوگا - اور جب روم کا بادشاہ ہلاک ہوگا تو کوئی اوسکے بعد وہان کا بادشاہ نہ ہوگا - اور قسم ہے اوس ذات پاک کی جسکے قابو مین محمدؐ کی جان ہے مقرر اون دونون ملکون کے خزانے خدا کی راہ مین بانٹے جائین گے" یعنی روم اور ایران کے بادشاہون کے خاندان مین سلطنت نہ رہیگی - اسلام کا عمل وہان ہوگا - پس یہ حدیث عجیب اعجاز تھی کہ جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ویسا ہی ہوا - چنانچہ ایران حضرت امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمان خلافت مین فتح ہوا پینتیس ہزار ۳۵۰۰۰ لشکر اسلام تھا - ہر سپاہی کو بارہ ہزار درم ملے تھے - تو اس حساب سے ایران کا خزانہ بیالیس کروڑ کا ہوا - اور اسی طرح روم بھی مسلمانون کے ہاتھ سے فتح ہوا - اور وہان کا خزانہ بھی لشکر اسلام پر تقسیم ہوا ❊

## معجزہ فتح ایران اور روم و وقوع حوادث آئندہ

۴ مسلم شریف مین عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم پر فتح ہوگا ایران اور روم کا ملک تو کون قوم ہوگی

یعنی شکر گذار ہوگی یا ناشکر۔ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم شکر گزار ہونگے۔ کہینگے ہم جیسا ہمکو خدا نے حکم کیا۔ اوس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکے سوا کچھ ہوگے۔ یعنی شکر گزاری نہ کروگے بلکہ ہوس کروگے۔ آپس مین حسد کروگے۔ اور ایک دوسرے کی جڑ کاٹوگے برادری کا حق نہ مانوگے۔ پھر آپسمین بغض اور عداوت رکھوگے۔ واضح رہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث مین روم اور ایران کے فتح ہونے کی خبر دی۔ اور زیادتی مال و دولت کی خرابیان اور مفسدون کے حال بیان کئے۔ پس جناب امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق اکبر اور امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہم کی خلافت مین عمدہ بندوبست کے باعث کچھ بھی فساد نہوا۔ حضرت امیر المومنین عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کے آخر زمان خلافت مین مسلمانون مین فساد شروع ہوا۔ اور حضرت علی مرتضی علیہ السلام کے عہد خلافت مین زیادہ بڑھا۔ پھر تو یزید پلید اور مروان اور اوسکی اولاد (بنی امیہ) کی حکومت اور سلطنت مین اصحاب مہاجرین پر جو تعدیان کی گئین اور جیسے فساد اور جیسی خرابیان ہوئین اونکو سارا عالم جانتا ہے۔ پس جیسا آپ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔

## معجزۂ بوقوع فتح ایران و دفع قطاع الطریق عرب

۵ بخاری شریف اور مصابیح مین عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مین دربار نبوی مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا کہ ایک شخص نے افلاس اور محتاجی کا گلہ کیا۔ اور دوسرے نے رہزنی کی شکایت کی۔ اوس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث فرمائی کہ "اے عدی تو نے حیرہ دیکھا ہے" مین نے کہا نہین۔ مگر اوسکی مجھکو خبر ہے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اگر تیری زندگی زیادہ ہوئی تو مقرر دیکھیگا کہ تنہا عورت

شتر سوار کو کر حج کے ارادے پر حیرہ سے چلے گی یہان تک کہ کعبے کا طواف کریگی - وہ نہ ڈریگی
کسی سے سوائے خدا کے - اور اگر تیری زندگی زیادہ ہوئی تو دیکھیگا کہ کھولے جائین گے
خزانے بادشاہ ایران کے" مین نے کہا ایران کی بادشاہ سے ہرمز کا بیٹا مراد ہے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہان" - اور پھر فرمایا کہ اگر تیری زندگی زیادہ ہوئی تو مقرر دیکھیگا کہ
مرد اپنی مٹھی بھر کر سونا یا چاندی لیکر نکلے گا تلاش کرتا ہوا کہ کوئی محتاج اوسکو لیوے - اور نہ پاویگا
کسی کو جو اوسکو قبول کرے" واضح رہی کہ حیرہ ایک شہر تھا کوفہ کے پاس - اوس کا نام حیرۃ النعمان
مشہور ہی مکہ سے کئی مہینے کی راہ ہے - عدی رضی اللہ عنہ راوی حدیث کہتے ہین کہ مین نے
اپنی آنکھون دیکھا کہ ایک شتر سوار عورت حیرہ سے بارادہ حج کعبہ کی طرف جاتی تھی اور جب حضرت
امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت مین ممالک ایران فتح ہوئے تو مین بھی
موجود تھا - اب جو تم مین جیتا رہیگا وہ تیسری بات بھی دیکھیگا یعنی کوئی محتاج نہ رہیگا جو صدقہ
قبول کرے - بعضے کہتے ہین کہ عمر بن عبدالعزیز کی خلافت مین یہ بات بھی ہوچکی - اور بعضے کہتے ہین
کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے وقت مین واقع ہوگی پس یہ حدیث ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کی رسالت پر عجب دلیل اور معجزہ ہے کہ جیسا آپ نے آیندہ کی خبر دی اوسی طرح واقع ہوا

## معجزہ فتوح ممالک غیرہ وتوعش

۷ - مسلم شریف مین عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ ایک بار آنحضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "عنقریب تم پر فتح ہونگے ملک - اور خدا تمھاری کفایت
کریگا - سو نہ تھکا دے تمکو مال کے حصون کی غفلت" یعنی روم - ایران اور توران فتح ہوگا - اور
مجاہدین کے حصے مین بہت مال آئیگا - کہین ایسا نہو کہ تم مال کی کثرت کے باعث جہاد کرنے سے

غافل ہو جاؤ۔ اس حدیث مین اون فتوحات کی خبر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہوئین اور جہاد کی ترغیب کا بھی اسمین اشارہ ہے +

## معجزہ خبر فتح عرب و فارس و روم و دیگر ملکہا

۷۔ مسلم شریف مین نافع بن عقبہؓ سے روایت ہو کہ آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "تم لڑوگے عرب کے ٹاپوون سے۔ خدا اوسکو فتح کریگا۔ پھر تم لڑوگے ایران والون سے خدا اوسکو فتح کرے گا۔ پھر تم لڑوگے روم سے خدا اوسکو فتح کریگا۔ پھر تم لڑوگے دجّال سے خدا اوس پر فتح دیگا" اور جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ویسا ہی ہوا۔ اول عرب فتح ہوا۔ اوسکے بعد ایران۔ بعد ازان روم۔ اور اب دجّال پر حضرت امام مہدی آخر الزمان علیہ السلام کے وقت مین فتح ہوگی۔ کیا ہی عمدہ معجزہ ہو کہ خبر آیندہ مطابق پڑی +

## معجزہ فتح جزائر بزمان حضرت عثمانؓ بردست امیر معاویہؓ

۸۔ بخاری شریف اور مسلم شریف مین اُمِ حرام (دختر ملحان) سے روایت ہے کہ ایک روز آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر مین سوئے اور ہنستے ہوئے جاگے مین نے پوچھا یا حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) آپکی اس خوشی کا کیا سبب ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "مین نے خواب مین دیکھا کہ میری امت کے لوگ جہاز پر سوار ہو کر جہاد کرتے ہین جیسے بادشاہ اپنے تختون پر باتجمل ہوتے ہین۔ پس اول لشکر میری اُمت سے جو سمندر مین جہاز پر چڑھکر کافرون سے لڑیگا اون پر بہشت واجب ہوا" مین نے کہا یا رسول اللہ دعا کیجئے کہ

مین اون غازیون کے ساتھ شریک ہوون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اونمین داخل ہی
پھر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سو رہے اور پھر ہنستے ہوئے بیدار ہوئے۔ مین نے پوچھا
یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس خوشی کا کیا باعث ہے۔ اوس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
یہ حدیث فرمائی کہ "پہلا لشکر میری امت کا جو روم والے بادشاہ کے شہر قسطنطنیہ سے لڑیگا۔
اونکے گناہ معاف ہوگئے"۔ مین نے کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مین بھی اون غازیون مین
ہونگی۔ آپ نے فرمایا "تو اونمین نہین۔ تو اول قسم کے غازیون مین ہی"۔ چنانچہ ام حرام اپنے خاوند
عبادہ بن صامت کے ساتھ امیر معاویہ کی ماتحتی مین شام کے ملک سے سمندر مین جہاز پر سوار ہوکر
روم کے جہاد مین شریک ہوئین۔ اور جہاز سے اوترکے گھوڑی پر سے گرکر شہید ہوئین۔
یہ حدیث عجیب معجزہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آیندہ کی جیسی خبر دی ٹھیک ویسی ہی ہوئی

## معجزہ خبر فتح بیت المقدس وغیرہ

۹۔ بخاری شریف مین عوف بن مالک سے روایت ہی کہ وہ غزوہ تبوک مین
آنحضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین اوس وقت حاضر ہوئے جبکہ آپ ایک چمڑے کے خیمہ مین
تشریف رکھتے تھے۔ آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "گن رکھو چھ چیزون کو قیامت
سے پہلے اول تو میری موت۔ پھر بیت المقدس کا فتح ہونا۔ پھر تم مین وبا سے موت کا ہونا۔
جیسے بھیڑ اور بکریون مین ہوتی ہی۔ پھر مال کی زیادتی کا ہونا۔ یہان تک کہ ایک مرد کو سو اشرفیان
دیجائینگی تو بھی وہ اوس کو کم سمجھکر ناخوش رہیگا۔ بعد ازان فساد ہوگا کہ عرب کا کوئی گھر باقی
نہ رہیگا جسمین وہ داخل نہو۔ اوسکے بعد تمھاری اور روم والون کے درمیان صلح کا ہونا۔
وہ تم سے دغا کرینگے۔ پھر لڑنے کو آوینگے۔ اسی علمون کے نیچے۔ ہر علم کے نیچے بارہ ہزار آدمی ہوگا۔

یعنی نولاکھ ساٹھ ہزار لشکر ہوگا" معزز محدثین اور محقق مورخین پر روشن و ہویدا ہے کہ امیرالمومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت مین بیت المقدس فتح ہوا - اور شام مین اوسی زمانہ مین جبکہ ابوعبیدہ بن جراحؓ امیر لشکر شام تھے وبا پھوٹ پڑی حتےٰ کہ ستر ہزار آدمی تین دن مین مر گئے - اور حضرت ابوعبیدہؓ نے بھی اوسی وبا مین وفات پائی - اور امیرالمومنین حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کی خلافت مین مال کی کثرت ہوئی - اور زیادہ تر امام مہدی علیہ السلام کے وقت مین ہوگی - اور حضرت عثمانؓ کی شہادت کے وقت سے عرب مین فساد شروع ہوا - اور رومیون سے (یعنی نصاریٰ سے) صلح اور جنگ قیامت کے قریب ہوگی - اور حضرت امام مہدیؓ فتح پاکر نصاریٰ کا استیصال کرینگے - پس یہ حدیث معجزہ ہے کہ جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا - ویسا ہی ظہور پذیر ہوا +

## معجزۂ خبر صلح درمیان حضرت امام حسن علیہ السلام و امیر معاویہؓ

۱۰ - صحیح بخاری مین ابوبکرہؓ سے روایت ہے کہ ایک دن آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی مین ممبر پر وعظ فرما رہے تھے اور حضرت امام حسن علیہ السلام آپ کی گود مین تھے - اوس وقت آپ نے حضرت امام حسن علیہ السلام کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سید ہے - اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اسکے سبب سے مسلمانون کے دو بڑے گروہ مین صلح کرائیگا - پس مطابق اس حدیث کے واقع ہوا کہ بعد شہادت حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے جب حضرت امام حسن علیہ السلام کے ہاتھ پر لوگون نے بیعت کی اور آپ خلیفہ ہوئے تو چالیس ہزار آدمی کے ایک جرار لشکر کے ساتھ حضرت امام حسن علیہ السلام نے

امیر معاویہؓ پر چڑھائی کی اور ادھر سے امیر معاویہؓ نے بھی بیشمار شامی لشکر ہمراہ لیکر کوچ کیا۔ اثنار راہ مین فوجون سے مقابلہ ہوا۔ مگر حضرت امام حسن علیہ السلام نے بمقتضائے سیادت ذاتی وحلم فطرتی اس خیال پر کہ درصورت جنگ طرفین کے ہزار ہا مسلمان مارے جائینگے صلح کرلی اور باعث امن وامان اہل اسلام ہوئے۔ اور یہ مصالحہ ۱۵ جمادی الاول سنہ ۴۱ ہجری مین ہوا۔ اس سال کا نام عربون نے عام الجماعۃ رکھا کس لئے کہ سب امت نبوی ایک خلیفہ پر جمع ہوگئی

## معجزہ خبر ولادت وشہادت امام حسین علیہ السلام

۱۱۔ بیہقی رضی اللہ عنہ اُم الفضل رضی اللہ عنہا سے (جو زوجہ حضرت عباسؓ عم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ہمشیرہ حضرت میمونہؓ زوجہ مطہرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہین) روایت کی ہے کہ اونھون نے کہا کہ مین نے آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین حاضر ہوکر عرض کی کہ یارسول اللہ مین نے شب گذشتہ کو بہت برا خواب دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بیان کرو۔ مین نے کہا یہ دیکھا کہ جیسے ایک ٹکڑا آپ کے جسد مبارک کا کٹ کر میری گود مین آگیا۔ آپ نے فرمایا کہ تمنے تو اچھا خواب دیکھا۔ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے بیٹا پیدا ہوگا۔ اور وہ تمہاری گود مین رہیگا۔ پس حضرت امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے اور میری گود مین رہے جیسا کہ آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ پھر مین ایک دن امام حسین علیہ السلام کو گود مین لئے ہوئے آپ کی خدمت مین حاضر ہوئی۔ اور امام حسین علیہ السلام کو آپ کی گود مین دیا۔ اور مین اور طرف دیکھنے لگی۔ یکبارگی جناب سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپکی آنکھون سے آنسو جاری ہین۔ مین نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

میرے مان باپ آپ پر قربان آپ کے رونے کا کیا باعث ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جبرئیل نے آکر مجھے خبر دی کہ میری امت میرے اس بیٹے کو قتل کریگی" مین نے کہا اس بچے کو (یعنی حسین علیہ السلام کو) کہا "ہان"۔ پھر فرمایا کہ "اونھون نے مجھے ایک سرخ مٹی لادی" پس مطابق اس حدیث کے واقع ہوا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کو کربلا مین اشقیای امت اہل عراق نے شہید کیا۔ اور اس حدیث کی خبر حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور بہتیرے اصحاب کبار اور اہلبیت اطہار رضی اللہ عنہم کو معلوم تھی۔ چنانچہ ابو ضیحمؒ نے یحییٰ حضرمیؓ سے روایت کی ہو کہ مین سفر صفین مین جناب امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔ جب حضرت مرتضیٰ علیہ السلام قصبہ نینوی کے مقابل پہونچے تو حضرت امام حسین علیہ السلام کو پکار کے آپ نے فرمایا کہ "صبر کرنا ای ابا عبداللہ کنارہ فرات پر" مین نے پوچھا اسکے کیا معنی ہین۔ آپ نے فرمایا کہ آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل نے مجھے خبر دی کہ حسین علیہ السلام کنارہ فرات پر قتل ہونگے۔ اور مجھے ایک مٹھی وہان کی مٹی دکھادی ہی۔ اور بھی ابونعیمؒ نے اصبغ بن نباتہؓ سے روایت کی ہو کہ جناب امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے موضع قبر امام حسین علیہ السلام پر پہونچکر فرمایا کہ "یہان اونکے اونٹ بیٹھے ہونگے۔ اور یہان اونکے اسباب کی جگہہ ہوگی۔ اور یہان اونکے خون بہنے کا مکان ہوگا۔ ایک جماعت آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوگی کہ اس میدان مین شہید کی جائیگی اور اون پر آسمان و زمین روئیگا"

## معجزۂ انطباق خبر آئندہ

۳۔ صحیح مسلم مین اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "بیشک ثقیف کی قوم مین ایک شخص ظالم خونریز ہوگا۔ اور ایک

بہت جھوٹا تھا۔ محدثین محققین کہتے ہین کہ ثقیف ایک قوم کا نام ہی جو مکہ کے پاس طائف مین رہتی تھی۔ اوس قوم سے حجاج بن یوسف خونریز پیدا ہوا جس کا ظلم تمام عالم مین مشہور ہے چنانچہ اوس نے سوا لاکھ آدمی ناحق مارے۔ اور جھوٹا مختار ثقفی تھا جس نے بعد شہادت امام حسین علیہ السلام کے کوفہ مین محمد بن حنفیہ کی طرف سے اول جھوٹا دعوی امام کے خون کا کیا اور اس بہانے سے سردار بنا۔ بعد ازان اوس نے پیغمبری کا دعوی کیا۔ آخر کو خدا نے اوس کو فضیحت و برباد کیا پس یہ حدیث آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزۂ عظیم ہے۔ کہ جیسا فرمایا تھا ویسا ہی اوس قوم سے دو آدمی پیدا ہوئے۔

## دفعہ دُوم

### بیان معجزات اخبار متعلقہ آب و آتش خاک و باد

۱۔ بخاری شریف و مسلم شریف مین انس رض سے روایت ہی کہ بعہد رسالت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایکبار قحط پڑا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن ممبر پر خطبہ فرما رہے تھے کہ ایک اعرابی مسجد کے اندر آیا اور کھڑے ہو کر اوس نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مویشی ہلاک ہوگئے اور اہل و عیال بھوکون مرتے ہین آپ دعا کیجیے کہ خدا پانی برسائے۔ فوراً آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دونون ہاتھ اوٹھا کر تین بار یہ دعا کی "الٰہی ہماری فریاد سن ہم پر مینہ برسا۔ الٰہی ہم پر مینہ کو برسا۔ الٰہی ہمکو پانی دے" اوس وقت آسمان پر کہین ابر کا نام و نشان نہ تھا۔ ہنوز آپ دعا سے فارغ نہ ہوئے تھے کہ یکایک پہاڑ کے نیچے سے بادل اوٹھا اور سارے آسمان پر پھیل گیا۔ اور سات شبانہ روز اس قدر لگاتار پانی برسا کہ آفتاب نظر نہ آیا۔ آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے جمعہ کو ممبر پر

خطبہ فرما رہے تھے کہ وہی اعرابی پھر آیا اور عرض کی یا رسول اللہ اب جانور پانی کی کثرت سے
ہلاک ہوئے۔ راہیں بند ہو گئیں۔ مکانات گر پڑے اور جائدادیں ڈوب گئیں۔ آپ دعا
کیجئے کہ مینہ تھم جاے۔ آپ نے دونوں ہاتھ اوٹھا کر فرمایا کہ "الٰہی ہمارے آس پاس پانی برسے
اب ہم پر نہ برسے۔ الٰہی ٹیلوں پر اور پہاڑوں پر اور نالوں اور جنگلوں میں مینہ برسے"۔ یہ دعا
مانگتے ہی بالکل پانی برسنا موقوف ہو گیا۔ اور جدھر ابر کی طرف آپ نے اشارہ کیا وہیں کھل گیا
اور مدینہ کے گرد برستا رہا۔ پس اس حدیث میں دو معجزے آنحضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے
مذکور ہوئے۔ ایک عالم آب میں کہ آپ کی دعا سے پانی برسا۔ دوسرے عالم ہوا میں کہ آپ کے
اشارہ سے ابر ہٹتا گیا۔ اوس کو ہوا اوڑا کر لیگئی۔

۲۔ بیہقیؒ اور حاکمؒ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ
ایک سفر جہاد میں لوگوں کو پیاس کی تکلیف پہونچی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی یا رسول اللہ آپ جناب باری میں پانی کے لئے دعا فرمائیں
آپ نے دعا کی۔ معاً دعا کے اوسی وقت ایک ابر اوٹھا اور اتنا برسا کہ لوگوں کی حاجت پوری ہو گئی۔

۳۔ مفسرین لکھتے ہیں کہ آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے
غزوۂ بدر اور غزوۂ احزاب میں بھی پانی برسا۔ چنانچہ خود اللہ تعالیٰ سورۂ انفال میں
فرماتا ہے۔ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُم مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً لِّيُطَهِّرَكُم بِهِ اور یہ آیہ انھیں معجزات کی طرف اشارہ ہے

۴۔ صحیحین میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حدیبیہ میں لوگ بہت پیاسے ہوئے۔
اور آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک لوٹا تھا اوس سے آپ نے وضو کیا۔
اور تھوڑا سا پانی اوس ظرف میں بچ گیا تھا۔ تمام مجاہدین نے آپ کے پاس حاضر ہو کر عرض کی
یا رسول اللہ ہمارے لشکر میں نہ پینے کے لئے پانی ہے اور نہ وضو کے لئے۔ مگر اس قدر۔ کہ

آپ کے اِس لوٹے مین ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک کو لوٹے مین رکھا اور پانی آپ کی انگلیون سے چشمون کے مانند جوش مارنے لگا۔ ہم کل اصحاب نے پانی پیا اور وضو کیا۔ حضرت جابرؓ سے پوچھا گیا کہ تم کتنے آدمی تھے۔ اونھون نے کہا کہ اگر لاکھ آدمی ہوتے تو اوتنا پانی کفایت کر جاتا۔ اور ہم تو صرف پندرہ سو آدمی تھے۔

**ف** واضح رہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام سے جو یہ معجزہ صادر ہوا تھا کہ اونکے عصا مارنے سے پتھر سے چشمے جاری ہوئے تھے۔ اوسکی بنسبت یہ معجزہ آنحضرت سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا کہین اعلیٰ ہے۔ اس واسطے کہ پتھر ایسی چیز ہے کہ اوس مین سے پانی نکلتا ہے۔ نہرین جاری ہوتی ہین۔ اور پھٹ جانے سے بکثرت پانی نکلتا ہے۔ بخلاف گوشت پوست کے۔ پس آپ کی مبارک اونگلیون سے پانی کا نکلنا بہت ہی عجیب ہے۔

۵۔ بخاری شریف اور مسلم شریف مین عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر مین تھے اور بہتیرے اصحاب مجاہدین آپ کی ہمرکاب تھے ایک دن گرمی کی شدت کے باعث پیاس لوگون پر غالب ہوئی۔ اور پانی کہین نہ تھا۔ اصحاب رضی اللہ عنہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تشنگی کی شکایت کی۔ آپ یہ سنتے ہی سواری سے اوتر پڑے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ایک دوسرے صحابی کو بلا کر فرمایا کہ جاؤ پانی تلاش کر لاؤ۔ وہ لوگ تھوڑے ہی دور گئے تھے کہ اونکو ایک عورت ملی۔ جو اونٹ پر سوار پانی کی دو پکھالین لادے چلی آتی تھی۔ اوس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین لے آئے۔ آپ نے پکھال سے پانی لیکر لوگون کو پلانا شروع کیا۔ یہان تک کہ لوگون نے خوب سیراب ہو کے پانی پیا اور جتنی مشکین اور ظروف ساتھ تھے سب کے سب بھر لئے گئے۔ اور اوس عورت کی دونون پکھالین اوسی طرح پانی سے لبریز تھین۔ اوس وقت آنحضرت

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس عورت کو کچھ دو۔ تو کسی نے کھجور کسی نے آٹا کسی نے ستو دیا۔ اور آپ نے اوس عورت سے یہ حدیث فرمائی کہ "جا اور اس کھانے کو اپنی گھر والونکو کھلا۔ اور دیکھ لے کہ ہمنے تیرا پانی کچھ بھی کم نہین کیا لیکن خدا ہی ہمکو پانی پلاتا ہے"

۶۔ صحیحین مین حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایکبار کسی غزوہ سے واپس چلے آرہے تھے کہ ایک ایسی منزل پر مقام ہوا۔ جہان چشمہ مین پانی بہت ہی کم تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر کوئی شخص جو ہم سے آگے بڑھجاے اور مینڈھ باندھکر حوض بناے تاکہ پانی اوسمین کچھ جمع ہوجاے"۔ چنانچہ ایک صحابی نے ویسا ہی کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سواری سے اوترکر اوس سے وضو کیا اور اوسمین کلیان پھینکدین۔ جسکی برکت سے اس قدر پانی اوس سے اوبل اوبل کر نکلا کہ ساری لشکریون نے پیا اور اپنے اپنے جانورون کو پلایا۔ اور اپنے کل کام اوس سے نکالے۔

۷۔ مسلم شریف مین معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ ہم سب اصحاب آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ تبوک کو چلے۔ اثناے راہ مین ایک رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث فرمائی کہ "اگر خدا نے چاہا تم کل تبوک کے چشمے پر پہونچو گے۔ اور تم اوس چشمے پر نہین پہونچو گے جب تک کہ دن چڑھیگا۔ سو تم لوگون مین جو اوس پر جاے وہ اوسکے پانی کو کچھ بھی ہاتھ نہ لگاوے جب تک مین نہ آؤن"۔ پس جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اوسی وقت ہم سب اوس چشمہ پر پہونچے۔ دو آدمیون نے لشکر سے نکلکر اوس پانی مین ہاتھ لگایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ "کیا کسی نے اس پانی کو ہاتھ لگایا ہے"۔ معلوم ہوا کہ دو آدمی لشکریون مین سے تھے جنھون نے اس قلیل پانی کو صرف کرڈالا آپ اون سے ناخوش ہوئے کیونکہ پانی اوس چشمہ مین نہایت ہی کم تھا۔ حسب فرمان

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم لوگون نے ہاتھون سے تھوڑا سا پانی جمع کیا۔ اتنا بمشکل جمع ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ منہ دھوکر اوس پانی کو چشمے مین ڈال دیا۔ پھر تو چشمے نے ایسا جوش مارا کہ کل لشکر اور جانور سیراب ہو گئے۔ آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ایسا معجزہ ہو کہ اوس لشکر مین تیس ہزار (اور بعض روایت مین ستر ہزار) آدمی تھے جنھون نے اوس چشمہ سے پانی پیا وضو کیا اور بلفراغت تمام اوس کو اپنے مصرف مین لائے۔ اور اپنے اپنے جانورون کو بھی پلایا۔

## معجزہ اخبار آیندہ ظہور آتش

۸۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث فرمائی اور پیشینگوئی کی کہ "قیامت نہ قائم ہوگی یہان تک کہ نکلے گی آگ حجاز کی زمین سے۔ روشن کر دیگی بصریٰ کے اونٹون کی گردنون کو یعنی ایسی اوسکی روشنی تیز ہوگی کہ عرب سے شام تک پہونچیگی"۔ واضح رہے کہ حجاز عرب مین اوس زمین کا نام ہے جس مین مکہ اور مدینہ واقع ہے۔ اور بصریٰ شام مین ایک شہر کا نام ہے۔ تاریخ مدینہ مین لکھا ہو کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشینگوئی کے مطابق ملک حجاز مین مدینہ طیبہ کے متصل وہ آگ ظاہر ہوئی۔ اول چند روز تک برابر مدینہ مین زلزلہ رہا۔ لوگ سمجھے کہ قیامت آئی۔ پھر ایک طرف زمین شق ہو گئی۔ اور اوس مین سے سربلند آگ نکلی۔ چالیس دن تک قائم رہی۔ لوہے اور پتھر اوس آگ سے جلتے تھے مگر گھانس نہ جلتی تھی۔ سیکڑون کوس تک اوسکی روشنی پھیل گئی تھی۔ اور یہ ماجرا سلطنت عباسیہ کے دور مین ۶۵۴ھ ہجری مین گذرا۔ پس جیسا آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔

ف ۱ صحیحین مین جابرؓ سے روایت ہی کہ جب آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونھون نے غزوۂ احزاب مین دعوت کی تھی تو آپ نے اون سے فرمایا تھا کہ ہانڈی کو آگ سے نہ اوتارنا جب تک ہم نہ آئین۔ جابرؓ کہتے ہین کہ ہزار آدمیون نے اوس چھوٹی سی ہانڈی سے کھایا۔ اور ہماری ہانڈی ویسی ہی جوش مین رہی۔ اور آگ شوربے اور گوشت کو جلا نہ سکی اور نہ کم کر سکی۔

ف ۲ نسیم الریاض مین لکھا ہی کہ عدیم بن ابی طاہر علویؓ کے پاس چند بال موے مبارک آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے۔ اونھون نے ایک اونمین سے لیکر امیر حلب کے پاس جو علویون سے محبت رکھتا تھا۔ اور مرد سخی بھی تھا بطور ہدیہ پیش کیا اوس شاہ حلب نے اونکی بہت تعظیم اور خدمتگذاری کی۔ ایک مدت کے بعد پھر وہ علوی اوس امیر کے پاس گئے۔ مگر وہ انکو دیکھکر بہت ترش ابرو ہوگیا اور اونکی طرف اوس نے کچھ بھی التفات نہ کی۔ علوی نے سبب پوچھا۔ تو اوس نے کہا مین نے سنا ہی کہ بال جو تم لائے تھے اوسکی کچھ اصل نہین ہی۔ اونھون نے کہا کہ اوس موی مبارک کو منگوائیے۔ جب وہ بال آیا اونھون نے آگ منگوائی اور دہکتی ہوئی آگ مین اوس کو ڈال دیا۔ مگر وہ بال ہرگز نہ جلا۔ بلکہ اور چمکیلا ہوگیا۔ تب اوس امیر نے اوس علوی کے قدم چومے اور اونکی بہت تعظیم کی اور بہت کچھ تحفے اونکے نذر کئے۔ مولانا روم نے بھی صراحت کے ساتھ اسکا تذکرہ کیا ہی۔

## معجزہ متعلقہ خاک

۹۔ ابو الفدا نے بحوالہ صحیحین حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے

روایت کی ہے کہ راہ ہجرت مین سراقہ بن مالک نے ہمارا پیچھا کیا۔ مین نے اوسکو دیکھکر کہا یا رسول اللہ ہمپر ایک شخص آتا ہی۔ آپ نے فرمایا۔ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا یعنی غم مت کرو ہمارے ساتھ اللہ ہی۔ اور آپ نے سراقہ کے لیئے بد دعا کی۔ معًا دعا کے گھوڑا اوس کا پیٹ تک سخت زمین گھس گیا۔ اوس وقت اوس نے کہا مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم دونون صاحبون نے میرے لئے بد دعا کی۔ اب دعا کرو کہ مین نجات پاؤن اور مین قسم کرتا ہون کہ تمھارے ڈھونڈھنے والون کو پھیر دون گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکی نجات کے لئے دعا کی۔ فورًا زمین نے اوسے اوگل دیا اور وہ نجات پاکر واپس چلا۔ راہ مین جو کوئی اوسے ملتا اوس کو یہ کہتا کہ دور تک کہین کسی کا پتہ نہین ملتا ہے۔

واضح رہے کہ یہ معجزہ آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا مثل معجزہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہے کہ قارون آپکی بد دعا سے زمین کے اندر دھنس گیا۔ اوس نے ہزار منت و سماجت کی مگر حضرت موسیٰؑ نے اوسکی تضرع و زاری پر ذرا التفات نہ کیا۔ اور ہمارے پیغمبر نبی الرحمہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین کہ سراقہ کے گڑگڑانے پر آپ کو رحم آیا اور اوسے نجات ملی۔

فا۔ صحیحین مین انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص آنحضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کاتب تھا۔ مگر وہ آخر مین مرتد ہو کر مشرکون مین جا ملا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکے حق مین بد دعا کی کہ زمین اوسے قبول نہ کریگی۔ حضرت انسؓ کہتے ہین کہ ابو طلحہؓ نے مجھسے کہا کہ مین اوس زمین پر پہونچا جہان وہ شخص مرا تھا۔ مین نے اوسے قبر سے باہر پڑا ہوا پایا۔ لوگون سے پوچھا کہ یہ مردہ قبر سے باہر کیون پڑا ہے۔ لوگون نے کہا کہ ہمنے اسے کئی بار دفن کیا۔ مگر زمین اسے قبول نہین کرتی اور ہر بار اسے نکالکر پھینکدیا کرتی ہے +

۱۰ بیہقی نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہی کہ جناب سرور کائنات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بروز جنگ بدر اللہ تعالیٰ کی جناب مین عرض معروض کر رہے تھے اور کہتے تھے "اے رب اگر تو اِس قلیل جماعت مسلمانان کو ہلاک کر ڈالیگا تو پردۂ زمین پر کوئی تیرا عبادت کرنے والا نہ رہیگا" کہ حضرت جبرئیلؑ بحکم خدا تشریف لائے اور آپ سے کہا کہ ایک مٹھی خاک لیجئے۔ پس آپ نے ایک مٹھی خاک لیکر کافرون کے منہ پر پھینک ماری۔ ہر کافر کی آنکھون اور نتھنون مین بھر گئی۔ اور کفار نے پیٹھ دکھادی اور بھاگ کھڑے ہوئے آپنے اپنے اصحاب کو حملے کا حکم دیا۔ اور کفار کو پوری ہزیمت ملی چنانچہ اسی قصہ کی شان مین یہ آیت نازل ہوئی۔ وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی۔ یعنی نہین پھینک ماری تھے اے محمدؐ جبکہ پھینک ماری ایک مٹھی خاک بجانب لشکر کفار کر وہ خاک سب کی آنکھون مین پہونچی اور اوسکی پھینک مارتے ہی صورت شکست کافرون پر نمود ہوئی۔ مگر اللہ نے پھینک ماری تھی یعنی یہ اثر نمایان تمھاری مشت خاک سے ہماری تائید کے سبب ہوا۔

ف ۱ مسلم شریف مین حضرت عباسؓ سے روایت ہی کہ جنگ حنین مین جب لڑائی خوب گرم ہوئی تو آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ مٹی زمین سے لیکر کافرون کے منہ پر پھینک ماری اور فرمایا۔ وہ بھاگ گئے قسم ہے رب محمدؐ کی" اور قسم خدا کی مٹی یا کنکریان پھینکتے ہی تیزی اونکی جاتی رہی۔ اور صورت شکست اون پر نمود ہوئی۔

ف ۲ سلمہ بن اکوعؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹھی بھر خاک دشمنون کے منہ کی طرف پھینکی۔ اور فرمایا "برے ہون منہ تمھارے" پس دشمنونکی آنکھون مین اوس ایک مٹھی خاک سے خاک بھر گئی کہ وہ سب آنکھین ملتے ہوئے بھاگ گئے۔

## معجزہ متعلق بہ باد طوفان آیندہ

۱۱- صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین ابو حمید ساعدیؓ سے روایت ہے کہ ہجرت کے نوین سال ملک شام مین آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک مین تشریف لیگئے۔ وہان ایک رات یہ حدیث فرمائی کہ آج کی رات عنقریب ہے کہ ایک سخت آندھی چلیگی۔ اوس مین کوئی کھڑا نہ رہے۔ اور جنکے پاس اونٹ ہین اونکو چاہیے کہ اونکی زانو بند مضبوط باندھین۔" چنانچہ اوسی شب کو ایک سخت ہوا چلی اور بیتا زور شور سے طوفان آیا۔ ایک شخص خلاف حکم اوس آندھی مین کھڑا ہوا تھا۔ اوسکو آندھی نے اوڑا کر طے کے پہاڑ پر ڈالدیا۔ واضح رہے کہ ملک طے مقام تبوک سے کئی دنون کی راہ ہے

۱۲- صحیح بخاری مین عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث فرمائی نُصِرْتُ بِالصَّبَا وَاُهْلِكَتْ عَادٌ بِالدَّبُوْرِ یعنی میری مدد ہوئی پروائی ہوا سے کہ اوس نے کافرون کو غزوۂ احزاب مین بھگا دیا اور ہلاک کیگئی قوم عاد پچھوا ہوا سے" یہ معجزہ آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا مثل معجزہ ہود کے ظاہر ہوا۔ جس طرح اللہ تعالی نے قوم ہود کو ہوا سے ہلاک کردیا۔ اوسی طرح آپ کے مخالفین کو ہوا سے پریشان کردیا۔ اس معجزہ کی تصدیق خود جناب باری اپنے کلام پاک مین فرماتا ہے۔ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَاۗءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۝ اے ایمان والو یاد کرو احسان اللہ کا جو تمپر کیا جب آئین تم پر فوجین (یعنی اقوام قریش غطفان۔ یہود۔ بنی قریظہ۔ بنی نضیر۔ اور بارہ ہزار آدمی جب تم پر چڑھ آئے تھے)

پس بھیجی ہمنے اون پر (پروائی ٹھنڈی) ہوا (کہ خوب کڑاکے کا جاڑا پڑا - اور ہوا نے اونکو نہایت عاجز اور تنگ کیا - غبار بکثرت اونکے منہ پر ڈالا - آگ اونکی بجھادی - اور ہانڈیان اونکی اولٹ دین - اور میخین اونکی اوکھاڑ دین کہ خیمے اونکے گر پڑے - اور گھوڑے اونکے کھلکر آپس مین لڑنے لگے) اور بھیجے ہمنے اون پر ایسے لشکر کہ اونکو تمنے نہین دیکھا (یعنی فرشتون کو کہ اونھون نے اون کافرون کے دلون مین رعب ڈالا - اور ایسی دہشت اونکے دلون مین ڈالی کہ وہان سے وہ بھاگ گئے) اور ہے اللہ تمہارے کامون کو دیکھتا"

## دفعہ سوم

## بیان معجزات خیر و برکت و زیادتی شیر و کھجور وغیرہ

### معجزۂ برکت طعام

ا - امام احمدؒ اور بیہقیؒ نے جناب امیر المومنین حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالی عنہٗ سے روایت کی ہے کہ مکہ معظمہ مین آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اولاد عبد المطلب کی دعوت کی - اور وہ چالیس آدمی تھے - اونمین کچھ لوگ ایسے قوی تھے کہ ایک آدمی ایک بکری کھاجاتا - اور سات آٹھ سیر دودھ پی جاتا تھا - آپ نے صرف آدھ سیر آٹا پکوایا سبھون نے سیر ہوکے کھایا اور بچ بھی رہا - بعدازان آپ نے ایک بڑا پیالہ دودھ کا منگوایا جس مین تین چار آدمیون کے پینے کے لائق دودھ آتا تھا - مگر سبھون نے اوس پیالے سے سیراب ہوکے پیا اور دودھ اوس پیالے مین جتنا تھا اوسی قدر بچ رہا - گویا کسی نے پیا ہی نہین -

۲- ابن سعد نے حضرت امام زین العابدین علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ مدینہ طیبہ مین حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے ایک بار ایک ہانڈی دن کے کھانیکے لئے پکائی۔ اور حضرت علیؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بلانے کو بھیجا کہ دن کا کھانا آپ یہان اونکے ساتھ کھائین۔ آپ نے حکم دیا کہ ایک ایک پیالہ اوس ہانڈی مین سے نکالکر آپ کی سب ازواج مطہرات کو پہونچا دین۔ اور پھر ایک پیالہ اپنے لئے اور ایک حضرت علیؓ کے لئے اور ایک حضرت فاطمہ زہرا کیلئے نکلوایا۔ بعد ازان ہانڈی کو جو اوٹھایا تو وہ لبریز تھی حضرت فاطمہ زہرا فرماتی ہین کہ ہماری سب گھر والون نے اوس ہانڈی مین سے کھایا۔ جتنا خدا نے چاہا۔

۳- بخاری شریف وسلم شریف اور مصابیح مین جابرؓ سے روایت ہے کہ غزوۂ احزاب مین اصحاب مدینہ کے ہر چہار طرف بطور شہر پناہ خندق کھود رہے تھے اور کسی نے تین دن سے کھانا نہین کھایا تھا۔ اور آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بھوک کی شدت کے باعث اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیا تھا یہ حالت دیکھکر مین اپنے گھر گیا۔ اور اپنی بی بی سے کہا کہ آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت بھوکے ہین یہ سُنکر اوسنے تین سیر جو کا آٹا نکالا اور اوس کو گوندھا۔ اور گھر مین ایک بکری کا بچہ تھا اوس کو ذبح کرکے اوس کا گوشت پکانے کو چڑھایا۔ اور مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چپکے خبر کی کہ یا رسول اللہ آپ اور دو تین اصحاب آپکے ہمراہ میرے گھر تشریف لے چلین اور کھانا تناول فرمائین۔ آنحضرت نبی الرحمہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پکار کر کہا کہ "اے خندق کھودنے والو چلو اس شخص نے تمھاری دعوت کی ہے" بعد ازان آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھسے یہ حدیث فرمائی کہ "تم اوتار یو اپنی ہانڈی کو اور نہ روٹی پکائیو جب تک مین نہ آؤن" یعنی جب تک مین نہ آؤن ہانڈی کو چولھے سے نہ اوتارنا اور آٹا نہ پکانا۔ تھوڑی دیر کے بعد

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر تشریف لائے - اور آٹے اور ہانڈی مین آپنے لعاب دہن مبارک ڈالدیا - اور برکت کی دعا کی - اور فرمایا کہ لو اب روٹیان پکاؤ - قسم ہے خدائے پاک کی کہ ۴ ہزار آدمی نے اوس تین سیر آٹے کو کھایا مگر ہانڈی اوسی طرح گوشت سے بھری ہوئی - جوش مارتی تھی - اور آٹا بھی اوسی قدر موجود تھا اور پکایا جاتا تھا - یہ معجزہ آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا نہایت مشہور ہے اور اسکی سندین نہایت معتبر ہاین -

ف ۱ جب جابرؓ نے آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی تو آپنے اونکے گھر رونق افروز ہونا منظور فرمایا - جابرؓ نے ایک بکرا ذبح کیا - اونکے دونون بیٹون نے بکرے کو ذبح ہوتے ہوئے دیکھا - کھیلتے کھیلتے بڑے بھائی نے چھوٹے بھائی سے کہا کہ آؤ بکرے کی نقل کرین اور تمکو اس بکرے کے مانند ذبح کرین - بڑے بھائی نے ازراہ لہو ولعب چھوٹے بھائی کے ہاتھ پانون باندھے - اور چھری اوسکے گلے پر پھیر دی جابرؓ کی بی بی (یعنی لڑکون کی مان) نے جیون ہی یہ حال دیکھا دوڑکر اوس جگہ آئین وہ لڑکا جس نے اپنے چھوٹے بھائی کو ذبح کیا تھا ڈر گیا - اور مارے خوف کے کوٹھے پر چڑھگیا - اوسکی مان اوسکے پیچھے کوٹھے پر آئی - یہ دیکھکر وہ لڑکا اور بھی خوفزدہ ہوا - اور کوٹھے سے نیچے کو دپڑا - اور چوٹ کھاکر وہ بھی مر گیا - مان کو از حد صدمہ ہوا - کہ ہائے افسوس دونون لڑکے دفعتاً تھوڑی ہی عرصہ مین مر گئے - مگر چونکہ وہ ازبس زیرک اور ہوشیار تھین جی مین کہنے لگین کہ اگر مین گریہ وزاری کرتی ہون تو خاطر مبارک آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اندوہگین ہوگی - ضبط سے کام لیا - اور دم نہ مارا - مگر دل سے خون رو رہی تھین - اور اوس ذبیحہ کے گوشت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے بھونتی اور پکالی جاتی تھین - جابرؓ کو اس واقعہ کی کچھ بھی خبر نہ تھی - جب گوشت پک گیا اور

روٹی تیار ہوئی تو آنحضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمراہ لیکر وہ گھر آئی اوس تین ہزار صحابیون کے مجمع نے کھانا کھالیا۔ صرف حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور چند صحابی باقی رہگئے تھے کہ حضرت جبرئیل امین علیہ السلام تشریف لائے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ جابرؓ سے کہین کہ اپنے دونون بیٹون کو حاضر کرو تاکہ وہ میرے ساتھ شریک ہوکر کھانا کھائین۔ آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسب ارشاد جناب باری جابرؓ سے ارشاد کیا کہ اپنے دونون بیٹون کو لاؤ۔ جابرؓ اندر گئے اور اپنی بی بی سے پوچھا کہ لڑکے کہان ہین۔ آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم طلب فرماتے ہین۔ اوس نے جواب دیا کہ آنحضرت علیہ الصلواۃ والسلام سے عرض کرو کہ وہ کہین کھیلتے ہونگے۔ اِس وقت حاضر نہین ہین آپ کھانا نوش فرمائین۔ آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ کا حکم ہے کہ اونکو حاضر کرو۔ جابرؓ پھر اندر آئے اور اپنی بی بی سے بتاکید کہا کہ حکم جناب باری تعالیٰ کا ہے جلد حاضر کرو۔ جاؤ جہان ہون بلا لاؤ۔ یہ سنکر جابرؓ کی بی بی نے روکر حقیقت حال سے اطلاع دی۔ جبکہ جابرؓ نے یہ امر دریافت کیا اور اپنے دونون بیٹون کو مردہ دیکھا تو آبدیدہ ہوئے اور حضرت جابرؓ اور اونکی بی بی دونون آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدمون پر گر پڑے۔ حضرت جبرئیل امینؑ نے عرض کی کہ یارسول اللہ۔ اللہ جل جلالہٗ فرماتا ہے کہ اون دونون لڑکون کے بالین پر جاکر آپ دعا فرمائین۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مذبوح لڑکے کی گردن ملاکر اپنا لعاب دہن چارون طرف لگادیا۔ اور اوس دوسرے لڑکے کے منہ مین تھوڑا سا لعاب دہن ڈالا۔ اور دعا کی تھا دونون لڑکے زندہ ہوگئے اور اونھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا بھی کھایا۔

۴۔ صحیح مسلم مین ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ غزوۂ تبوک مین لوگون کو

بھوک کی تکلیف اوٹھانا پڑی تھی یعنی توشۂ جنگ کم ہوگیا تھا۔ اوس وقت حضرت عمر فاروقؓ نے آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ توشہ لوگون کے پاس باقی رہا ہی اوسے آپ منگوا کر دعاے برکت فرمائین۔ یہ سُنکر آپ نے ایک چرمی دسترخوان بچھوایا اور لوگون کو حکم دیا کہ جو کچھ جسکے پاس بچا بچایا ہو لے آئے۔ اس حکم کے سنتے ہی جس کے پاس جو کچھ توشہ باقی رہگیا تھا سب کے سب لی آئے یہانتک کہ بعض آدمی ایک مٹھی جوار ہی لے آئے۔ اور بعضے ایک مٹھی چھوہارے۔ اور کوئی ایک ٹکڑا روٹی کا لایا اور وہ سب ملکر اس قدر ہوا کہ اوس دسترخوان پر تھوڑا سا توشہ فراہم ہوگیا۔ آپ نے (صلی اللہ علیہ وسلم) اوس پر دعاے برکت فرمائی۔ اور لوگون سے کہا اپنے اپنے ظروف بھر لو۔ سب لوگون نے سارے لشکر یون کے برتن بھر لئے اور تمامی لشکر نے سیر ہوکر کھایا اور اوس پر بھی بچ رہا۔ آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عجیب معجزہ ہے کہ اوس لشکر مین تیس ہزار آدمی تھے۔ سبھون نے سیر ہوکر کھایا۔ اور اوسپر بھی توشہ بچ رہا۔

۵ صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیقؓ سے روایت ہے کہ ایک سفر مین آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہم لوگ ایک سو تیس آدمی تھے۔ اور صرف ایک صاع (ساڑھے تین سیر) آٹا ہم لوگون کے کھانے پکانے کے لئے گوندھا گیا۔ اور ایک بکری ذبح کی گئی اوسکی کلیجی بھن ڈالی گئی۔ قسم ہے خداے پاک کی کہ ہم ایک سو تیس آدمیون مین سے ہر آدمی کو اوس کلیجی کی بوٹیان پہونچین۔ بعد ازان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس بکری کے گوشت کو دو بڑے پیالون مین نکالکر رکھدیا اور روٹیان دسترخوان پر رکھدین۔ ہم سب آدمیون نے خوب سیر ہوکر کھایا۔ اور پھر بھی

اون پیالون مین بہت کچھ بچ رہا۔

۷۔ بیہقیؒ نے خالد بن عبدالعزیٰؓ سے روایت کی ہی کہ اونھون نے ایک بکری آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ذبح کی۔ خالدؓ کا کنبہ بہت بڑا تھا۔ جب کبھی بکری حلال کی جاتی تو اونکے کنبے کو کفایت نہ کرتی۔ بلکہ بعض کو ایک ہڈی تک نہ پہونچتی آنحضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس بکری کے گوشت مین سے کھایا اور جو کچھ بچ گیا اوس کو خالد کے ڈول مین رکھ دیا۔ اور اوسکے واسطے دعاے برکت کی۔ خالد کہتے ہین کہ مین اوس ڈول سے اپنے سارے کنبے والون کو گوشت تقسیم کرتا گیا۔ سبھون نے سیر ہوکر کھایا۔ اور اوس پر بھی اوس ڈول مین بچ رہا۔

## معجزۂ افزونی شیر

۷۔ شرح السنہ مین حبیش بن خالدؓ برادر ام معبدؓ سے روایت ہے کہ جب آنحضرت رسول اللہ علیہ وسلم ہجرت کرکے مکے سے مدینہ تشریف لئے جاتے تھے تو آپؐ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ۔ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے آزاد غلام۔ عامر بن فہیرہؓ اور عبداللہ لیثیؓ (جو راہ بتلانے کے لئے آپکے ساتھ تھے) ام معبد کے خیمہ پر پہونچے۔ اور اوس سے گوشت اور چھوہارے قیمتًا طلب کئے۔ اوسکے پاس یہ چیزین نہ ملین کیونکہ اون ایام مین وہان قحط تھا۔ آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام معبدؓ کے خیمہ مین ایک بکری کو دیکھا آپ نے پوچھا کہ یہ کیسی بکری ہی۔ ام معبد نے کہا کہ لاغری کے باعث اور بکریون کے ساتھ چرنے کے لئے جا نہین سکتی۔ اس لئے یہان بندھی ہوئی ہی۔ آپ نے فرمایا کہ اسکے کچھ دودھ بھی ہوتا ہی۔ اوس نے کہا کہ یہ اس قابل نہین رہی کہ اسکے دودھ ہو۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تم

اجازت دو تو ہم اسے دوہین- اوس نے کہا کہ اگر آپ اسمین دودھ دیکھین تو اسے دوہ لین- آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اور اوس بکری کے تھن پر ہاتھ پھیرا- بسم اللہ کہی اور اوس بکری کے باب مین دعا کی- اوس نے اپنے پاؤن دودھ دینے کے لئے پھیلا دئے اور دودھ اوسکے تھنون مین بھر آیا- اور وہ بکری جگالی کرنے لگی- آپ نے ایک اتنا بڑا برتن منگوایا جسمین اگر دودھ رکھا جاے تو اوس سے آٹھ نو آدمی سیراب ہو کے پی سکین- اور اوسی مین دودھ دوہا گیا- وہ سارا برتن بھر گیا- آپ نے پہلے اُم معبدؓ کو دیا اوس نے خوب سیر ہو کر پیا- پھر آپ نے اپنے ہمراہیون کو پلایا- یہانتک کہ وہ بھی خوب سیر ہو گئے- اور سب سے پیچھے آپ نے خود بھی پیا- بعدہٗ آپ نے پھر دودھ دوہ کر دوسرے ظروف بھر دئے- اور اُم معبد کو دیدیا- وہ عورت یہ دیکھکر مسلمان ہو گئی- بعد ازان آپ نے وہان سے کوچ کیا-

۸- مسلم شریف مین مقدادؓ سے روایت ہے کہ ہم تین آدمی ہجرت کر کے مدینہ آئے- مگر بھوکھ کے مارے نہ آنکھون سے کچھ سوجھتا تھا اور نہ کانون سے کچھ سُن سکتے تھے اور ہم لوگ اوسی حالت مین آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئے- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو اپنے گھر لیگئے اور فرمایا کہ ان تینون بکریون کا دودھ دوہو- انکا دودھ ہم تم پیا کرینگے- ہم تینون آدمی اون بکریون کا دودھ برابر پیا کرتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ رکھ چھوڑتے تھے- کیونکہ حضرت کا دستور تھا کہ رات کو مسجد سے آتے اور ہمکو اس طرح آہستہ سلام کرتے کہ جاگتا ہوا آدمی سنتا اور سوتا ہوا نہ جاگتا- پھر مسجد مین تشریف لیجاتے اور تہجد کی نماز پڑھتے اور بعد فراغت نماز دودھ کھا لیتے- ایک رات ایسا اتفاق ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انصاریون کے گھر تشریف لیگئے تھے-

مین نے اپنے حصہ کا دودھ پی لیا۔ شیطان نے میرے دل مین یہ خیال ڈالا کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم جہان تشریف لیگئے ہین ضرور ہے کہ وہان سے کہا پی کر آئین۔ لاؤ مین
آپ کے حصہ کا دودھ بھی پی جاؤن۔ اور مین اوس کو پی گیا۔ بعدہٗ مجھکو پچھتاوا آیا کہ مین نے
کیون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حصہ کا دودھ پی لیا۔ شاید آپ وہان سے بھوکے آئین
اور یہان اپنا حصہ نہ پائین تو مجھکو بد دعا کرینگے۔ اور اوس حالت مین میری دین دنیا
دونون برباد جائیگی۔ الغرض اس خیال مین میری نیند اوچٹ گئی۔ اور میرے دونون
ساتھی سو یا کئے۔ حتیٰ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ اور حسب دستور آپ نے
سلام کیا۔ اور مسجد مین تشریف لیگئے۔ اور نماز پڑھکے دودھ پینے کو آئے۔ جس وقت
برتن کو خالی پاکر آسمان کی طرف آپ نے سر اوٹھایا تو مین نے جانا کہ آپ میرے حق مین
شاید بد دعا کرینگے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یون فرمایا کہ "الٰہی روزی دے اوسکو
جو مجھکو کھلاتا ہے۔ اور پانی دے اوسکو جو مجھکو پلاتا ہے" مین سمجھا کہ اس دعا سے بکریان ضرور
موٹی تازی ہو گئی ہونگی۔ مگر نہین کیا دیکھتا ہون کہ بکریون کے تھن دودھ سے بھرے
ہوئے ہین۔ یہ دیکھکر مین نے اونکو دوہا اور آپ کے سامنے لا رکھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ تم لوگ کیا اپنا اپنا حصہ پی چکے ہو۔ مین نے کہا ہان ہم پی چکے ہین۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے پیا اور باقی مجھکو دیا۔ مین نے بھی پیا۔ جب مجھکو معلوم ہوا کہ آپ خوب آسودہ ہو گئے ہین۔
تو مین نہایت خوشی سے ہنس پڑا اور سارا قصہ بیان کیا۔ اوس وقت آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے یہ حدیث فرمائی کہ "دودھ کا زیادہ ہو جانا خدا کی رحمت تھی۔ اگر تو آگے سے بتلاتا تو
ہم اون دونون آدمیون کو بھی اس رحمت کے دودھ مین شریک کرتے"۔ پس یہ معجزہٗ زیادتی
شیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے تھا۔

## معجزہ زیادتی کھجور

۹ - ابو داؤد نے دُکینؓ سے روایت کی ہے کہ ایک بار آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروقؓ کو حکم دیا کہ قبیلہ احمس کے ان میں سے چارسو سواروں کو
توشہ بطور زاد راہ دیا جاوے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ
چھوہارے جن سے آپ توشہ دینے کے لئے فرماتے ہین صرف چار صاع ہین۔ اون سے
اتنے آدمیون کا توشہ کیونکر ہوگا۔ آپ نے فرمایا جاؤ تو سہی۔ پس حضرت عمر فاروق اعظم
رضی اللہ تعالی عنہ گئے اور اون چھوہارون سے آپ نے اون سب چارسو آدمیونکو
بقدر کفایت توشے دیدئے۔ اس پر بھی چھوہارے جتنے تھے اوتنے ہی باقی رہگئے۔
۱۰ - بخاری شریف مین حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ اونکے پدر بزرگوار جنگ
اُحد مین شہید ہوئے۔ اون پر قرض بہت تھا۔ جابرؓ نے چاہا کہ جتنا خرما اونکے باغ مین ہو اکو
وہ سب قرض خواہون کو دیکر سبکدوش ہوجائین۔ مگر چونکہ قرض بہت تھا اور خرما کم مقدار ان
تھا اونھون نے قبول نہ کیا۔ اوس وقت جابرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش کرائی
قرض خواہ یہودی تھے اونھون نے نہ مانا۔ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جابرؓ سے فرمایا کہ تو
ہر قسم کے خرمون کا علیحدہ علیحدہ انبار لگا۔ جب جابرؓ نے ڈھیر لگائے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اون
ڈھیرون کے گرد گھومے اور دعا فرماتے گئے اور اوسکے اوپر جا کر بیٹھے اور جابرؓ سے فرمایا کہ
قرض خواہون کو تول تول کے دینا شروع کر۔ حسب فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم جابرؓ نے تولنا
شروع کیا یہان تک کہ سب قرض ادا ہوگیا۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ باوجودیکہ سب
قرض ادا ہوگیا لیکن وہ ڈھیر سب اوسی طرح برقرار تھے کچھ بھی اون مین کمی نہ ہوئی تھی۔ جابرؓ نے اوسکا

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب سب قرض ادا ہو چکے۔ اوس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث فرمائی کہ "عمر ابن الخطابؓ کو اس حال کی خبر دے"۔ اس واسطے کہ حضرت عمر فاروقؓ کو جابرؓ کے قرض سے ادا ہونے کی بہت بڑی فکر تھی۔

۱۱۔ صحیحین مین حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جب نکاح حضرت زینبؓ سے ہوا تو میری مان ام سلیمؓ نے چھوہارے اور گھی اور پنیر کو اکٹھا کر کے اوس کا حیس بنا کر اوسکو ایک پیالے مین رکھکے مجھسے کہا کہ ای انس اسکو آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین لے جا اور جا کر عرض کر کہ میری مان نے یہ آپ کے پاس بھیجا ہی اور آپ کو سلام کہا ہی اور عرض کی ہی کہ یہ تھوڑی سی چیز ہے۔ مگر آپ اس کو قبول فرمائین۔ مین وہ کھانا حضور مین لے گیا اور جس طرح میری مان نے کہہ دیا تھا مین نے عرض کی آپ نے فرمایا کہ رکھ دو اور جا کے فلان فلان اور فلان کو (چند آدمیون کا آپ نے نام لیا) بلا لاؤ۔ اور یہ بھی فرمایا کہ اور بھی جو کوئی ان لوگون کے سوا تمھین ملے۔ اون سب کو بلا لاؤ۔ مین اون آدمیون کو جنکا نام آپ نے لیا تھا اور جو جو صاحب راہ مین ملے سب کو بلا لایا۔ حتی کہ سارا مکان بھر گیا۔ اور اوس مجلس مین کوئی تین سو آدمی کا مجمع ہو گیا۔ مین نے دیکھا کہ آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک اوس کھانے مین رکھا اور کچھ زبان سے فرمایا۔ بعد اسکے دس دس آدمیون کو آپ بلاتے تھے اور فرماتے تھے۔ کہ خدا کا نام لو اور اپنے متصل سے کھاؤ۔ ایک گروہ نکلتا تھا اور دوسرا گروہ داخل ہوتا تھا یہان تک کہ سب کے سب کھا چکے اور پھر مجھسے آپ نے فرمایا کہ "ای انس اس پیالے کو اوٹھا" مین نے اوٹھایا۔ مین نہین کہہ سکتا کہ جب مین نے پیالہ رکھا تھا تو اوس وقت زیادہ تھا۔ یا جبکہ مین نے پیالہ اوٹھایا تھا تب زیادہ تھا۔

ف ۱ حیس ایک قسم کا کھانا ہوتا ہی حلوا کی صورت کا۔ چھوہارے۔ گھی اور پنیر سے بناتے ہین۔ اور کبھی بجای پنیر کے آٹا اور ستو بھی ڈالدیتے ہین۔ آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے ایک پیالہ حیس مین تین سو آدمیون نے سیر ہوکے کھایا۔ سبحان اللہ کیا معجزہ ہی۔

۱۲۔ بخاری شریف اور مسلم شریف مین اُم سلیم بنت ملحانؓ سے روایت ہی کہ آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکے بیٹے انسؓ کے حق مین دعا فرمائی کہ ”الٰہی بہتایت دے اوسکے مال اور اوسکی اولاد مین۔ اور اوسکے لئے برکت کر جو تونے اوسکو دیا“ واضح رہی کہ انس بن مالکؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے۔ وہ نو برس کے تھے کہ اونکی مان نے اونکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین چھوڑ دیا تھا۔ مصابیح مین روایت ہی کہ ام سلیمؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ یارسول اللہ آپکے خادم انس کے واسطے دعا کیجئے۔ آپ نے اونکے حق مین دعا کی۔ اور بعض روایت مین یون ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ظرف وضو کو اپنے ہاتھ سے بھر کر رکھدیا کرتے تھے۔ ایک روز آپ بھول گئے۔ انسؓ نے اوس کو بھر دیا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو بھرا ہوا پایا تو پوچھا کہ کس نے اس کو بھر دیا ہی۔ تو معلوم ہوا کہ انس نے آپکے واسطے پانی بھر کر رکھا ہی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکی درازی عمر اور مال و اولاد کی کثرت کی دعا کی چنانچہ حضرت انسؓ ایک سو بیس برس زندہ رہی۔ اور ایک سو بیس لڑکے اونکے پیدا ہوئے اور بصرے مین اونکے کھجور کے باغ سال مین دو بار پھلتے تھے اور اونکی بھیڑ اور بکریون کی اتنی کثرت تھی جسکا شمار نہین ÷

# دفعہ چہارم

## چند معجزات متفرقات

۱۔ بیہقیؒ نے دلائل النبوۃ مین زہریؒ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو خبر دی کہ کیڑے نے سوا سے نام اللہ کے اوس صحیفہ کی بالکل عبارت کھالی ہے جسمین قریش نے یہ عہدنامہ لکھا تھا کہ بنی ہاشم کی عداوت پر وہ مضبوط رہین۔ اور اون سے برادری بالکل ترک کر دین۔ یہ سنکر قریش نے اوس صحیفے کو دیکھا تو ویسا ہی پایا جیسا کہ آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی۔ واضح رہے کہ آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث بہ نبوت ہونے کے بعد جبکہ اسلام مکہ معظمہ مین شائع ہوا۔ اور بتون کی برملا مذمت ہوئی تو کفار قریش کو نہایت رنج و ملال ہوا۔ اور مسلمانون سے اونھین از حد غصہ ہوا۔ اور اونھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ مگر اس بات پر ابوطالب اور بنی ہاشم راضی نہ ہوئے ناچار قریشیون نے کہا کہ خواہ تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہمارے حوالہ کرو یا تم سب کے سب ہم سے علحدہ ہو کر گھاٹی مین جا رہو۔ ہمارے تمہارے برادری ترک۔ نہ ساتھ کھانا اور نہ ساتھ پینا۔ اور نہ ہم تم کسی مجلس مین اکٹھے ہون۔ پس ابوطالب اور بنی ہاشم نے اس بات کو قبول کرلیا۔ اور سب کے سب ایک درۂ کوہ مین جا رہے اور کفار قریش نے ایک عہدنامہ دربارہ قطع برادری و استحکام عداوت بہ بنی ہاشم تحریر کرکے کعبہ مین لٹکا دیا اور یہان تک عداوت پر مستعد ہوئے کہ اگر کوئی گاؤن کا آدمی غلہ یا کوئی اور چیز بیچنے کو لاتا تو اوسکو بھی وہ منع کر دیتے کہ بنی ہاشم کے ہاتھ کچھ نہ بیچے۔ تین برس اسی طرح پر آنحضرت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس درۂ کوہ مین بسر کیا - اور بڑی تکلیف اوٹھائی - اسی اثنا مین اللہ جل جلالہ وعم نوالہ نے آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی اس بات سے مطلع کیا کہ اوس عہدنامہ کو بالکل دیمک کھا گئی ہے - صرف جہان کہین اللہ کا نام تھا اوس کو دیمک نے چھوڑ دیا ہے اور بقیہ تمام عبارت کو کھا لیا ہے - پس آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے ابوطالب کو مطلع کیا - ابوطالب فوراً قریش کے پاس گئے اور اون سے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مجھے اس طرح پر خبر دی ہے - اب تم اوس عہدنامہ کو منگوا کر دیکھو - اگر یہ بات جھوٹی نکلی تو ہم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو تمہارے حوالہ کر دینگے - اور اگر سچی ہو تو تم ہماری تکلیف دہی سے باز آؤ - اور ہمین اوس درۂ کوہ سے نکلنے دو - اوس وقت اونھون نے وہ صحیفہ منگوا کر دیکھا تو واقعی جہان کہین اللہ کا نام تھا وہ باقی رہگیا تھا اور بقیہ تحریر کو تمام دیمک نے کھا لیا تھا - پس وہ نادم ہوئے اور بنی ہاشم سے کہا کہ اب تم اوس پہاڑ سے نکل آؤ -

## معجزۂ سلام نمودن سنگ و اشجار بہ آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۲ - مسلم شریف مین جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "مین مقررہ مکہ مین اوس پتھر کو پہچانتا ہون جو پیغمبر ہونے سے پہلے مجھکو سلام کرتا تھا اور بیشک اب بھی مین اوس کو پہچانتا ہون"

۳ - ترمذی شریف مین حضرت علی مرتضیٰؓ سے روایت ہے کہ مین آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ مین تھا - آپ بعض اطراف مکہ کی طرف نکلے - اور

مین بھی آپ کے ساتھ تھا۔ جو پہاڑ یا درخت سامنے آتا وہ یہ کہتا السلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ معجزہ آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عالم جمادات اور عالم نباتات مین ہوا کہ پہاڑون اور درختون نے آپ کو سلام کیا۔

## معجزۂ اخبار امکانات غیب

۴۔ مسلم شریف مین عمران بن حصینؓ اور جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی مین بیٹھے بیٹھے دفعتًا اپنے اصحاب سے فرمایا کہ "آج تمھارا بھائی مرگیا۔ اوٹھو اوسکے جنازے کی نماز پڑھو"

روایت ہے کہ ملک حبش کا بادشاہ نجاشی نصرانی المذہب اور انجیل کا زبردست عالم تھا۔ اون مسلمانون سے جو ہجرت اول مین حسب الحکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حبش چلے گئے تھے وہ آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا حال دریافت کرکے اور قرآن سنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا تھا۔ اور مسلمانون کے ساتھ بہت کچھ سلوک کیا کرتا تھا۔ جس دن وہ حبش مین مرگیا اوسی دن آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے مین لوگون کو خبر دی۔ اور تاسف کی راہ سے یہ حدیث فرمائی کہ "آج تمھارا بھائی مرگیا۔ چلو اوسکے جنازے کی نماز پڑھین"۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بڑی جماعت کے ساتھ عیدگاہ مین صف باندھکر اوسکی نماز پڑھی۔ یہ کیا ہی عمدہ معجزہ آنحضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ دور کی خبر اور اوسی روز آپنے دی اور مطابق پڑی۔

۵۔ بخاری شریف اور مسلم شریف مین انسؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ کافرون کا ایک گروہ آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اور جھوٹا اسلام لایا۔ اور

عرض کی کہ یا رسول اللہ ہمارے ساتھ کچھ اصحاب کو روانہ کیجئے کہ وہ ہمکو قرآن اور مسائل دین سکھائین۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ستر قاری قرآن (جو رات بھر نماز پڑھا کرتے۔ اور دن کو لکڑیان جنگل سے لاکر بیچتے۔ اوس سے آپ بھی کھاتے اور محتاجون کو بھی کھلاتے تھے) اونکے ساتھ کر دئے۔ اون کافرون نے راہ مین دغا سے اونکو شہید کیا۔ اوس وقت شہدا نے بعد شہادت کے خدا سے عرض کی کہ ہماری خبر ہمارے پیغمبر کو پہونچا دے۔ اور فورًا حسب الحکم جناب باری تعالی حضرت جبرئیلؑ نے سارا قصہ اون اصحاب کی شہادت کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا۔ اوس وقت آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے یہ حدیث فرمائی کہ "تمھارے بھائی مارے گئے شہید ہوئے"۔ اون لوگون نے وہان خدا سے عرض کی کہ خداوندا ہماری طرف سے ہمارے پیغمبر کو یہ پیغام پہونچا دے کہ ہم تجھسے ملے۔ پھر تو ہمسے راضی ہوا اور ہم تجھسے راضی ہوئے"۔ بعد ازان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس روز تک اون کافرون کے حق مین بد دعا کی۔

## معجزۂ شفا و لعاب دہن آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۴- صحیحین مین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب کوئی آپ سے بیماری کی شکایت کرتا۔ عام ازین کہ بیماری کسی قسم کی ہوتی کہین زخم یا گھاؤ لگا ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زبان پر یا زمین پر کلمے کی اونگلی لگاتے اور اوس زخم پر رکھتے اور یہ فرماتے "بسم اللہ یہ مٹی ہے ہماری زمین کی۔ لپٹی ہے ہمارے بعض کے لعاب دہن سے چنگا کرتی ہے ہماری بیماری کو ہمارے رب کے حکم سے"۔ پس

لعاب دہن اور خاک سے شفا کا ہونا صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے تھا۔ اور اسی واسطے مدینہ طیبہ کی مٹی کو خاک شفا کہتے ہین۔ نہ کہ کربلائے معلی کی مٹی کو۔ جہاں شہدائے کربلا کا خون بہا تھا۔ اور جس کا چاٹنا یا زبان پر رکھنا اوس کا کام ہی جو اہلبیت اطہار اور علی الخصوص حضرت امام حسین علیہ السلام کے خون کا پیاسا ہوگا۔

۷۔ بیہقی رضی نے دلائل النبوۃ مین۔ اور ابن عبد البر نے استیعاب مین ام عاصم رض زوجۂ عتبہ بن فرقد سے روایت کی ہی کہ ہمن اور دوسری دو یعنی تین بیبیان عتبہ بن فرقد رض کی تھین۔ اور ہملوگ ہمیشہ عطریات اور خوشبویات لگایا کرتے تھے۔ مگر عتبہ بن فرقد کے بدن سے ایسی خوشبو آتی تھی کہ ہماری خوشبو پر ہمیشہ غالب رہتی تھی۔ اس کا سبب ہمنے پوچھا۔ تو اونھون نے بیان کیا کہ ایک بار مین بیمار ہوا تھا۔ آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے سامنے بٹھاکر میرے کپڑے اوتروائے اور آب دہن مبارک ہتھیلیون مین لگاکے میری پیٹھ اور پیٹ پر مس کیا۔ اور اون تمامی جسم پر دست شفقت پھیرا تھا۔ سبحان اللہ کیا معجزہ ہے کہ لعاب دہن اور کف مبارک کی خوشبو ساری عمر عتبہ رض کے بدن مین بسی رہی اور زمانے کی خوشبویون پر وہ خوشبو غالب ہوا کی۔

## معجزۂ موے مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

۸۔ بیہقی رض نے روایت کی ہی کہ حضرت خالد بن ولید کی ٹوپی مین چند موے مبارک آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے اور وہ اوس ٹوپی کو اوڑھکر جس لڑائی مین گئے اللہ نے اونھین فتح عطا کی۔

## معجزۂ شق القمر

۹ - صحیحین مین اور بہتیری دوسری کتب معتبرۂ احادیث مین عبد اللہ بن عمرؓ اور عبد اللہ بن مسعودؓ بلکہ ایک جماعت اصحاب کبار مثل حضرت علی مرتضیٰ و ابن عباسؓ انس بن مالک و حذیفہ بن یمان و جبیر بن مطعم وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس قصۂ شق القمر کو یون روایت کیا ہی کہ قبل ہجرت کے مکہ معظمہ مین ابو جہل اور ولید بن مغیرہ اور عاص بن وائل وغیرہ کفار قریش نے مجتمع ہوکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کی کہ اے محمدؐ اگر تم سچے ہو تو چاند کے دو ٹکڑی کر دو - آپ نے فرمایا کہ اگر مین ایسا کرون تو تم ایمان لاؤ گے - اونھون نے کہا کہ ہان ہم ایمان لاوینگے - آپ نے اللہ جل جلالہ سے درخواست کی کہ یہ امر تیری قدرت سے بعید نہین اگر تو حکم کرے تو چاند میرے حکم سے شق ہوجاے - چنانچہ آپکی انگشت شہادت کے اشارے سے چاند دو ٹکڑی ہوگیا اور آپ نے ہر ایک کافر کا نام لے لے کر پکارا اور فرمایا کہ اے فلانے اور اے فلانے گواہ رہو سب لوگون نے اچھی طرح سے دیکھ لیا - عبد اللہ ابن عمرؓ اور عبد اللہ ابن مسعودؓ وغیرہ کہتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمسے بھی فرمایا کہ دیکھو اور شاہد رہو دونون ٹکڑے چاند کے اتنے فرق سے ہوگئے تھے کہ جبل حرا اون دونون کے درمیان دکھائی دیتا تھا - یہ دیکھکر کافرون نے کہا کہ یہ آپکا سحر ہے - مگر ابو جہل نے کہا کہ اگر سحر ہے تو تمھارے اوپر سحر ہوگا - یہ بات تو نہین ہوسکتی کہ ساری زمین والون پر سحر ہو - اسلئے اور شہرون کے باشندے جو تمھارے یہان آئین اون سے یہ حال پوچھو - چنانچہ دوسرے ملکون کے آنے والون سے پوچھا گیا - اون سبھون نے بیان کیا کہ ہمنے بھی چاند کا شق ہونا

دیکھا ہے - پھر ابوجہل نے ہر طرف آدمی تحقیق کے واسطے بھیجے اور جب تمامی اطراف و جوانب سے چاند کا شق ہونا ثابت ہوا تو اوس وقت قریش نے کہا کہ یہ سحر مستمر ہے - یہ حدیث شق القمر کی نہایت مشہور ہے - اور قرآن مجید مین بھی اسکی خبر ہے - چنانچہ سورۂ قمر مین حق تعالی فرماتا ہے - اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۝ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ۝ یعنی پاس آلگی قیامت اور دو ٹکڑے ہو گیا چاند - اور اگر دیکھین کفار مکہ معجزہ تو ٹال جائین اور کہین یہ مضبوط دائمی جادو ہے " حق تعالے نے شق القمر کی خبر بلفظ ماضی دی - یعنی یہ امر ہو چکا - اگر مستقبل (آیندہ وحال) کی خبر ہوتی تو کفار اسکو جادو نہ کہتے - اب بعضے جاہل بے دین اور نصاری اس معجزے پر دو اعتراض کرتے ہین - ایک یہ کہ آسمان اور ستارون مین خرق والتیام محال ہی - پھر چاند کیونکر دو ٹکڑے ہو جائیگا - اور دوسرا اگر شق القمر ہوتا تو اور اقالیم کے لوگ بھی دیکھتے اور اپنی تواریخ مین نقل کرتے - اس واسطے کہ آسمانی حال سب کے پیش نظر ہو جاتا ہی - اور نقل عجائبات انسان کی جبلی چیز ہے - اعتراض اول کا یہ جواب ہے کہ موافق مذہب اہل اسلام کے آسمان اور ستارون مین خرق اور التیام ہرگز محال نہین - قیامت مین آسمان اور ستارے سب پاش پاش ہو جائین گے - چنانچہ نصوص قطعیہ آیات قرآنی و احادیث نبوی اس باب مین بے شمار وارد ہین - اور موافق قواعد حکمت کے بھی یہ بات باطل ہے - حکماے انگلستان نے جو فیثاغورس کی ہیئت کی کمال تشریح اور ترویج کی ہی صاف ثابت کیا ہی کہ کل ستارے کثیف مثل زمین کے ہین - اور سب قابل کون وفساد اور خرق والتیام کے ہین - اور دوسرے اعتراض کا یہ جواب ہے کہ کسی اہل زمین سے یہ بھی منقول نہین کہ اوس رات کو سب لوگ بتامل دیکھتے رہے جس طرح گہن کی خبر سنکر دیکھتے رہتے ہین اور پھر کسی نے نہ دیکھا - اور اگر یہ امر منقول بھی ہوتا

توبھی معتبر نہ تھا۔ اس واسطے کہ تمام زمین پر قمر کا حال یکسان نہین۔ تمامی ممالک مین طلوع و غروب یکسان نہین ہی۔ باعتبار سطح زمین شمس و قمر دونون ہی کے طلوع و غروب مین تفرقہ ہے اور جبکہ تمامی روے زمین پر ایک وقت مین طلوع و غروب نہین ہوتا۔ اور علاوہ اسکے یہ بھی ہوتا ہی کہ بسا اوقات بعض ملک مین ابر اور پہاڑ حائل ہو جایا کرتے ہین۔ اور انھین وجہون سے کسوف اور خسوف مختلف اوقات مین ظاہر ہوتے ہین۔ کسی ملک مین کسوف جزئی معلوم ہوتا ہی۔ اور کہین کلی۔ اور کہین مطلق نہین۔ پھر جب قمر اور زمین کا یہ حال ہے تو اگر اہل زمین پر شق القمر مخفی رہا تو کچھ بھی تعجب کی جگہہ نہین ہے۔ حالانکہ کسوف اور خسوف مقرری چیزین ہین۔ اور اہل ہیئت اور اہل نجوم کے نزدیک اونکے وقت معین ہین۔ بخلاف شق القمر کے کہ اوس کا وقت کسی قاعدے سے معین مانا نہین جاسکتا جسکے لئے لوگ منتظر رہتے اور آنکھین پھاڑے آسمان کو دیکھا کرتے۔ شق القمر خارق عادت اور ایک نرالا امر تھا نہ کبھی کسی نے دیکھا تھا نہ سنا تھا۔ اگر اوس رات کو کسی ملک مین کسی شخص نے اتفاقاً دیکھا بھی ہوگا تو اپنی غلط الحس اور خطاے بصری سمجھکر وہ اوسکے کہنے اور لکھنے کو ضرور نامناسب سمجھکر چھوڑ گیا ہوگا۔ علاوہ اسکے شق القمر زیادہ رات کو واقع ہوا تھا اور تھوڑی دیر رہا۔ اور رات سونے اور آرام کا وقت ہے۔ شب کے وقت لوگ مکانون کے اندر ہوتے ہین۔ نہ کہ باہر ایسے وقت مین آسمانی حالات قلیل المکث سے ممالک غیر کے باشندون کا غافل رہنا کچھ بعید نہین ہی۔ اور اکثر یہ ہوتا ہی کہ معتمد اشخاص عجایب آسمانی جیسے ظہور انوار اور شہاب ثاقب وغیرہ کائنات الجو۔ بعض اوقات ملاحظہ کرتے ہین۔ مگر عدم توجہی کے باعث اونسے غافل رہتے ہین۔ غرضکہ شق القمر ہمارے آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم الشان معجزہ ہے۔ قرآن اور احادیث اور راویان لوگونکی

روایات سے جو اوس وقت مین حاضر تھے اور بچشم خود دیکھ چکے تھے بتواتر ثابت ہی
عاقل کو ہرگز محل شک اور تردد نہین - بعضے خام حکیم کہتے ہین کہ چاند کا دو ٹکڑے ہونا
ہماری عقل مین نہین آتا - اوس کا جواب یہ ہی کہ تم کیا اور تمھاری عقل کیا - تمام انبیا کے
معجزات کا یہی حال ہی کہ عقل ناقص سے باہر ہین - عصا کا اژدہا ہو جانا - مردے کا
زندہ ہونا - پہاڑ سے اونٹنی کا نکلنا - کب تمھاری عقل خام مین آتا ہی - جو شق القمر کے سمجھنے
والے ہونگے - بلکہ حقیقت مین معجزہ اوسی کا نام ہے جہان عقل حیران ہی -

## معجزہ قرآن

۱۰ - بخاری شریف اور مسلم شریف مین حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہی کہ
آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پیغمبرون مین سے کوئی پیغمبر نہین مگر یہ
کہ اوس کو معجزے دئے گئے اس قدر کہ آدمی اوس پر ایمان لائین - اور مجھکو تو وہ چیز
دی گئی جو وحی ہے (یعنی قرآن) جس کو خدا نے میری طرف بھیجا - سو مین امید رکھتا ہون کہ
قیامت کے دن سب پیغمبرون سے زیادہ تر میرے تابعدار ہونگے" یعنی ہر ایک پیغمبر کو
خدا نے معجزے دئے کہ جسکی وجہ سے اونکی راستی اور پیغمبری لوگون پر ثابت ہو جاوے
اور لوگ اون پر ایمان لائین - الا ہمارے پیغمبر کا معجزہ یعنی قرآن مجید و فرقان حمید ایسا ہے
جو اشرف و اظہر معجزات اور سب معجزون سے نرالا اور افضل ترین ہے - اب تک
باقی ہی اور قیامت تک باقی رہیگا - دوسرے اور پیغمبرون کے معجزے باقی نہین رہے -
اور جب یہ معجزہ قیامت تک رہا - تو ہر دم آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزون کی
دلیل قائم رہی - اور اسی معجزے کے باعث ہر زمانے مین تا قیام قیامت لوگ مسلمان ہوتے چلے جاینگے

اور اسی واسطے آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اور پیغمبرون کی اُمت سے مسلمان زیادہ ہونگے - اور ہرچند ہماری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہزارون بلکہ لاکھون معجزے ہوئے لیکن قیامت تک باقی رہنے والا معجزہ قرآن ہی ہو - اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اوسی کا ذکر کیا - عادت الٰہی بھی یون ہی جاری رہی ہو کہ جس زمانے کے اقوام مین جس ہنر کا بہت چرچا ہوتا ہو تو اونکے پیغمبر کو بھی اوسی قسم کا معجزہ بدون سیکھے عنایت ہوتا ہے - تاکہ اونکو بلا شبہہ پیغمبر کی راستی معلوم ہوجاے چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت مین جادو کا بہت چرچا تھا - پس اونکو اوسی قسم کا معجزہ ملا - یعنی عصا سانپ بن جاتا تھا اور سب جادوگرون کے جادو کو باطل کرکے غالب آجاتا تھا - اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات مین اکثر شفاے امراض ہوا ہو - اس لئے کہ طب کا بہت چرچا تھا - اور ہماری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین فصاحت اور بلاغت کا عرب مین بہت چرچا تھا - اس واسطے آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معجزہ قرآن ملا - اور حکم ہوا کہ اگر تمکو ہمارے رسول او پیغمبر ہونے مین شبہہ ہو تو ایک چھوٹی سورہ کے برابر بھی کہو - مگر کسی سے نہ ہوسکا - تمامی فصحاے عرب عاجز ہوگئے - یعنی اعجاز کلام اللہ کا براہ بلاغت ہے کیونکہ آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُمی محض تھے اور عرب کے لوگ ایسے فصیح و بلیغ تھے کہ مطول قصائد کا فی البدیہہ تصنیف کرنا او خطبہ عظیمہ کا بے تامل انشا کرنا اونکا روزمرہ تھا - اور اون فصحاے عرب کے مجمع مین آپ نے ڈنکا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ کا بجایا - کوئی شخص اون مین سے مثل سورہ إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ کی بھی نہ لاسکا حالانکہ کلام الٰہی اونھین الفاظ و حروف سے مرکب ہے جن سے اونکا کلام مرکب تھا - اور عربی اونکی زبان تھی کوئی دوسری زبان نہ تھی جس سے وہ لوگ

واقف نہ ہون - اور اوس زمانے سے آج تک حالانکہ معاندان اسلام مین صدہا فصحاو
بلغا گزرے ہین - اور اکثر اونمین سے اہتمام عظیم ابطال معجزات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کرتے رہے مگر کوئی مثل ایک اقصر سورہ کے بھی کوئی فقرہ تصنیف نہ کرسکا - اسی اعجاز قرآنی
کے سبب سے قرآن شریف مین کسی زمانہ مین بھی اختلاف نہین پڑا - حالانکہ اسلام مین بہت
مختلف مذاہب ہوگئے ہین ممکن تھا کہ ہر شخص اپنے مذہب کے موافق بنا لیتا - توریت
اور انجیل چونکہ داخل اعجاز نہ تھی اسی لئے اونمین تحریفین کی گئین اور اختلاف ہوگئے -
قرآن مجید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معجزہ ہے جو روز قیامت تک باقی رہیگا -

## معجزۂ اخبار شہادت امام حسین علیہ السلام و تعدی بنی امیہ و یزید پلید

۱۱ - ابو یعلی رح نے اپنی مسند مین ابو عبیدہ رض سے روایت کی ہی کہ آنحضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "امر میری اُمت کا انتظام سے رہیگا یہانتک کہ سب سے
پہلے اوسمین رخنہ ڈالیگا ایک شخص بنی اُمیہ مین سے" مطابق اسکے واقع ہوا - اور
سب سے پہلے رخنہ انتظام اسلام مین یزید کے سبب سے واقع ہوا کہ وہ شخص فاسق و فاجر شارب
خمر بادشاہ ہوا - اور حضرت امام حسین علیہ السلام کو اوس نے شہید کرایا - اور مدینہ پر
لشکر خونخوار بھیجکر اکثر صحابہ اور صحابی زادون کو قتل کرایا - اور بہتیری زیادتیان کین اور
ظلم کئے - اور مکہ پر بھی عبد اللہ بن زبیر رض پر حملہ کرنے کے لئے لشکر بھیجا - اور اوسکے لشکر نے کعبہ کا
محاصرہ کیا - اور وہان پتھر برسائے - حتی کہ سقف مسجد حرام کو جو کہ لکڑی کی تھی - اون
پتھرون سے سخت صدمہ پہونچا - اور روئی مین گندھک لپیٹ کر اون ملعونون نے مسجد
حرام تک آگ پہونچائی جس سے خانہ کعبہ کا پردہ اور خانہ کعبہ کی دیوارین جل گئین - غرضکہ جس قدر

ظلم اور بے دینی کی باتین یزید سے واقع ہوئین۔ کبھی واقع نہ ہوئی تھین۔ پس آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشینگوئی صادق اوتری +

## معجزۂ خبر آیندہ قیامت

۱۳۔ بخاری شریف مین ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت رسول اللہ صلعم علیہ وسلم نے فرمایا کہ "نہ قائم ہوگی قیامت یہان تک کہ تم اے مسلمانون یہودیون کو قتل کروگے یہان تک کہ کہیگا پتھر جسکے پیچھے یہودی چھپا ہوگا۔ اے مسلمان یہ یہودی ہے میری آڑ مین۔ سو تو اوس کو مار ڈال"۔ یعنی قیامت کے قریب دجال نکلیگا اوسکے لشکر مین اکثر یہودی ہونگے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے دجّال مارا جائیگا۔ تو مسلمان اوس وقت یہودیونکو چن چن کر قتل کرینگے +

## دفعۂ پنجم

## معجزات اخبار خلافت خلفاے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

۱۔ امام احمدؒ اور ترمذیؒ اور ابو داؤدؒ نے سفینہؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "خلافت تیس برس ہوگی۔ پھر سلطنت و بادشاہی ہو جائیگی" چنانچہ اوسکے مطابق واقع ہوا کہ خلافت خلفاے راشدین یعنی چار یار باصفا کی بکمال دینداری و شوکت تھی۔ تیس ۳۰ برس کے عرصے مین تمام ہوگئی۔ بعد خلافت حضرت علی المرتضیٰؓ کے چھ مہینے باقی رہگئے تھے کہ اونمین حضرت امام حسن علیہ السلام نے تمام کرکے خلافت سے دست برداری اختیار کی اور بادشاہت و سلطنت قائم ہوگئی۔ اور اسی سبب سے انتظام دینداری

رعایت عدل جیسا کہ خلفائے راشدین کے عہد میں تھی باقی نہ رہی +

۲- ابن حبان رضؓ نے سفینۂ مولائی آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ میں مسجد تعمیر فرمائی تو ایک پتھر آپ نے بنائے مسجد میں رکھا- اور حضرت ابو بکر صدیق رضؓ سے فرمایا کہ تم اپنا پتھر میرے پتھر کے پاس رکھو پھر حضرت عمر فاروق رضؓ سے فرمایا کہ تم اپنا پتھر ابو بکر رضؓ کے پتھر کے پاس رکھو- اور حضرت عثمان رضؓ سے کہا کہ تم اپنا پتھر عمر رضؓ کے پتھر کے پاس رکھو- اسکے بعد آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ میرے بعد خلیفہ ہونگے- پس مطابق اس حدیث شریف کے واقع ہوا- کہ خلافت بعد آپ کے اسی ترتیب سے ہوئی- یعنی پہلے حضرت ابو بکر صدیق رضؓ خلیفہ ہوئے- پھر حضرت عمر رضؓ اور پھر حضرت عثمان رضؓ-

۳- حاکم رضؓ نے حضرت انس رضؓ بن مالک سے روایت کی ہے کہ اونھوں نے کہا کہ مجھے بنی مصطلق نے آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا- اور کہا کہ یہ ہماری طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو کہ بعد آپ کے ہم صدقات کس کے پاس لائیں- میں نے آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے پوچھا- آپ نے فرمایا کہ میرے بعد ابو بکر رضؓ کے پاس لائیں- میں نے آکر اون لوگوں کو اس ارشاد سے مطلع کیا- پھر اونھوں نے مجھے بھیجا اور کہا یہ پوچھ آؤ کہ اگر ابو بکر صدیق رضؓ پر کچھ حادثہ ہو تو ہم صدقات کس کے پاس لائیں- میں نے جاکر پوچھا- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمر رضؓ کے پاس- پھر اون لوگوں نے مجھ سے کہا کہ اب جا کے یہ پوچھو کہ اگر عمر رضؓ پر بھی کچھ حادثہ آئے- تب ہم صدقات کس کے پاس لائیں- میں نے جاکے پوچھا- آپ نے فرمایا عثمان رضؓ کے پاس- میں نے آکر اون لوگوں کو بتادیا- اونھوں نے کہا پھر جاکر پوچھ آؤ کہ اگر عثمان رضؓ پر بھی کچھ حادثہ آئے تو ہم کس کے پاس لائیں- جاکر پوچھا- آپ نے فرمایا کہ

"اگر عثمان پر کچھ حادثہ آئے تو خرابی ہے تمھین ہمیشہ اور خرابی"۔ پس موافق اس حدیث شریف کے خلفائے ثلثہ نے علی الترتیب خلافت کی۔ اور فساد بھی حضرت عثمانؓ کے وقت شہادت سے شروع ہوگیا۔

۴۔ بخاری اور مسلم مین ابی موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ اونھون نے کہا کہ مین رسول اللہ کے ساتھ مدینہ کے باغون مین سے ایک باغ مین تھا۔ ایک شخص نے دروازے پر آیا اور اوس نے دستک دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا "کھول دو۔ اور اس آنے والے کو بہشت کی بشارت دو" مین نے دروازہ کھولا تو حضرت ابو بکر صدیقؓ تھے۔ اونکو مین نے آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے موافق بشارت دی۔ وہ حمد الٰہی بجالائے۔ پھر ایک اور شخص نے آکر دروازہ پر دستک دی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا "کھول دو اور اس آنے والے کو بہشت کی بشارت دو" مین نے دروازہ کھولا تو حضرت عمر فاروقؓ تھے۔ مین نے اونھین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کے موافق بشارت دی۔ وہ بھی حمد الٰہی بجالائے۔ پھر ایک اور شخص دروازے پر آیا اور اوس نے دستک دی۔ آپ نے مجھ سے فرمایا کہ "کھول دو اور اس شخص کو بشارت دو بہشت کی اوپر ایک بلوے کے جو اوسے پہونچیگا" مین نے دروازہ کھولا تو حضرت عثمانؓ تھے۔ اونکو مین نے آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی خبر دی۔ وہ حمد الٰہی بجالائے۔ اور اونھون نے بلوے کی خبر پر کہا کہ خدا کی مدد چاہیے۔ غرض اس حدیث مین آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ پر بلوے کے ہونے کی خبر دی۔ اور بیان اوسکے واقع ہوا۔ کہ آخر خلافت حضرت عثمانؓ ذی النورین مین اہل مصر و عراق بلوہ کرکے آئے اور اونھین مفسدون نے اونھین شہید کیا۔

۵- بیہقی (رح) نے دلائل النبوۃ مین ابو ذر (رض) سے روایت کی ہی کہ مین آنحضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اوقات خلوت کا خیال کرکے اکثر دربار تنہائی مین جا پہونچتا
تھا۔ ایک دن آپ کو اکیلا پایا۔ مین اس خلوت کو غنیمت جانکر آپ کے حضور مین جا بیٹھا
اسی اثنا مین حضرت ابو بکر صدیق (رض) تشریف لائے اور سلام کرکے آپ کے داہنی طرف بیٹھ گئے
پھر حضرت عمر فاروق (رض) آئے اور سلام کرکے حضرت ابو بکر صدیق (رض) کی داہنی طرف بیٹھ گئے۔
بعد ازان حضرت عثمان ذی النورین (رض) تشریف لائے۔ اور سلام کرکے حضرت عمر فاروق (رض)
کی داہنی جانب بیٹھ گئے۔ آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سات کنکریان
پڑی ہوئی تھین۔ آپ نے اونکو اوٹھا کر کف مبارک مین رکھین۔ وہ کنکریان تسبیح کرنے لگین
اور اونکی آواز ہم سبھون نے سُنی جیسے شہد کی مکھی آواز کرتی ہی۔ پھر اون کنکریون کو آپنے
رکھ دیا وہ چپ ہوگئین۔ بعد ازان آپ نے اوٹھا کر حضرت ابو بکر صدیق (رض) کے ہتھیلی پر رکھدیا
وہ تسبیح کرنے لگین اور اونکی آواز شہد کی مکھیون کی سی سُنی گئی۔ بعد اوسکے حضرت ابو بکر
صدیق (رض) نے رکھدین وہ چپ ہو رہین۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو لیکر حضرت عمر فاروق (رض)
کے ہاتھ پر رکھدیا۔ وہ تسبیح کرنے لگین۔ اور ایسی آواز سنی گئی گویا شہد کی مکھیان بولتی ہین
پھر حضرت عمر (رض) نے اونھین رکھدیا۔ وہ کنکریان چپ ہو رہین۔ بعدہٗ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اونھین اوٹھا کر حضرت عثمان (رض) کے ہاتھ پر رکھا وہ پھر تسبیح کرنے لگین۔ حضرت عثمان (رض)
نے اونھین رکھدیا وہ چپ ہو رہین۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ خلافت نبوت کی
ہے۔ حافظ ابو القاسم (رح) نے بھی یہ حدیث اپنی تواریخ مین حضرت انس (رض) سے روایت کی ہی
اور اتنا اور زیادہ لکھا ہی کہ پھر اون کنکریون کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حاضرین
مین سے ہر ایک کے ہاتھ مین رکھا مگر کسی کے ہاتھ مین اون کنکریون نے تسبیح نہ کی۔ اور

اسی لئے بعض شارحین نے لکھا ہی کہ اوس وقت حضرت علی مرتضیٰؓ حاضر نہ تھے۔ ورنہ کنکریان اونکے ہاتھہ مین بھی تسبیح کرتین۔ کس لئے کہ وہ بھی خلیفہ برحق تھے۔

۱۷۔ ابوداؤدؒ نے سمرہ بن جندبؓ سے اور حاکمؒ نے سفینہؓ سے روایت کی ہے۔ کہ آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ جب نماز صبح سے فارغ ہوتے تو اصحاب کی طرف متوجہ ہوکے استفسار فرماتے کہ آیا کسی نے تم مین سے خواب دیکھا ہی۔ ایک شخص نے عرض کی کہ "یارسول اللہ مین نے خواب مین دیکھا گویا ڈول آسمان سے لٹکایا گیا۔ آئے حضرت ابوبکرؓ اور اوس ڈول کو اوسکی رسیون سے تھاما۔ اور تھوڑا سا پانی پیا۔ پھر آئے حضرت عمرؓ اور اونھون نے بھی اوس ڈول کو رسیون سے تھامکر پانی پیا۔ یہانتک کہ خوب سیر ہوگئے۔ پھر آئے حضرت عثمانؓ اور اونھون نے بھی ڈول کو رسیون سے تھام کے پانی پیا۔ یہانتک کہ خوب سیر ہوگئے بعد ازان حضرت علیؓ آئے اور ڈول کو رسیون سے تھاما۔ پھر رسیان کھل گئین اور کچھ اوسمین سے پانی حضرت علیؓ پر آپڑا"۔ یہ سنکر آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک متغیر ہوگیا۔ آپ نے فرمایا کہ "خلافت تیس۳۰ برس رہیگی۔ بعد اسکے بادشاہت ہوجائیگی"۔ چنانچہ اس حدیث شریف کے موافق خلافت تین برس رہی اور اصحاب اربعہ علی الترتیب خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے گئے۔

## دفعہ ششم

## معجزۂ اخبار حدوث فرقۂ خوارج و روافض

۱۔ صحیحین و دیگر کتب احادیث مین حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہی کہ آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰؓ کو سردار لشکر بناکر ایک جماعت

مجاہدین کے ساتھ یمن کی طرف روانہ فرمایا تھا۔ جب حضرت علی فتحیاب ہوئے تو وہان سے کچھ مال غنائم ہاتھ آئے۔ وہ کل مجاہدین پر تقسیم کئے گئے۔ خمس اوسکا مدینہ طیبہ حسب معمول آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین بھیجا گیا۔ جو مٹی ملا ہوا کچا سونا تھا۔ آپ نے اوس سونے کو صرف چار آدمیون کے درمیان ایک اَقرَع۔ دوسرے عُیَینَہ۔ تیسرے عَلقَمَہ۔ چوتھے زید خیل پر تقسیم کردیا۔ یہ چارون اصحاب عرب کے سردارون مین سے تھے۔ تازہ اسلام لائے تھے۔ اس لئے آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کچا سونا صرف اونھین محض اونکی دلداری اور ناداری کے خیال پر عطا کیا۔ بنی تمیم کی قوم مین سے ایک شخص منافق ذوالخویصرہ نام وہان موجود تھا۔ اوس نے کہا ای پیغمبر خدا سے ڈر عدل کر برابر تقسیم کر اور ہمکو بھی اوس سے دے۔ اوس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ای کمبخت اگر مین عدل نہ کرونگا تو پھر دنیا مین کون عادل پیدا ہوگا۔ حضرت عمر فاروق رضی وہان موجود تھے۔ اونھون نے عرض کی یا رسول اللہ حکم ہو تو مین اسکی گردن اوتار دون کیونکہ یہ منافق ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے براہ ترحم فرمایا کہ مت مارو جانے دو۔ لوگ کہینگے کہ پیغمبر اپنے ساتھیون کو مارتا ہی۔ جب وہ شقی ازلی وہان سے اوٹھ گیا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث فرمائی کہ "مقرر اسکی اصل اور نسل سے ایک قوم بے دین پیدا ہوگی کہ قرآن پڑھیگی مگر اوسکے گلون سے نیچے نہ اوتریگا یعنی دل مین قرآن کی تاثیر نہوگی صرف زبان سے پڑھین گے اوس پر کبھی عمل نہ کرینگے۔ مسلمانون کو قتل کرینگے۔ اور بت پرستون کو چھوڑ دینگے۔ وہی لوگ نکل جائینگے اسلام سے جیسے تیر نکلجاتا ہی نشانے سے۔ نشانی اونکی ایک کالا آدمی ہوگا کہ اوس کا ایک بازو مثل پستان عورت کے ہوگا جنبش کرتا ہوا۔ اور خروج کرینگے وہ لوگ اوپر بہترین فرقے کے آدمیون مین سے" حضرت ابو سعید خدری رضی فرماتے ہین

کہ قسم خدا کی وہی قوم خارجی پیدا ہوئی جس نے جناب امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰؓ کی امامت کو نہ مانا - اور حضرت علیؓ نے اونکے ساتھ بازار قتال گرم کیا - اور مین حضرت علیؓ کے ساتھ اوس جنگ نہروان مین موجود تھا - عجیب معجزہ آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ظاہر ہوا - کہ جو نشانی آپ نے فرمائی تھی وہ اوسمین موجود تھی - چنانچہ اون علامتون کو جناب امیر علیہ السلام نے خود ملاحظہ فرمایا اور سب لوگون کو بھی دکھایا - پس یہ عمدہ معجزہ آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ جیسا آپ نے فرمایا تھا ویسا ہی ظاہر ہوا - اور اس حدیث شریف کے موافق دو فرقے حضرت علی مرتضیٰؓ کے زمانۂ خلافت مین پیدا ہوئے - ایک فرقہ خارجیہ جسکا ذکر اوپر ہوا جسنے نے حضرت علی مرتضیٰؓ کی خلافت نہ مانی - اور دوسرا فرقہ رافضیہ جو بعد خلافت خلفائے راشدین کے خلافت اصحاب ثلثہ کا قائل نہوا - پس انھین دونون فرقون کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ایسے لوگ بھی مسلمانون مین ہونگے جو قرآن پڑھینگے ظاہر عبادت کرینگے - اور دل مین اونکے ایمان ذرہ کے برابر بھی نہوگا - یعنی دل مین اونکے شرک و بدعت اور زبان پر رفض ہوگا - اور صریح بت پرستی کرینگے - اور انھین دونون فرقے مین یہ بات پائی جاتی ہے - اونکی عبادت اور قرآن خوانی کا کچھ اعتبار نہین - روافض نے تو صاف جواب ہی دیدیا ہے کہ یہ قرآن آسمانی نہین ہے بلکہ بیاض عثمانی ہے (چنانچہ اسکی بحث باب پنجم مین بہ ذکر خلافت جناب امیر علیہ السلام آگے آئیگی) عقلمند مسلمان کو چاہیئے کہ انکی ظاہری عبادت پر دھوکھا نہ کھائے - اور اونکی فلسفیانہ اور منطقی تقریر پر دھیان نہ دے -

۲ - دار قطنیؒ نے حضرت علی مرتضیٰؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریب ہے کہ بعد میرے ایک قوم آئیگی کہ اوسکا لقب یہ ہوگا کہ لوگ اوسے رافضی کہینگے - اور تو اونھین پائے تو قتل کیجیو کہ وہ لوگ مشرک ہین - حضرت علیؓ

فرماتے ہین مین نے عرض کی یارسول اللہؐ اونکی علامت کیا ہی۔ آپ نے فرمایا کہ "تجھے بڑھائینگے ایسے اوصاف پر جو تجھہ مین نہین ہین۔ اور طعنہ کرینگے سلف پر" اس حدیث شریف مین آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص حدوث فرقۂ روافض کی خبر دی ہی اور موافق اسکی وقوع مین آیا بزمان خلافت حضرت علی مرتضیٰؓ باغوای عبداللہ ابن سبا (یہود) فرقۂ روافض پیدا ہوا۔ وہ لوگ بسبب خالص اتباع یہود مذکور کے جناب امیر علیہ السلام کو خدا کہنے لگے۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونھین مشرک فرمایا۔ اور حضرت علی مرتضیٰؓ کی مدح مین اتنا افراط کرتے ہین کہ پیغمبرون کے برابر بلکہ اکثر پیغمبرون سے آپ کو افضل جانتے ہین۔ اور اصحاب کبار اور بزرگان سلف پر طعن کرتے ہین۔ اور دارقطنیؒ نے حضرت علی مرتضیٰؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ بھی روایت کی ہی کہ وہ لوگ دعویٰ اہلبیت کی محبت کا کرینگے۔ اور حقیقت مین ایسے نہونگے۔ اور پہچان اونکی یہ ہی کہ وہ لوگ سوائے حضرت علیؓ کے اور سب خلفای راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو برا کہین گے" پس یہ کل باتین اس فرقہ مین موجود ہین لعنت اللہ علے الظالمین۔

۳۔ مشکوٰۃ شریف مین امام احمدؒ نے ذکر کیا ہی کہ حضرت علیؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو فرمایا کہ اے علیؓ تجھین مشابہت ہی کچھہ عیسیٰ علیہ السلام کی کہ بغض کیا یہودیون نے اون سے اس قدر کہ بہتان کیا اونکی مان پر۔ اور دوستی رکھی اون سے نصاریٰ نے اس قدر کہ پہونچایا اونکو ایسے مرتبہ تک کہ وہ مرتبہ اونکا نہ تھا" پھر فرمایا حضرت علی مرتضیٰؓ نے کہ تباہ ہونگے میرے مقدمہ مین دو شخص۔ ایک دوست رکھنے والا حد سے زیادہ کہ مدح کریگا میری ایسی کہ وہ بات مجھہ مین نہین۔ اور دوسرا بغض رکھنے والا کہ باعث ہوگی اوسکو عداوت میری اس بات پر کہ بہتان باندھیگا مجھپر" یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سچا مرتبہ یہی تھا

کہ وہ پیغمبر تھے۔ اور بغیر باپ کے خدا کی قدرت سے غیبی روح سے پیدا ہوئے تھے۔ اونکو
نصاریٰ نے حد سے زیادہ دوست رکھا۔ حتیٰ کہ اونکو خدا کا اکلوتا بیٹا کہنے لگے۔ اور اونسے
منتین مرادین مانگنے لگے۔ اور یہودیون نے اون سے عداوت رکھی۔ اور اونکی مان
حضرت مریم علیہا السلام پر بہتان باندھا۔ اور اونکو جھوٹھا بتایا۔ اور اونکے پیغمبر ہونے سے
انکار کیا۔ ویسا ہی آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو فرمایا کہ تمھارا اور عیسیٰ مسیح کا
اس مقدمہ مین یکسان حال ہے کہ تم سے بھی بعض لوگ بغض و عداوت رکھین گے اور تم پر بہتان
باندھینگے۔ اور بعض لوگ تم سے حد سے زیادہ دوستی رکھینگے۔ اور ایسا مرتبہ تمھارا بیان کرینگے
جو تم مین نہین ہی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ فرقہ خوارج نے حضرت علی مرتضیٰؓ پر بہتان باندھا۔ کہ یہ
مسلمان نہ تھے۔ اور دنیا کے طالب تھے کہ بعد آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے آپکی
بی بی حضرت عائشہ صدیقہؓ کی ہتک حرمت کی اور اونھین نے حضرت عثمان ذوالنورینؓ کو
شہید کرایا۔ اور خلیفہ برحق حضرت ابوبکر صدیقؓ سے کئی مہینے تک باغی رہے۔ اور ناحق پر
ہوکر حضرت معاویہؓ اور شامی مسلمانون سے فساد کیا۔ اور پنچایت قائم کرکے پنچایت سے پھر گئے
اور وہ تقیہ کرتے تھے۔ اور اپنا مذہب چھپاتے تھے۔ ظاہر مین کچھ اور تھے اور باطن مین
کچھ اور۔ اور دوسرے فرقہ روافض نے حضرت علی مرتضیٰؓ سے حد سے زیادہ محبت کی
اور ایسا مرتبہ اونکا بیان کیا جو اونمین نہ تھا۔ اور یون کہنے لگے کہ پیغمبری اللہ کی طرف سے
پہلے حضرت علیؓ ہی کو اوتری تھی۔ مگر جبرئیلؑ نے بھول کر آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو
وحی پہونچا دی۔ بلکہ خود خدا ہی برتر حضرت علیؓ کے بھیس اور قالب مین تھا۔ اور حضرت علی مرتضیٰؓ کا
مرتبہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر ہے یا حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سے بھی اونکا مرتبہ زیادہ ہے
اور بروز حشر حضرت علی مرتضیٰؓ جسکو چاہین گے بہشت مین بھیجین گے اور جسکو چاہین گے

دوزخ مین ڈالین گے بیشک کشا ہین - اور جس کو حضرت علیؓ سے اس طرح کی محبت ہو وہ کیسے ہی بُرے کام کیون نہ کرے - اوس سے حساب کتاب نہ ہوگا - وہ قطعی بہشتی ہی - اسلیئے خود حضرت علیؓ نے فرمایا ہی کہ ان دونون فرقہ کے لوگ تباہی مین آگئے - اور اونکا ایمان تباہ ہوگیا - میرے مرتبہ سے مجھکو زیادہ وکم جاناؔ اور آپکا جو سچا مرتبہ تھا کہ حضرت علی مرتضیٰؓ آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تھے اللہ کے مقبول اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب تھے اس کو بھول گئے - آپ کے اس مرتبہ مین افراطؔ تفریط کرنے کی نسبت اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہی کہ خارجیون اور رافضیون دونون ہی کا ایمان تباہ ہے -

۴ - امام احمدؒ اور ابوداؤدؒ نے حضرت ابن عمرؓ سے اور طبرانیؒ نے معجم اوسط مین انسؓ سے روایت کی ہی کہ آنحضرت رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - کہ قدریہ مجوس اس امت کے بھی ہین - یعنی کچھ لوگ اس امت مین قدریہ ہوجاینگی وہ بمنزلہ مجوس کے ہونگے" قدریہ اون لوگون کو کہتے ہین جو بندی کو قادر مختار اور خالق اپنے افعال کا جانتے ہین - اور تقدیر الٰہی کے منکر ہین - اور بندون کے افعال مین خداتعالیٰ کو بے دخل محض جانتے ہین - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی فرقہ کے پیدا ہونے کی خبر دی - اور مطابق اوسکے واقع ہوا کہ معتزلہ اور روافض پیدا ہوئی - اور یہ سب قدریہ ہین بندے کو اپنے افعال کا خالق سمجھتے ہین - اور قدر (یعنی تقدیر الٰہی) کے منکر ہین - اور اس فرقے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وجہ سی مجوس فرمایا کہ جس طرح مجوس دو خالق کے قائل ہین - ایک یزدان خالق خیر - دوسرا اہرمن خالق شر اسی طرح یہ لوگ خداے تعالیٰ کو خالق جواہر کا - اور بندون کو خالق اپنے افعال کا کہتے ہین

۵۔ امام احمدؒ اور ابو داؤدؒ نے حضرت ابن عمرؓ سے یہ بھی روایت کی ہی کہ آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قدریہ مجوس اس امت کے ہین۔ جب وہ بیمار ہون اونکی عیادت نہ کرو۔ اور جب مرجائین اونکے جنازے پر مت جاؤ۔" اور امام مسلم اور ترمذی نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہی کہ آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "میری امت مین خسف اور مسخ ہوگا۔ اور یہ اون لوگون مین ہوگا جو منکر قدر کے ہونگے۔"

ف ۱ واضح رہی کہ روافض بھی قدر کے منکر ہین۔ اور اون مین مسخ اور خسف حسب فرمودہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واقع ہوا ہی۔ چنانچہ چند حکایتین شواہد النبوۃ سے اس جگہہ ذکر کی جاتی ہین۔

**حکایت اول مسخ**:۔ امام مستغفری نے کتاب دلائل النبوۃ مین روایت کی ہی کہ ایک ثقہ نے بیان کیا کہ ہم تین آدمی ملک یمن کو جاتے تھے۔ اور ہمارے ساتھ ایک شخص کوفے کا تھا۔ وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کو بُرا کہا کرتا تھا ہم ہر چند اوسے منع کرتے تھے وہ باز نہین آتا تھا۔ جب ہم لوگ یمن کے قریب پہونچے۔ تو ایک جگہہ اوترکر سو رہی۔ اور جب کوچ کا وقت آیا تو ہم سب نے اوٹھکر وضو کیا۔ اور اوس کوفی کو جگایا۔ وہ اوٹھکے کہنے لگا کہ افسوس مین تمسے جدا ہوکر اسی منزل مین رہجاؤنگا۔ ابھی مین نے آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ آپ میرے سر پر کھڑے ہوکر فرماتے ہین کہ "اے فاسق تو اس منزل مین مسخ ہوجائیگا۔" ہمنے کہا کہ اوٹھ وضو کر اوس نے پاؤن اپنے سمیٹے۔ پھر ہمنے دیکھا کہ اونگلیون سے وہ مسخ ہونا شروع ہوا۔ اور دونون پاؤن اوسکے بندر کے سے ہوگئے۔ پھر گھٹنون تک۔ پھر کمر تک۔ پھر سینے تک۔ پھر سر اور منہ تک مسخ کا درجہ پہونچا۔ اور وہ بالکل بندر بن گیا۔ ہمنے اوسے

پکڑکے اونٹ پر باندھ لیا اور وہان سے روانہ ہوئے۔ اور غروب آفتاب کے وقت ایک جنگل مین پہونچے وہان چند بندر جمع تھے۔ اوس نے جب اونھین دیکھا رسی توڑ اکر اون مین جا ملا۔

حکایت دوم مسخ :۔ امام مستغفریؒ نے یون بھی ایک روایت کی ہی کہ ایک مرد صالح نے بیان کیا کہ ایک شخص کوفے کا جو حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کو برا کہتا تھا۔ ہمارے ساتھ ہمسفر ہوا۔ ہمنے ہرچند اوسے نصیحت کی اوس نے ہرگز نہ مانا۔ ہمنے اوس سے کہا کہ ہمسے تو علیحدہ ہوجا۔ وہ علیحدہ ہوگیا۔ جب ہم اوس سفر سے واپس آنے لگے اوس کے غلام کو ہمنے دیکھا۔ اوس وقت اوس سے کہا کہ اپنے آقا سے کہدینا کہ ہمارے ساتھ گھر چلے۔ اوس نے کہا کہ اوسکی ایک عجیب حالت ہوگئی۔ دونون ہاتھ اوسکے مثل خوک کے ہوگئے ہین۔ یہ سنکر ہم اوسکے پاس گئے۔ اور اوس سے کہا کہ ہماری ساتھ گھر چل۔ اوس نے کہا مجھ پر عجیب مصیبت پڑی ہی۔ یہ کہکر اپنے دونون ہاتھ آستینون سے نکال کر دکھائے کہ مثل خوک کے ہوگئے تھے۔ پھر وہ ہمارے ساتھ ہوا۔ اثنائے راہ مین ایک جگہہ بہت سے خوک مجتمع تھے۔ اوس نے اونکو دیکھکر اپنے کو مرکب سے گرادیا۔ اور سرتاپا بالکل خوک کی صورت پکڑکر اون سورون مین شامل ہوگیا۔

حکایت سوم خسف :۔ محب طبریؒ نے ریاض النضرۃ مین روایت کی ہی کہ ایک قوم رافضیان حلب مین سے امیر مدینہ منورہ کے پاس آئی اور بہت سامال اور عمدہ تحفے اپنے ساتھ لائی اور اوس نے درخواست کی کہ ایک دروازہ حجرۂ روضۂ اقدس کا کھلوادیا جاے۔ تاکہ وہ جسد اطہر حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کو وہان سے نکال لیجائین۔ امیر مدینہ نے جو بدمذہب اور لالچی تھا۔ بسبب محبت دنیا کے اس بات کو قبول کرلیا۔

اور دربان حرم شریف کو بلا کر کہہ دیا کہ جب لوگ آئین دروازہ حرم شریف کا کھول دیجیو۔
اور جو فعل کرین اونھین منع مت کیجیو۔ دربان مذکور کہتا ہی کہ جب لوگ عشا کی نماز پڑھکر
مسجد نبوی سے چلے گئے۔ اور دروازے حرم شریف کے بند ہوگئے تو اوس وقت
چالیس آدمی پھاوڑے اور کدال لئے اور مشعل جلاتے ہوئے آئے اور باب السلام پر
کھڑے ہوئے۔ اور کیواڑ کھٹکھٹایا۔ مین نے موافق حکم امیر کے دروازہ کھول دیا۔ اور
ایک گوشہ مسجد مین بیٹھ کے رونے لگا۔ کہ یا الٰہی کیا قیامت قائم ہوگئی۔ سبحان اللہ ہنوز
وہ لوگ منبر شریف کے متصل بھی نہین پہونچے تھے کہ اون سبھون کو مع اونکے تمام
اسباب و آلات کے اوس ستون کے پاس جو قریب محراب عثمانی کے ہے زمین نگل گئی۔ امیر
منتظر تھا کہ اپنے کام سے فراغت کرنے کے بعد وہ لوگ میرے پاس آئین گے۔ جب دیر ہوئی
تو امیر نے مجھے بلا کر حال پوچھا۔ مین نے جو کچھ دیکھا تھا بیان کیا۔ یہ سنکر امیر کہنے لگا کیا تو
دیوانہ ہوگیا ہی سمجھ کے کہہ کیا کہتا ہی۔ مین نے کہا کہ امیر خود چل کر دیکھ لیوے کہ اب تک
اثر خسف اور اون کے بعض کپڑے نمودار ہین۔ اوس نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ
درحقیقت زمین اون کمبختون کو مع سامان کے نگل گئی ہے اور جو کچھ آلات تھے وہ سب کے
سب اوسکے سامنے زمین کے اندر گھس گئے۔

۴۔ امام احمدؒ اور ابو داؤدؒ اور ترمذیؒ اور حاکمؒ نے روایت کی ہی کہ آنحضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریب ہے کہ میری اُمت تہتر فرقے ہو جائیگی۔ وہ سب دوزخی
ہونگے اِلّا ایک فرقہ۔ اصحاب نے عرض کی یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہونگے جو نجات پائینگے۔
فرمایا کہ "جو لوگ میرے طریقہ پر اور میرے اصحاب کے طریقے پر ہونگے"۔ پس اس حدیث مین
آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ آپ کی اُمت مین تہتر فرقے ہو جائینگے۔

اور وہ سب دوزخی ہونگے - مگر ایک فرقہ جو آپ کے طریقے پر اور آپ کے اصحاب کے طریقے پر ہوگا جنتی ہوگا - اور مطابق اسکے واقع ہوا کہ بعد زمانۂ خلفای راشدین کے اختلاف امت مین باعتبار عقائد کے بکثرت شروع ہوا - اور روافض اور خوارج اور معتزلہ اور جبریہ وغیرہ پیدا ہوئے - اور اختلافات بڑھتے بڑھتے نوبت بہتر فرقون تک کی پہونچی - اون مین سے صرف اہل سنت و جماعت آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور اصحاب کبار کے طریقہ پر ہین ✣

# فصل بست و چہارم

## بیان حجۃ الوداع آنحضرت پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

۱ - تاریخ ابو الفدا مین لکھا ہی کہ جبکہ آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خیال اقدس مین آیا کہ ارکان حج کو بہت اچھی طرح ادا کرنا چاہیے تاکہ امت کے لئے ایک تعلیم ہو جاے اور آپ کو حج آخر سے بھی اطلاع ہو چکی تھی تو آپ نے نہ صرف مدینہ منورہ مین بلکہ تمام اطراف و جوانب مین منادی کرا دی - اِس فرمان پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے سنتے ہی تمام مختلف اقوام عرب آبادی جنگل پہاڑ صحرا اور قریون سے مدینہ طیبہ مین آکر مجتمع ہوئے - اس قدر اژدہام تھا کہ شہر کے اندر کہین لوگون کو قیام کرنیکی جگہہ نہین ملتی تھی - حتی کہ فصیل شہر کے باہر بیشمار خیمے نصب ہوئے - اس موقع پر واشنگٹن ارونگ (عیسائی مورخ) بیان کرتا ہے کہ یہ مختلف اقوام عرب جو نہایت سرکش جنگجو اور ہمیشہ متمرد اور نافرمان رہا کئے اور آپس مین خصومت اور کشت و خون کیا کرتے تھے آج وہ سب کے سب دین اسلام کی بدولت باہم متفق اور آپسمین بھائی معلوم ہو رہے ہین - اس امر سے اسلام کی عجیب فتحمندی اور عظمت ظاہر ہوتی ہے -

۲ - آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت جلد سامان سفر مہیا کرکے اور اپنی

کل بیبیون کو جو اوس وقت شمار مین نو تھین ہمراہ لیکر ۲۵ ذیقعدہ مطابق ۲۳ فروری ۶۳۲ء
کو مدینہ طیبہ سے روانہ ہوئے - ہر ایک بی بی کی سواری کے لئے عماریان اونٹون پر رکھی
گئین جنمین وہ بآرام تمام سفر کر رہی تھین - کہتے ہین کہ پچپن ۵۵ ہزار - اور بعض روایت مین
نوے ہزار - اور بعض مین ایک لاکھ چودہ ہزار اصحاب شریک قافلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے
اور تمامی حجاج کے ساتھ بے شمار اونٹ بھی قربانیون کے لئے لے لئے گئے تھے -

۳ - پہلی منزل مدینہ سے تھوڑے ہی فاصلہ پر ہوئی - جہان پر حسب الحکم
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابیون نے احرام باندھا - اور علی الصباح مسجد نبوی مین نماز فجر
ادا کرنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اونٹ القصوہ نامی پر سوار ہوئے - وہان
سے جب میدان البیضہ مین فروکش ہوئے تو آپ نے بدرگاہ قاضی الحاجات مناجات شروع کی
اور کل اصحاب کرام اوس دعا مین شریک تھے اور آمین کہتے جاتے تھے - وہ آخری
دردانگیز موثر اور خالص دعا یہ تھی " اے اللہ ہم یہان تیری بندگی مین حاضر ہین - تیری
پرستش مین موجود ہین - تو وحدہٗ لاشریک ہے - اور تو ہی معبود ہے اور خالص بندگی تیری ہی
لئے ہے - تو شہنشاہ مطلق ہے اور ساری خدائی تیری ہے - اوس مین کوئی تیرا شریک نہین "

۴ - مورخین متقدمین کہتے ہین کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی
عربستان مین اپنی آخر عمر مین اسی طرح جبل قبیس پر چڑھکر باواز بلند دعا کی تھی - جس کو تمام
لوگون نے سنا اور دل و زبان سے خدائی خالص پرستش کا اقرار کیا تھا حتی کہ بچے بھی اپنی ماؤن کے
پیٹ کے اندر یہی پکارتے تھے کہ بارخدایا ہم تیری ہی بندگی مین سرنگون ہون "

۵ - پس حجاج منازل طے کرتے اور اپنے خالق کی یاد مین تسبیح کرتے اور
اور وقت پر نمازین ادا کرتے ہوئے بغیر مزاحمت احدے بآرام تمام مکہ کے قریب پہونچے

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۸ ر ذیحجہ مطابق ۶ رمارچ کو شہر پناہ کے اوس پھاٹک سے داخل ہوئے جس سے مجاہدین بوقت فتح مکہ داخل خانۂ کعبہ ہوئے تھے۔

۶- ابوالفدا اور واشنگٹن ارونگ اپنی اپنی تاریخ مین لکھتے ہین کہ مکہ معظمہ مین آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی رونق افروزی کے چند گھنٹون کے بعد حضرت علی مرتضیٰ بھی اوس وقت جو ملک یمن مین امیر لشکر بنا کر روانہ کئے گئے تھے آکر شریک حج ہوے اور وہ بھی اپنے ہمراہ بہت سے اونٹ قربانی کے لئے لائے تھے۔ چونکہ یہ حج آخری تھا۔ اور آنحضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ منظور تھا کہ ارکان حج سے لوگ کامل طور سے واقف ہو جائین۔ لہذا آپ نے کل ارکان بہ نظر تعلیم ادا کئے۔ خانۂ کعبہ کا طواف کیا۔ کوہ صفا و مروا کے درمیان دوڑے۔ اور ترسٹھ اونٹ اپنی عمر شریف کے برابر قربان کئے اور حضرت علیؓ نے بھی اپنی عمر کے برابر اپنی جانب سے خاص اپنے دست مبارک سے ۳۷ اونٹون کی قربانی کی۔ بعدازان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام سر مبارک کے بال منڈائے اور دہنی جانب سے شروع کرکے بائین طرف ختم کیا۔ اوس وقت کل صحابہ کرام نے آپکے موئے مبارک کو لیکر بحفاظت تمام اپنے اپنے پاس رکھا کہتے ہین خالد بن ولید کے پاس بھی چند موئے مبارک تھے جنکو وہ اپنی دستار مین جنگ کے وقت رکھا کرتے تھے۔ اور راویان کا بیان ہے کہ انھین موی مبارک کی برکت سے برابر لڑائیون مین فتحیاب و ظفرمند ہوتے تھے۔

۷- اس مرتبہ چونکہ آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے سفر آخرت سے آگاہی ہو چکی تھی اس لئے آپ نے تمام شہر مکہ معظمہ مین نہایت ہی شد و مد سے وعظ فرمایا۔ کبھی خانۂ کعبہ مین منبر پر اجلاس فرماکر۔ کبھی کوچہ و بازار اور وسیع میدان مین۔ کبھی کھڑے ہوکر اور کبھی اپنے اونٹ پر سوار ہوکر۔ الغرض کوئی وقت بیش قیمت پند و نصائح سے خالی نہ تھا۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ "اے سامعین مین بھی ایک آدمی تمھارے مثل ہون۔ فرشتۂ پیغام کون وقت میرے پاس آئے۔

اور ہین اوسکی طلب پر چلا جاؤن" آپ نے وعظ کے اندر نہ صرف دینی تعلیم فرمائی بلکہ وہ ایسی بیش بہا تربیت اور ہدایت تھی جو انسان کے خانگی اور عام امورات مین بھی تمامی عمر کیلئے دستور العمل ہوگئی۔ اور وہ نصائح ایسے پسندیدہ اور کارآمد تھے کہ آج تک اوسی تعلیم کا اثر تمامی اسلامی دنیا کے دلون پر باقی ہی اور تا قیام دنیا باقی رہیگا۔

۸۔ مشکوٰۃ شریف کے باب مناقب علیؓ مین لکھا ہی اور واشنگٹن ارونگ بھی اپنی تاریخ مین لکھتا ہی کہ آنحضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے رخصت ہوکر جب مقام غدیر خُم مین تشریف لائے تو آپ نے وہان کل اصحاب کو یکجا کرکے اور اونکے درمیان کھڑے ہوکر (اور بعض روایت مین یون ہی کہ اونٹ پر سوار ہوکر) خطبہ پڑھا۔ اور نہایت شد و مد سے وعظ فرمایا۔ اور قرآن مجید پر عمل کرنے کی تاکید مزید فرمائی۔ بعد ازان اہلبیت کی عظمت اور بزرگی بیان فرماکر اونکے ساتھ دوستی اور محبت کرنے کا سب سے اقرار کرایا۔ اور چونکہ آپکو یہ بھی خبر ہوگئی تھی کہ منافقین حضرت علیؓ کی شان مین بُرا بھلا کہتے ہین۔ اور یمن کی لڑائی مین جہان وہ امیر لشکر بناکر بھیجے گئے تھے کچھ مسلمان اون سے آزردہ خاطر اور ناراض ہوگئے ہین۔ اس لئے آپ نے اونکی صفائی کے لئے حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑکر تمام لوگون سے فرمایا" کیا مین سب مسلمانون کی جان سے زیادہ اونکا دوست نہین ہون" اصحاب نے عرض کی کہ ہان سچ ہے یا رسول اللہ آپ سب مسلمانون کی جان سے زیادہ دوست ہین۔ پھر خاص کرکے فرمایا" کیا مین ہر مومن کو اونکی جان سے زیادہ دوست نہین ہون" پھر سب اصحاب نے عرض کی کہ ہان سچ ہے یا رسول اللہ۔ جب سب نے اِس بات کا اقرار کیا تو آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ "خدایا جیسا میری دوستی کا مسلمانون کو تو نے حکم کیا۔ ویسا ہی ہر مسلمان علیؓ کو بھی دوست رکھے۔ اور جو علیؓ کو دوست رکھے

اوس سے تو بھی دوستی رکھہ - اور جو علیؓ سے دشمنی رکھے اوس سے تو بھی دشمنی رکھہ" بعد اس خطبہ کے حضرت عمر فاروقؓ حضرت علیؓ سے ملے اور اونکو مبارکباد دی - اور فرمایا کہ "ای علیؓ تیری عجب شان ہی کہ ہمیشہ ہر مسلمان پر خواہ مرد ہو خواہ عورت سب پر واجب ہوگیا کہ تیرے ساتھ دوستی رکھین" اس حدیث سے دو باتین ثابت ہوئین ایک یہ کہ جس طرح اللہ تعالی نے پیغمبر خدا سے اپنی جان سے زیادہ دوستی رکھنے کا حکم فرمایا ہے - اوسی طرح آپنے حضرت علیؓ سے بھی دوستی رکھنے کا حکم فرمایا - دوسرے جس طرح حضرت عمر فاروقؓ حضرت علیؓ کی تعریف اور مدح سے دل سے خوش ہوئے تھے اوسی طرح کل مسلمان مومن آپکی تعریفین سنکر دل وجان سے خوشنود و محظوظ ہوتے ہین - اور یہ دولت صرف فرقۂ اہل سنت وجماعت کو نصیب ہوئی ہی کہ جس طرح اپنے پیغمبر کی دوستی کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتے ہین یعنی آپ کے احکام کے بجا لانے کو اپنی جان سے زیادہ مقدم سمجھتے ہین اوسی طرح حضرت علیؓ کی دوستی کو بھی اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھنا امر لابد سمجھتے ہین - اس سے بعض کم عقل فرق وملل والون کا یہ سند پکڑنا کہ حضرت علیؓ کے خلیفہ بلافصل ہونے کا پہلو نکلتا ہی محض غلط ہی - کیونکہ حضرت علیؓ کی مدح و تعریف کا سُنکر خوش ہونا - اونکو حضرت عمر فاروقؓ کی بدولت نصیب ہوا ہی جنھون نے ایک عمدہ نظیر اسکی تمام دنیا کو دکھادی -

۹ - اس وعظ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ سے پھر دوبارہ وداع ہوکر منازل طے کرتے ہوئے اپنے رفقا اور اصحاب کی جماعت کے ساتھ مدینہ منورہ (۲۸ ذیحجہ مطابق ۲۹ مارچ ۶۳۲ء) کو تشریف لائے - فصیل شہر مدینہ طیبہ پر رونق افروز ہوکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پُر درد اور رقت انگیز الفاظ مین دعا فرمائی کہ کل اصحاب آپکا آخری سفر سمجھکر ازحد روئے اور حسب تقسیم آپکے اپنے خالق کی یاد مین مشغول و مصروف ہوئے +

# فصل بست و پنجم

## بیان وفات آنحضرت سرور دوجہان پیغمبر آخر الزمان احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

ا- مورخین اندوہگین اپنا دل تھامکر تفتہ جگر سوزسے خون دل بہاتے ہوئے واقعۂ رقت انگیز اور سانحۂ قیامت خیز یعنی حالات وفات آنحضرت سرور دوجہان پیغمبر آخر الزمان احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت ہی رنج والم سے یون رقم کرتے ہین- کہ ہجرت کے دسوین برس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج ادا کیا- اور احکام دین کی تلقین فرماکے کلمات رخصت کے فرمانے لگے کہ شاید آیندہ سال اتفاق حج کا نہو- اور اسی وجہ سے اس حج کو حجۃ الوداع کہتے ہین بعد فراغت حج وداع کے آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ شریف تشریف لائے- چند روز تک صحیح اور تندرست رہے- آخر ماہ صفر مین بیمار ہوئے- پہلے حضرت میمونہؓ خاتون کے گھر مین درد لاحق ہوا- پانچوین ماہ ربیع الاول کو جب مرض آپکا بہت شدت سے بڑھگیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سب بیبیون کو جمع کرکے اس امر کی اجازت چاہی کہ چونکہ مین سخت بیمار ہون- اب تم سب ملکر مجھکو اجازت دو کہ مین کسی ایک بی بی کے گھر مین مقیم رہون- سب نے دریافت کیا کہ آپ کو عائشہ صدیقہؓ کے گھر تشریف رکھنا منظور رہے- لہذا کل ازواج مطہرات نے بالاتفاق عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے گھر تشریف رکھین- چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوسی شدت مرض مین سر پر پٹی باندھے ہوئے حضرت علیؓ اور فضل ابن عباسؓ کی دست یاری سے حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حجرۂ مبارک مین تشریف لائے- روایت ہے کہ جس روز آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے فرق مبارک مین درد تھا- اوس روز حضرت عائشہ صدیقہؓ کے

سر مین بھی بشدت درد پیدا ہوا۔ جس وقت آپ حضرت عائشہؓ کے گھر مین تشریف لائے۔ حضرت عائشہؓ نے اپنے درد سر کی شکایت کی اور دوا مانگی۔ آپ اونکے جواب مین فرط محبت سی یہ فرمانے لگے کہ اے عائشہ اگر تو میری آگے مرجاتی تو مین اپنے ہاتھ سے تجھے کفناتا۔ اور تیرے جنازے کی نماز پڑھتا۔ اور تجھکو اپنے ہاتھ سے دفن کرتا" حضرت عائشہ صدیقہؓ نے ہنسکر جواب دیا کہ آپ یہ سب کچھ کرتے مگر گھر مین آکر مجھے بالکل بھولجاتے اور کسی دوسری بی بی سے دل لگاتے۔ پھر کچھ بھی یاد نہ رہتا۔ اوس وقت آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اونکے رشک کی باتین سنکر خوب ہنسے۔

۴۔ عبد اللہ ابن مسعودؓ روایت کرتے ہین کہ ایک دن مین حالت مرض مین آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا۔ تپ اِس شدت سے تھی کہ جسد مبارک پر ہاتھ نہ رکھا جاتا تھا۔ اوسی حالت مین آنحضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خاص اصحاب کو حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حجرہ مین بلایا۔ جس وقت ہم لوگون کو دیکھا تو نہایت شفقت محبت اور عنایت سے ہماری غربت و بیکسی پر نظر کرکے رونے لگے۔ اور فرمایا "اے لوگو ہمارے اور تمہارے فراق کے دن قریب آپہونچے۔ اور اب نبی تمہارا اس جہان سے جلد رخصت ہوا چاہتا ہے" اصحاب نے یہ حال سنتے ہی گریہ و زاری سے شور عظیم برپا کیا۔ اور پوچھا یا رسول اللہ آپ کب انتقال فرمائینگے۔ فرمایا "بہت قریب" پھر عرض کی یا رسول اللہ آپ کو غسل کون دیگا۔ فرمایا "مردان اہلبیت جو قریب تر ہون" پھر پوچھا یا رسول اللہ کفن کس کپڑے کا دیا جاوے۔ فرمایا "یہی لباس جو میرے بدن مین ہے کفایت کرتا ہے۔ اور اگر چاہو حلۂ یمنی خواہ مصری یا اور کوئی کپڑا اسفید جیسا مناسب جانو" پھر پوچھا یا حبیب اللہ نماز جنازہ کی کون پڑھائیگا۔ اتنے مین کسی سے ضبط گریہ نہ ہو سکا۔ سب بے اختیار رونے لگے۔ جناب رسالت مآب

صلی اللہ علیہ وسلم بھی نہایت شفقت سے آبدیدہ ہوئے اور فرمایا "صبر کرو۔ تم پر رحمت خدا نازل ہو۔ اے لوگو جس وقت مجھے نہلا کے کفناؤ تو قبر کے پاس رکھ کے ایک لحظ علیحدہ ہو جانا۔ پہلے میرا پروردگار آپ بہ رحمت خاص مجھ پر نزول اجلال فرمائیگا۔ پھر میرے جنازہ کی نماز جبرئیلؑ پڑھیگا۔ پھر میکائیلؑ۔ پھر اسرافیلؑ۔ پھر عزرائیلؑ (ملک الموت) مع اپنی افواج کے۔ اوس کے بعد مردان اہلبیت۔ پھر عورات۔ اسکے بعد تم سب لوگ فوج فوج آکے نماز میرے جنازہ کی پڑھتے جاؤ۔ اور جو شخص میری دین کی پیروی کرے تاقیامت میرا سلام اوس کو پہونچاتے رہو۔"

۳۳۔ روایت ہے کہ شدت مرض مین آنحضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب کبار و اہلبیت اطہار کی بیقراری اور اضطراب دیکھکر مسجد مین تشریف لائے۔ اور بلالؓ سے فرمایا کہ کوچہ و بازار مین مدینہ کے منادی کردی تا وصیت واپسین سے کوئی محروم نہ رہے۔" بلال بازار مین آئے اور تمام خبر کردی۔ کل مسلمان یہ خبر سنتے ہی روتے ہوئے مسجد نبوی مین حاضر ہوئے۔ اوس وقت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مسافر ملک عدم نے بعد حمد و سپاس حق تعالیٰ کے فرمایا "اے لوگو اس دنیا سے بنئ تمہارا عنقریب کوچ کیا چاہتا ہے۔ مین اس بات کی وصیت کرتا ہون کہ اگر کسی کو مجھسے کچھ ایذا پہونچی ہو تو وہ آج مجھ سے انتقام لے لے تا کہ مین بفراغ خاطر ملک بقا کو روانہ ہون۔" یہ سنکر کسی نے چون تک نہ کی۔ مگر عکاشہ نے عرض کی یا رسول اللہؐ آپ نے ایک منزل مین بے سبب میری پیٹھ پر تازیانہ مارا تھا۔ مجھے انتقام اوس کا منظور نہ تھا مگر چونکہ حضور نے اس قدر اصرار فرمایا ہے اب اظہار اوس کا ضرور ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ "اے عکاشہ تو اپنا بدلا لیلے۔" اوس نے عرض کی یا رسول اللہؐ حضور کے ہاتھ مین تازیانہ تھا آپ نے بلالؓ سے کہا کہ وہ تازیانہ جو اکثر لڑائیون مین ہمارے ساتھ رہتا تھا۔ فاطمہؓ کے

مکان سے لے آ۔ پھر وہ تازیانہ عکاشہ کے حوالہ کیا۔ اور صحن مسجد میں بیٹھکر فرمایا " اے عکاشہ
رحمت خدا تجھپر نازل ہووے رعایت اپنا انتقام لے " عکاشہ تازیانہ لیکر مستعد ہوا۔ اہل مجلس میں
ایک شور محشر برپا ہوا۔ تمام اصحاب کبار مہاجرین و انصار اور اہلبیت اطہار یہ کیفیت دیکھکر
تھرا گئے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ پکار پکار کر اور رو رو کر کہتے تھے۔
کہ اے عکاشہ مزاج مبارک حضور چند روز سے علیل ہے ایک تازیانہ کے عوض سو سو
تازیانے ہمکو مار۔ اور آپکو اس تکلیف سے معذور رکھ۔ اسی طرح حضرت عثمان ذی النورینؓ۔ و
حضرت علی مرتضیٰؓ اور امام حسنین علیہم السلام روتے ہوئے آئے اور کہا کہ ایک تازیانہ کے
عوض ہزار ہزار تازیانے ہمکو مار۔ اوس نے جواب دیا کہ امر انتقام شخص غیر پر منتقل نہیں ہوتا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عکاشہ تو اپنا کام جلد تمام کر کہیں مبادا مرگ فرصت نہ دے"
اوس نے عرض کی یارسول اللہ میں اوس روز برہنہ تھا۔ اور آپ اس وقت پیراہن پہنے
ہوئے ہیں۔ جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جسم مبارک سے پیراہن اوتارا تمام
اہل مجلس روتے روتے بیہوش ہوگئے۔ عکاشہ اوٹھا۔ اور مہر نبوت خاتم رسالت کو بوسہ دیکر
عرض کرنے لگا یارسول اللہ آرزو میری یہی تھی کہ وقت واپسین ایکبار مہر نبوت کی زیارت سے
مشرف ہوں۔ چنانچہ بحیلہ انتقام اس دولت سے بہرہ اندوز ہوا۔ ورنہ حضور اقدس
نے کبھی مجھکو تازیانہ مارا نہ میں مجال انتقام لینے کی رکھتا تھا۔ آپ نے عکاشہ کے حق میں
دعاے خیر فرمائی۔ اور دولت سرا میں تشریف فرما ہوئے۔

۳۴۔ ابو الفدا لکھتا ہے کہ جب مرض الموت میں شدت درد سر کی
زیادہ ہوئی۔ اور اذان کی آواز آپنے سنی تو اوسی وقت ارشاد کیا کہ اے لوگو ابی بکر
صدیقؓ کو مسجد میں لیجاؤ تاکہ وہی ہماری جگہہ لوگوں کو نماز پڑھاوے۔ اور عہدۂ امامت بجالائے۔

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت شریف مین حاضر ہوئے تو آپکا یہ حال دیکھکر بہت زار زار روئے۔ اور فرط محبت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بار بار فدا ہوتے تھے۔ اوس وقت اور بھی اصحاب کبار موجود تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین وانصار کی طرف مخاطب ہوکر دربارۂ جنگ وایلچی شام وقرآن شریف کی چند وصیتین فرمائین۔ اور خصوصًا تین امر کی تاکید مزید فرمائی۔ اول یہ کہ تمامی عرب سے کل بت پرستون کو نکالدینا۔ دوسرے یہ کہ ہر مومن کو اپنا بھائی اور ہمسر جاننا۔ اور تیسرے یہ کہ نماز وعبادت مین ہرگز غفلت نہ کرنا۔ اور بعد ازان دوات وکاغذ طلب کیا۔ کہ لاؤ مین تمکو ایک وثیقہ لکھدون تاکہ میرے بعد تم گمراہ نہو جاؤ۔ (اسکا ذکر بیان طلب قرطاس کے باب دوم مین آگے آئیگا) اس کلام سے لوگون نے خیال کیا کہ آج سرورکائنات مفخر موجودات پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہملوگون سے جدا ہوتے ہین۔ ایسی نازک حالت مین لکھنے کی تکلیف دینا کسی نے مناسب نجانا۔ اوس روز سے برابر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے نماز پنجگانہ جماعت کے ساتھہ اپنی امامت سے حسب فرمان پیغمبر آخر الزمان پڑھائین۔ اور منصب خلافت ونیابت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم برابر بجالاتے رہے۔ چنانچہ اس درمیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی خود بروز جمعہ اونکے پیچھے نماز پڑھی۔ یہانتک کہ دوشنبہ کے دن بعد ظہر بارہوین تاریخ ماہ ربیع الاول سنہ ۱۱ ہجری نبوی مطابق ۸ جون ۶۳۲ء کو آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ترسٹھہ برس کی عمر مین اس دنیای ناپائدار سے انتقال فرمایا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) جس تاریخ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تھے۔ اوسی روز آپ نے انتقال بھی فرمایا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی فرماتی ہین کہ بروقت رحلت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سر مبارک آپکا میری گود مین تھا۔ اور آپ کے پاس ایک پیالہ پانی کا تھا۔ آپ پیالہ کو ہاتھ میں لیکر

منہ پر ڈالتے تھے اور فرماتے تھے کہ "اے اللہ تعالیٰ مدد کر میری سکرات موت پر۔ اور یہ فرما رہے تھے "الرفیق الاعلیٰ"۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہین کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مٹھیاں بند کرلین اور آنکھین آپکی چڑھ گئین تو مین نے سر مبارک آپکا تکیہ پر رکھ دیا اور رونے لگی اور یہ پڑھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ روایت ہے کہ انتقال کے وقت سے دفن ہونے تک مدینہ ایسا تنگ و تاریک ہوگیا تھا کہ اپنی آنکھ سے اپنا ہاتھ نظر نہین آتا تھا۔ اور ایک کو دوسرے کا منہ نہین سوجھائی دیتا تھا۔ فی الحقیقت جب ایسا آفتاب مکرمت و رسالت دنیا سے اوٹھ جائے پھر کسی کو زمین و آسمان کیونکر نظر آئے۔

۵۔ کہتے ہین کہ فرط محبت سے حضرت عمر فاروقؓ فرماتے تھے کہ واللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہرگز انتقال نہین ہوا ہے۔ بلکہ یہ بھی اوسی جوش محبت مین پکار پکار کہتے تھے کہ جو شخص ہماری نبی کے انتقال کا لفظ زبان پر لائیگا اوسکی گردن اوتار دونگا جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور حجرۂ مبارک کے اندر گئے اور آپ کے منہ سے چادر اوٹھاکر دیکھا تو فرمایا کہ قسم ہے خدا کی آپ پر دو موتین ہرگز نہ ہونگی۔ اور زار زار رونے لگے۔ پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ قرابت قریبہ کے لوگ آپکو غسل دین۔ چنانچہ حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ (چچا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے) اور حضرت عباسؓ کے دونون صاحبزادے فضلؓ اور قثمؓ۔ اور اسامہ بن زیدؓ (غلام زادہ متبنّی) اور شقران غلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ انھین چھہ صاحبون نے آپ کے تن پاک کو غسل دیا۔ حضرت عباسؓ اور اونکے دونون بیٹے آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کروٹین دیتے جاتے تھے اور اسامہ بن زیدؓ اور شقرانؓ پانی ڈالتے جاتے۔ اور حضرت علیؓ نہلاتے تھے کفن آپکو تین کپڑون کا دیا گیا تھا۔ دو کپڑے سفید اور ایک چادر یمنی۔ بعد غسل و تجہیز و تکفین کے

آپکو لٹادیا۔ اور شب بھر تمام ملائکہ نے بحکم جناب باری نماز جنازہ پڑھی۔ اور ایک شبانہ روز تمام اصحاب نے فوج کی فوج نوبت بہ نوبت اپنے قبائل کے ساتھ نمازین پڑھین۔ صباح چہارشنبہ کو جس حجرہ مین آپ نے انتقال فرمایا تھا (یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکانین) بموجب ارشاد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وہین مدفون ہوئے۔ ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ نے قبر کھودی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دو صاحبزادگان حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جسد اطہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر مین اوتارا +

## فصل بست وششم

## بیان خلق و اوصاف و طرز زندگانی آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم

ا۔ ابوالفدا اپنی تاریخ مین ایکسا روایت یون نقل کرتا ہے۔ کہ آنحضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تمام آدمیون سے تیز عقل ذی ہوش اور صاحب الرائے تھے۔ ہمیشہ شبانہ روز ذکر الٰہی مین مشغول رہتے۔ راتون کو زیادہ عبادت کرتے۔ لغو اور مہمل الفاظ منہ سے کبھی نکالتے۔ بشاش خندہ پیشانی کم سخن نرم خو اور خوش خلق تھے۔ آپکے نزدیک قریب و بعید قوی و ضعیف اپنے حق مین برابر تھے۔ مساکین و غربا سے بہت محبت کرتے۔ فقیر کو بسبب احتیاج اور افلاس کے کبھی حقیر نہ سمجھتے۔ اور کسی بادشاہ سے بسبب اوسکی سلطنت یا حکومت کے کبھی نہ ڈرتے۔ شرفا کی تالیف قلوب فرماتے۔ اور اپنے اصحاب سے محبت کے ساتھ اور اچھی طرح ملے جلے رہتے اور کبھی کسی حال مین اون سے تنفر نہ فرماتے۔ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر بیٹھتا بہت تحمل فرماتے کبھی گھبراکر اوس سے منہ نہ موڑتے اور نہ اوٹھ جاتے۔ جب تک وہ شخص خود نہ چلا جاتا۔ اور جس شخص سے مصافحہ کرتے اول آپ اوس کا ہاتھ نہ چھوڑتے جب تک وہ

خود نہ چھوڑتا - اور جو شخص اپنی غرض کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ٹھہرالیتا اوسکے ساتھ کھڑے رہتے جب تک وہ خود چلا نہ جاتا ہرگز وہاں سے نہ ہلتے - اور اپنے یاروں پر بہت مہربانی فرمایا کرتے - سب کی مزاج پرسی فرماتے - مریض کی عیادت کرتے - ماتم پرسی اور شادی و غمی مین شریک ہوتے - اور زمین مین بیٹھکر بھیڑ بکریون کا دودھ دوہتے - اور اپنی جوتی آپ ٹانک لیتے - کپڑون مین پیوند لگاتے - اور بہت ہی کم قیمت جوتی پہنتے - پیوند لگے ہوئے کپڑے پہنتے - حضرت ابوہریرہ (راوی) کہتے ہین کہ آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرتے دم تک تمام عمر مین جو کی روٹی بھی پیٹ بھر کر کبھی نہین کھائی اور کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ ایک ایک مہینہ یا دو دو مہینے متواتر اہل بیت پر ایسی سختی گذرتی تھی کہ چولھے مین آگ تک نہین سلگتی تھی کھجورین کھاکر اور پانی پیکر گھر مین بیٹھے رہتے تھے اور اکثر ایسا بھی ہوا ہے کہ آنحضرت پیغمبر خدا محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم مارے بھوک کے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیا کرتے تھے ÷

# فصل بست و ہفتم

## بیان حلیہ شریف

۱ - اے عاشقان روے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) و اے شیفتگان گیسوی احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جانو اور آگاہ ہو کہ جناب حضرت علی مرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہین کہ آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن بے مثال اور جمال باکمال کا یہ حال تھا کہ آپؐ بہت لانبے تھے اور نہ پست قد - قد آپکا میانہ تھا - ہر عضو آپکا موزون یعنی خلقت تمامی اعضائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال درجۂ اعتدال پر تھی - فرق مبارک آپکا بہت بڑا تھا - پیشانی مبارک آپکی کشادہ اور نورانی تھی - بھوین آپکی نہایت خوبصورت کمان کی طرح خمدار اور دراز تھین -

پنجم - اُم المومنین حضرت زینبؓ بنت خزیمہ بن حارث - یہ بی بی ہجرت کے تیسرے سال بماہ شعبان مدینہ مین آپ کے نکاح مین آئین - بعد نکاح کے صرف آٹھ مہینے آنحضرت رسالت پناہؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین مشرف رہین - اور بماہ ربیع الثانی سنہ ۴ ہجری مین انھون نے وفات پائی -

ششم - اُم المومنین حضرت ام سلمہؓ بنت ابی اُمیہ مخزومی - آپکی والدہ بنام عاتکہ بنت عبد المطلب تھین یعنی آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن تھین - آپکا انتقال سنہ ۵۹ ہجری مین ہوا -

ہفتم - اُم المومنین حضرت زینبؓ بنت جحش یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن تھین - آپکی والدہ امیمہ بنت عبد المطلب تھین - آپ بہت مخیر تھین اور بکثرت صدقہ دیتی تھین اور اسی لئے آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپکو اُم المساکین کا خطاب عنایت فرمایا تھا آپکی وفات سنہ ۲۰ ہجری مین واقع ہوئی -

ہشتم - اُم المومنین حضرت جویریہؓ بنت حارث بن ابی ضرارہ - اور یہ قبیلۂ بنی مصطلق سے تھین - آپکا انتقال سنہ ۵۶ ہجری مین ہوا -

نہم - اُم المومنین حضرت اُم حبیبہؓ بنت ابی سفیانؓ - و ہمشیرہ امیر معاویہؓ - آپکی وفات سنہ ۴۴ ہجری مین ہوئی -

دہم - اُم المومنین حضرت صفیہؓ بنت حیی بن اخطب سردار قبائل یہود خیبر - آپکا انتقال سنہ ۳۶ ہجری مین ہوا -

یازدہم - اُم المومنین حضرت میمونہ بنت حارث ہلالیہ - آپ حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ کی خالہ تھین - آپ نے سنہ ۵۱ ہجری مین رحلت کی -

**دوازدہم** - حضرت اسماءؓ بنت نعمان بن ابی الجون بن حارث -

**سیزدہم** - حضرت امراۃؓ - بنی کلب کے قبائل سے تھین -

**چہاردہم** - حضرت ریحانہؓ بنت زید -

آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ چودہ منکوحہ بیبیان تھین - اول گیارہ بیبیون سے زفاف اور خلوت کی نوبت آئی - اور اخیر دو بیبیان (حضرت اسماءؓ اور حضرت ریحانہؓ) بعد نکاح اور قبل از خلوت وفات کر گئین - اور ایک بی بی بنام امراۃؓ کو آپ نے قبل زفاف کے طلاق دیدیا تھا

۲ - سوائے اِن ازواج مطہرات کے چار کنیزین بھی آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حرم محترم تھین -

**اول** - حضرت ماریہ قبطیہؓ جنکے بطن سے حضرت ابراہیمؑ پیدا ہوئے تھے - آپ باکرہ تھین - اور آپکو مقوقش شاہ اسکندریہ نے بطور ہدیہ آنحضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین بھیجا تھا حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانہ مین ۱۶ھ ہجری مین آپکا انتقال ہوا

**دوم** - ریحانہؓ بنت شمعون یہ خاندان بنی نضیر یا بنی قریظہ سے تھین - ہجرت کے دسوین سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مین قضا کر گئین -

**سوم** - جمیلہؓ سبا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آئی تھین - اور آپکی حیات ہی مین وفات کر گئین -

**چہارم** - زینبؓ بنت جحش آپکی صحبت مین آئین اور آپکے سامنے قضا کر گئین - یہی چار لونڈیان آپکی حرم محرم تھین - جنمین سے دو صحبت مین آئین - یعنی حضرت ماریہ قبطیہؓ اور حضرت زینبؓ اور باقی دو کو یہ دولت نصیب نہین ہوئی -

۳ - مورخین متقدمین اور معزز محققین یہ لکھتے ہین کہ منجملہ اٹھارہ بیبیون کے

تیرہ بیبیاں آپکی صحبت میں آئیں یعنی گیارہ منکوحہ اور دو لونڈیوں سے آپنے خلوت فرمائی اور آنحضرت پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے وقت نو منکوحہ بیبیاں اور ایک کنیز حرم محترم موجود تھیں (حضرت سودہؓ۔ حضرت عائشہؓ صدیقہ۔ حضرت حفصہؓ۔ حضرت ام سلمہؓ حضرت ام حبیبہؓ۔ حضرت جویریہؓ۔ حضرت صفیہؓ۔ حضرت زینبؓ (بنت جحش مخاطب بہ ام المساکین) حضرت میمونہ۔ اور حضرت ماریہ قبطیہؓ)۔

# دفعہ اول

## بیان فضائل ام المومنین ام عبداللہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بنت امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق عبداللہ بن ابی قحافہ عثمان رضی اللہ تعالی عنہ

۱۔ واضح ہو کہ متعدد احادیث کے مضمون سے صاف معلوم ہوتا ہو کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تمام عورتوں سے افضل ہیں۔ اور ظاہر احوال بھی اس پر دلالت کرتے ہیں کیونکہ وہ کمالات علمی و عملی کی جامع تھیں۔ اور آنحضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو ثرید کے ساتھ تعبیر کیا ہی۔

۲۔ بخاری شریف میں ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "مردوں میں بہت لوگ کامل گذرے ہیں۔ اور عورتوں میں سے مریم بنت عمران اور آسیہ زوجہ فرعون کے سوا اور کوئی کامل نہیں گذری۔ اور عائشہؓ کی فضیلت تمام عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر"

ف ۱۔ ثرید اوس کھانے کو کہتے ہیں کہ روٹی کو شوربے میں بھگویا ہو۔ عربوں کو یہ

کھانا سب کھانوں سے زیادہ پسندیدہ اور مرغوب ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ نے بہ نسبت اور بیبیوں کے آنحضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تر علم و ادب سیکھا تھا۔ اور اس واسطے اونکی فضیلت خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہر کی ہے۔

۳۔ صحیحین میں روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ "اے عائشہ تو مجھے خواب میں تین روز تک برابر دکھائی گئی۔ تجھکو یا تیری تصویر کو فرشتہ ایک ریشمی حریر کے ٹکڑے میں لاتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ تمہاری بی بی ہے۔ میں نے جو تیرے منہ سے وہ کپڑا (حریر) کھولا تو نا گہان تو ہی تھی۔ پھر میں نے فرشتہ سے کہا۔ اگر یہ خواب خدا کی طرف سے ہے تو وہ اس امر کو ضرور انجام دیگا۔ چنانچہ یہ نکاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بذریعہ وحی یعنی بحکم خدا ہوا تھا۔

۴۔ حاکم کی روایت میں آیا ہے کہ آنحضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "میں نے اپنے رب سے سوال کیا کہ میں ایسی عورت سے نکاح کرونگا جو میرے ساتھ جنت میں بھی رہے۔ سو اللہ نے قبول فرمایا۔ اور اوسکے بعد ہی عائشہ رض سے نکاح ہوا"

۵۔ مسلم شریف میں روایت ہے کہ آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بحکم خدا نکاح کیا۔ اوس وقت حضرت عائشہ رض کی عمر سات برس کی تھی۔ اور جس وقت آپ ہمبستر ہوئے تو اونکی عمر نو برس کی تھی۔ حتیٰ کہ اونکے کھیلنے کے کھلونے اور گڑیاں وغیرہ اونکے ساتھ تھیں۔ اور جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رحلت فرمائی تو اونکی عمر کامل اٹھارہ سال کی تھی۔

۶۔ صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ آنحضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے شوال کے مہینے میں نکاح کیا سات برس کی عمر میں۔ اور شوال ہی کے مہینے میں

ڈارھی اگرچہ تھوڑی تھی مگر بہت بڑی اور لانبی تھی - اور بال سر کے گھونگر والے سیاہ تھے - نہ ایسے پیچدار بل کھائے ہوئے اور نہ بالکل سیدھے - سر کے بال آپکے کبھی نصف کان تک اور کبھی کان کی لو تک رہتے - اور اگر کترانے مین کبھی غفلت ہوتی تو مونڈھون تک بڑھجاتے - اور دونون ہاتھ پانوٴن کی ہتھیلیان سخت تھین - تمام اعضا بدن کے فربہ تھے - چہرۂ مبارک سرخ اور منور تھا - دونون آنکھون کی پتلیان خوب سیاہ تھین - اور آنکھین روشن اور بڑی بڑی تھین - دہن مبارک آپکا کشادہ اور رخسارے نرم تھے - اور آپکی گردن ایسی لانبی تھی گویا چاندی کی صراحی رکھی ہوئی ہے - آپکے چہرۂ مبارک پہ ذرا بوڑھاپا نہین معلوم ہوتا تھا - بال بہت کم سفید تھے - ریش مبارک مین صرف بیس بال سفید تھے - اور شروع پیشانی پر کچھ سفید بال تھے - آپ مہندی اور نیل کا خضاب کیا کرتے تھے اور آپکے دونون شانون کے بیچ مین مہر نبوت تھی - وہ ایک ٹکڑا مدوّر گوشت کا تھا جسکے گرداگرد گھنے بال تھے اور وہ ٹکڑا اسقدر مین کبوتر کے انڈے کے برابر تھا - اور اوس مہر نبوت کا رنگ نہایت سرخ تھا - اور آپکا پسینہ خوشبودار تھا عطر سے بھی زیادہ خوشبو اور خوشگوار تھا -

## فصل بست و ہشتم

### شجرۂ آنحضرت پیغمبر خدا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱ - صحیح مسلم مین واثلہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک خدا نے کنانہ کو حضرت اسمعیلؑ کی دوسری اولاد مین سے شرافت مین منتخب کیا اور گروہ قریش کو کنانہ کی اولاد سے - اور ہاشم کی اولاد کو قریش سے اور مجھکو ہاشم کی

اولاد سے چن لیا" آنحضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم طبقۂ اشرف المخلوقات میں افضل البشر ہیں

۲- کنانہ آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پندرہویں پشت میں ہیں۔ اونسے عرب کے بہتیرے گروہ پیدا ہوئے۔ اونکی اولاد میں فہر شرافت میں بہت معروف و مشہور ہیں انکا لقب قریش تھا۔ اور نضر بن کنانہ آنحضرت نبی صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی چودھویں پشت میں ہیں اور ہاشم آنحضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پردادا ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کنانہ کی اولاد حضرت اسمعیلؑ کی دوسری اولاد میں سے شرافت میں افضل ہیں۔ پھر اونمیں سے قریش افضل ہیں۔ اور قریش میں بنی ہاشم افضل تر ہیں۔ اور بنی ہاشم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم افضل ترین ہیں۔ تو گویا آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سارے عرب کے عطر ہیں۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سادات حسنیؓ اور حسینیؓ شرافت میں ساری عالم سے افضل ہیں اس واسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن کے سوا اور کسی کے بطن سے باقی نہیں رہی۔

۳- نسب نامۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم:- کنیت آپکی ابو القاسم ہے۔ لقب آپکا رسول اللہ۔ خطاب حبیب اللہ۔ محبوب کبریا۔ احمد مجتبیٰ۔ اور اسم مبارک محمد[1] مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بن عبداللہ[2]۔ بن عبد المطلب[3]۔ بن ہاشم[4]۔ بن عبد مناف[5]۔ بن قصی[6]۔ بن کلاب[7] بن مرہ[8]۔ بن کعب[9]۔ بن لوی[10]۔ بن غالب[11]۔ بن فہر[12] (المعروف قریش)۔ بن مالک[13]۔ بن نضر[14]۔ بن کنانہ[15]۔ بن خزیمہ[16]۔ بن مدرکہ[17]۔ بن الیاس[18]۔ بن مضر[19]۔ بن نزار[20]۔ بن معد[21] بن عدنان[22]۔

۴- اہل حدیث اور اہل تواریخ کا عدنان تک پورا اتفاق ہے۔ اس میں کچھ گفتگو نہیں۔ اور یہ بھی بیشک ہے کہ عدنان حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی اولاد میں افضل ہیں

انکے آگے کسی قدر اختلاف ہے - مگر صرف دو جگہہ پر چنانچہ جہان ایک نام کی جگہہ دوسرا نام ہے اوس کو قوس (براکٹ) مین محض شناخت کے لئے لکھدیا گیا ہے -

۵ - عدنان - بن[23] اُدد - بن[24] اُدادا - بن[25] الیسع - بن[26] الہمیسع (زید) - بن[27] سلمان بن[28] نبیت (برا) - بن[29] حمل - بن[30] قیدار - بن[31] حضرت اسمٰعیل بن[32] حضرت ابراہیم علیہ السلام -

۶ - بموجب مذہب مورخین متقدمین نسب نامہ جناب حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یون ہے :- حضرت ابراہیم خلیل اللہ بن[33] آذر - بن[34] تارح - بن[35] ناحور - بن[36] شاروغ - بن[37] رغو (ارغو) بن[38] فالغ - بن[39] غابر - بن[40] شالخ - بن[41] ارفخشد - بن[42] سام - بن[43] نوح علیہ السلام -

۷ - بمقتضائے توریت نسب نامہ حضرت نوح علیہ السلام کا یہ ہے :- نوح - بن[44] لامخ (لامک) - بن[45] متوشلح - بن[46] خنوخ - بن[47] یرد - بن[48] مہلائیل - بن[49] قینان - بن[50] انوش - بن[51] حضرت شیث - بن[52] حضرت آدم علیہ السلام -

## فصل بست و نہم

## بیان تعداد و فضائل ازواج مطہرات آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم

۱ - اہل تواریخ و سیر لکھتے ہین کہ آنحضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا نکاح یکے بعد دیگری چودہ بیبیون سے ہوا - مگر منجملہ چودہ منکوحہ بیبیون کے آپ نے گیارہ سے خلوت فرمائی - ایک کو طلاق دیا اور دو بیبیان زفاف کے قبل قضا کر گئین -

اوّل - ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا - بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب بن مرّہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر المعروف قریش - آپ کے نکاح مین آئین - یہ بی بی سیدۃ النساء و اسبق النساء اسلام مین ہین - جب آپکا نکاح آنحضرت پیغمبر خدا

صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ مین ہوا - اوس وقت آپکی عمر چالیس برس کی تھی - اور آنحضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا سن شریف پچیس برس کا تھا - یہ بی بی بعد نکاح ۲۵ برس زندہ رہین اور پینسٹھ (۶۵) برس کی عمر مین آپنے قضا کی - یہ بی بی اشرف خاندان قریش مین سے تھین - تازمان حیات آپکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی اور بی بی سے نکاح نہین کیا -

**دوم** - ام المومنین حضرت سودہؓ بنت زمعہ بن قیس نسب اون کا لوی بن غالب کے ساتھ مسلسل ہے اور جو اجداد اشرف دودمان عبدالمطلب سے ہین - حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے انتقال کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مین آپ سے نکاح کیا - ہجرت کرکے مدینہ طیبہ تشریف لیگئین - اور بعد انتقال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ۵۴ سنہ ہجری مین انھون نے رحلت کی - یہ بی بی بھی قریشی تھین -

**سوم** - ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ بنت امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیقؓ - ان کا نکاح مکہ معظمہ مین سات برس کی عمر مین آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوا - اوس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف اکاون (۵۱) برس کی تھی - ہجرت سے نو مہینے کے بعد مکہ مکرمہ سے حضرت عائشہ صدیقہؓ مدینہ طیبہ تشریف لائین اور نو برس کی عمر سے اونیس (۱۹) برس کی عمر تک یعنی کامل دس سال آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے مشرف رہین - انکے سوا اور کوئی باکرہ بی بی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح مین نہین آئین - یہ شرف مخصوص آپ ہی کو حاصل تھا - بعد آنحضرت رسول اللہ علیہ وسلم کے آپکی وفات سترہوین ماہ رمضان ۵۸ سنہ ہجری مین ہوئی

**چہارم** - ام المومنین حضرت حفصہؓ بنت امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہجرت کے تیسرے سال مدینہ منورہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آپ سے نکاح ہوا - اور بماہ شعبان ۴۵ سنہ ہجری مین اونکا انتقال ہوا -

تین سال کے بعد کامل نو برس کی عمر مین مجھے گھر مین لائے۔ سو مجھسے زیادہ نصیب ور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اونکی عورتون مین سے اور کون تھی ؟

٧ ۔ ابو داؤد مین روایت ہی کہ جس وقت حضرت عائشہ صدیقہؓ نو٩ برس کی عمر مین مکہ سے مدینہ آئین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنے لگین تو اونکے ہاتھ گڑیا مین تھین - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکی گڑیون مین ایک گھوڑا دیکھا جس کے کاغذ کے دو پر لگے ہوے تھے - آپ نے فرمایا "اے عائشہ یہ کیا ہی جسے مین گڑیون کی بیچ دیکھتا ہون" حضرت عائشہؓ نے کہا کہ یہ گھوڑا ہی - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ اوسکے اوپر کیا ہی" اونھون نے کہا دو پر ہین - آپ نے فرمایا "کیا گھوڑی کے دو پر ہوتے ہین" حضرت عائشہ صدیقہؓ نے جواب دیا - کیا آپ نے نہین سنا کہ سلیمانؑ کے گھوڑے کے پر تھے - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ ہماری طباعی اور ذہانت پر آپ خوب ہنسے - حتے کہ مین نے آپکے سب دانت دیکھے -

٨ ۔ ابن ماجہ مین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہی کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ جس چیز کا منع کرنا جائز نہین یعنی اگر کوئی وہ شئے مانگے تو اوس کا دینا روا ہو وہ کیا ہی - آپ نے فرمایا "وہ تین چیزین ہین - پانی - نمک - اور آگ" حضرت عائشہؓ فرماتی ہین کہ مین نے عرض کی یا رسول اللہ پانی تو ایک ایسی چیز ہی جسے مین بھی جانتی ہون - مگر نمک اور آگ کے نہ دینے مین کیا خوف ہی - آپ نے فرمایا "اے حمیرا جس نے کسی کو آگ دی تو جتنا کام اوس آگ سے ہوگا اور جو کچھہ اوس آگ سے پکیگا تو گویا سب ہی اوس نے خیرات کیا - اور جس نے کسی کو نمک دیا تو جس قدر کھانون مین وہ نمک ڈالا جائیگا تو گویا سب اوس نے خیرات کیا - اور جس نے مسلمان کو ایسی جگہہ پانی پلایا جہان پانی ملسکتا ہی تو گویا اوس نے ایک بردہ آزاد کیا - اور اگر کسی مسلمان کو

ایسی جگھہ پانی پلایا جہان پانی میسر ہو تو گویا اوس نے جان کو زندہ کیا - اور جس نے ایک نفس کو زندہ کیا تو گویا اوس نے تمام لوگون کو زندہ کیا"

۹ - ترمذی شریف مین موسی بن طلحہؓ سے روایت ہے - وہ کہتے ہین - کہ مین نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے زیادہ کسی کو فصیح نہین پایا -

۱۰ - ترمذی شریف مین ابو موسیٰؓ سے روایت ہی کہ جب ہم لوگون پر (یعنی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر) کوئی حدیث مشکل آپڑتی تو جب تک حضرت عائشہؓ سی اوس کا مطلب پوچھتے کبھی حل نہ ہوتا - اس کا سبب یہ تھا کہ وہ عالمہ تھین اور علی الخصوص اونکو علم حدیث مین بڑا دخل تھا -

۱۱ - بخاری شریف مین ہشام بن عروہؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہین - کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ کی باری کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین تحفے اور ہدائے بھیجتے تھے - دوسری بیبیون نے مشورہ کرکے حضرت اُم سلمہؓ کو آپکے پاس بھیجا حضرت اُم سلمہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہنے لگین کہ آپکی سب بیبیان چاہتی ہین کہ حضور کل لوگون کو اس بات کا حکم دین کہ جہان کہین آپ ہون وہین تحفے تحائف بھیجا کرین انہا محض عائشہؓ کی خصوصیت کیا ہی - حضرت اُم سلمہؓ فرماتی ہین کہ آنحضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنکر میری طرف سے منہ پھیر لیا - مین نے دوسری دفعہ کہا - اوس وقت بھی آپنے منہ پھیر لیا - جب تیسری دفعہ کہا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "ای اُم سلمہؓ تو عائشہؓ کے حق مین مجھی تکلیف نہ دی خدا کی قسم جب تم مین سے مین کسی عورت کے لحاف مین ہوتا ہون تو بجز عائشہؓ کے اور کسی کے پاس مجھ پر وحی نازل نہین ہوتی" یعنی حضرت عائشہ صدیقہؓ کے بستر پر وحی آتی تھی - اور سب بیبیون کے بستر پر وحی کا نزول نہین ہوتا تھا -

١٢ - صحیحین مین ابن عباسؓ وغیرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
نو بیبیون مین صرف آٹھ کی باری مقرر تھی - اور حضرت سودہؓ نے اپنی باری حضرت عائشہؓ کو بخش دیا تھا
اس لئے آپ سات بیبیون کے یہان ایک ایک دن رہتے اور حضرت عائشہ کے پاس ہفتہ مین دو دن
تشریف رکھتے تھے - اصحاب کبار رضی اللہ عنہم اجمعین حضرت عائشہ کی باری کے دن آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی خاطر کے واسطے آپ کے پاس تحفے تحائف بھیجا کرتے تھے - آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی اور بیبیون نے حضرت اُم سلمہؓ سے کہا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہو کہ
وہ اصحاب سے کہدین کہ آپ جس بی بی کے پاس ہون وہین لوگ تحفے بھیجا کرین - محض
عائشہؓ کو کون سی خصوصیت ہے - حضرت اُم سلمہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئین اور عرض کی
کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کی بیبیان چاہتی ہین کہ آپ اپنے اصحاب سے کہدین کہ
جہان کہین آپ تشریف رکھین وہین اصحاب تحفے بھیجا کرین - صرف عائشہ کے یہان بھیجنا
کیا معنی - یہ سنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اے سلمہؓ مجھکو عائشہؓ کے مقدمے مین رنج نہ دو -
کیونکہ سوائے عائشہ کے اور کسی بی بی کے پاس مجھپر وحی نہین آتی - یعنی عائشہؓ کی فضیلت صرف میری
محبت ہی سے نہین بلکہ اوس مین ایسا دینی کمال ہے کہ سوا اوسکے اور کسی بی بی کے پاس مجھ پر
وحی نہین آئی ہے" حضرت اُم سلمہؓ نے یہ سنکر کہا کہ یا رسول اللہ مین آپ کو رنج دینے سے توبہ کرتی ہون
اور وہان سے چلی گئین - پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیون نے حضرت فاطمہؓ کو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی خدمت مین اوسی امر کے تصفیہ کے لئے بھیجا - اون سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
"اے بیٹی تو کیا اوس کو عزیز نہ رکھیگی جس کو مین چاہتا ہون" اس پر حضرت فاطمہ زہراؓ نے عرض کیا کہ
البتہ مین اوس کو ضرور دل و جان سے چاہونگی جس کو آپ چاہتے ہین - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ "تو عائشہؓ سے محبت رکھ اور اوسکے معاملہ مین دخل نہ دے" حضرت فاطمہؓ خاموش رخصت ہوکر چلی گئین

مگر پھر بھی آپکی بیبیون نے حضرت زینبؓ کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی کی بیٹی تھین۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا۔ حضرت زینبؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین جاکر سختی کی گفتگو شروع کی۔ اور کہا یا رسول اللہ آپکی بیبیان عائشہؓ کے مقدمے مین عدل و انصاف چاہتی ہین دیر تک حضرت عائشہ صدیقہؓ نے کچھ بھی جواب نہین دیا۔ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھتی جاتی تھین کہ شاید آپ خود کچھ جواب دین۔ مگر جب حضرت عائشہؓ نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بالکل خاموش ہین اور اونکی باتین چپکے سُن رہے ہین اور حضرت زینبؓ سخت کلامی کر رہی ہین تو اونھون نے حضرت زینبؓ کو جواب دینا شروع کیا۔ اور حضرت زینبؓ کو جواب مین معقول کرکے بند کر دیا۔ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ کی حمایت مین یہ حدیث فرمائی کہ عائشہ ابی بکر کی بیٹی ہے۔ ایسی ویسی نہین کہ دیکر جواب ادہی نہ کرسکے۔ جیسا اوس کا باپ دانا اور خوش تقریر ہے ویسی ہی عائشہ بھی ہوشمند اور خوش بیان ہے۔" اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سب بیبیون سے حضرت عائشہؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت زیادہ چاہتے تھے۔ اور اس لئے جس نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کو بُرا کہا اور اون سے عداوت رکھی اوس نے بیشک آنحضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو رنج دیا۔ اور آپکو رنج دینا گویا خدا کو رنج دینا ہے۔ اور جس نے خدا کو رنج دیا اوسکے دین و ایمان کا کیا ٹھکانا ہے اور غالباً جہنم کے سوا اوسکی جگہ اور کہان ہوسکتی ہے۔

۱۳۔ صحیحین مین روایت ہے کہ یہودیون کی ایک جماعت نے آنحضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کی اجازت چاہی۔ اور سامنے آنے کے بعد کہا اَلسَّامُ علیکم۔ سام کے معنی موت کے ہین۔ مطلب یہ ہوا کہ تم پر موت ہو۔ جیسے ہمارے محاورے مین کہتے ہین کہ تم پر خدا کی مار۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا وعلیکم (یعنی تمھین پر) حضرت عائشہؓ فرماتی ہین کہ مارے غصے کے مین نے کہا کہ ای یہودیو تمھین پر خدا کی مار اور لعنت ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا" ای عائشہ اللہ مہربان ہی - وہ تمام کامون مین نرمی کو دوست رکھتا ہی" تب مین نے عرض کی کیا آپ نے نہین سنا جو کچھ اونھون نے کہا - آپ نے فرمایا مین نے تو پہلے ہی کہدیا تھا - وعلیکم یعنی تمھین پر (موت) ہو"

۱۴ - صحیحین مین روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ" ای عائشہؓ یہ جبرئیلؑ ہین تمکو سلام کرتے ہین" اسکا پورا قصہ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے یون روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے حجرے مین بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ پر آثار وحی کے ظاہر ہوئے بعد ازان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ" اے عائشہؓ یہ جبرئیلؑ میری پاس بیٹھے ہوئے ہین تمکو سلام کرتے ہین - مین نے کہا وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ - یعنی جبرئیلؑ کو میرا بھی سلام اور خدا کی رحمت اون پر ہو پھر مین نے کہا کہ یارسول اللہ جو آپ دیکھتے ہین مین نہین دیکھتی" اس حدیث سے اللہ اکبر حضرت عائشہ صدیقہؓ کی کیسی فضیلت ثابت ہوتی ہی - اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک طرف سے دوسرے کو سلام پہونچانا مستحب ہے - اور سلام کے جواب مین کچھ زیادہ کہنا افضل ہی جیسے حضرت عائشہؓ نے رحمۃ اللہ کی لفظین زیادہ کہین -

۱۵ - صحیح بخاری و دیگر احادیث صحیحہ مین منقول ہی کہ حضرت ابن عباسؓ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کے انتقال سے کچھ پہلے مرض الموت مین اونکے پاس آنے اور ملاقات کرنے کی اجازت چاہی اوس وقت وہ موت کی سختی سے مغلوب تھین - حاضرین خاصون نے کہا کہ ابن عباسؓ آنحضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ابن عم اور تمام مسلمانون مین ذی عزت اصحاب تشریف لائے ہین - حضرت عائشہ نے فرمایا اچھا اونھین بلالو جب وہ اونکے پاس آئے تو دیکھا کہ وہ اللہ کے پاس جانے سے کچھ خوف کر رہی ہین - اونھون نے یہ دیکھکر کہا" اے حضرت آپ کچھ خوف نہ کیجیے - کیونکہ آپ بخشش اور رزق کریم پر جاتی ہین" پھر حضرت ابن عباسؓ نے

آیہ- اَلطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ وَالطَّیِّبُوْنَ لِلطَّیِّبٰتِ - پڑھی اور فرمایا کیا یہ آیت آپکی شان مین نازل نہین ہوئی ہی- جس وقت حضرت ابن عباسؓ نے یہ آیت پڑھی حضرت عائشہ صدیقہؓ مارے خوشی کے بیہوش ہوگئین- جب ہوش مین آئین تو ابن عباسؓ سے فرمایا کہ خدا نے مجھ مین ایسی نو چیزین عطا کی ہین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیون مین سے کسی کو نہین دیگئین- اول جس رات آنحضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو مجھ سے نکاح کرنے کا حکم ہوا تو جبرئیلؑ میری تصویر لیکر اوترے دوم مجھ سے آنحضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس حال مین نکاح کیا کہ مین باکرہ تھی اور میرے سوا کسی باکرہ عورت سے آپکا نکاح نہین ہوا- سوم آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا میری ہی گود مین انتقال ہوا- چہارم آپ کی قبر میری گھر مین بنی- پنجم- آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تھی درآنحالیکہ مین آپ کے لحاف مین ہوتی تھی- ششم- مین آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یار غار و رفیق جان نثار اور خلیفۃ الرسول اللہ کی بیٹی ہون- ہفتم- جب منافقون نے مجھپر تہمت باندھی تو میرا عذر آسمان سے اوترا اور خدا نے خود میری عصمت کی گواہی دی- ہشتم- مین خود پاک اور پاک بندی (پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم) کے واسطے پیدا ہوئی- اور یہ آیت اَلطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ الخ کی مین ہی مصداق ہون- اور نہم- خدا نے میرے لئے بخشش اور رزق کریم کا وعدہ فرمایا ہی" بعد ازان حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ تشریف لیگئے- اونکے چلے جانے کے بعد عبد اللہ ابن زبیرؓ آئے- حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا کہ ابن عباسؓ میرے پاس آئے تھے اور میری تعریفین کرنے لگے اور مین اس بات کو دوست رکھتی ہون کہ اسی ہنسی خوشی مین اللہ مجھے اوٹھالے- چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ تھوڑے ہی دیر کے بعد ۱۷ رمضان ۵۸ھ ہجری مین ۶۶ برس کی عمر مین آپنے انتقال فرمایا- اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ -

## دفعہ دُوم

### بیان اُم المومنین حضرت سودہ (بنت زمعہ) رضی اللہ عنہا

بعد وفات حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے پہلی بی بی حضرت سودہؓ تھین - اور یہ پہلے سکران نامی ایک شخص سے جو اونکے چچا کا بیٹا تھا بیاہی گئی تھین - جب وہ مرگیا تو آنحضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مین آپ سے نکاح کیا - اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کرکے مدینہ طیبہ تشریف لے آئین - جب اونکی عمر بڑی ہوگئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو طلاق دینے کا ارادہ کیا اور اوس وقت آنحضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی بیبیان موجود تھین - مگر حضرت سودہؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھکو طلاق نہ دیجئے - مجھے اپنی بیبیون مین رہنے دیجئے - اور اسکے عوض مین نے اپنی باری خوشی سے عائشہؓ کو دیدی آئی صحیح مین بخاری شریف و مسلم شریف مین روایت ہے کہ جب حضرت سودہؓ بوڑھی ہوگئین تو اونھون نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مینے اپنی نوبت عائشہؓ کو ہبہ کر دیا - اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہؓ کے یہان دو نوبت کرتے تھے - ایک دن تو اونکی باری کا اور ایک دن حضرت سودہؓ کی باری کا - آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اونھین اپنے نکاح مین رہنے دیا - اور اونکی نوبت مین آپ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پاس رہتے تھے - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد حضرت سودہؓ کی وفات مدینہ طیبہ مین بماہ شوال سنہ ۵۴ھ ہجری مین واقع ہوئی

## دفعہ سوم

## بیان اُم المومنین حضرت حفصہ بنت امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہم

مخفی نہ رہے کہ حضرت حفصہؓ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی تھین - اونکی مان کا نام زینب بنت مظعون تھا - اور حضرت حفصہؓ کا نکاح پہلے جیش بن خفافہ سے ہوا تھا - وہ اپنے خاوند کے ساتھ مدینہ ہجرت کرکے آئین - مگر اونکے خاوند نے مدینہ مین آتے ہی انتقال کیا - اسکے بعد حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پاس اونکے نکاح کا پیام بھیجا مگر اونھون نے منظور نہ کیا - پھر حضرت عثمانؓ کے پاس پیغام بھیجا - اونھون نے بھی قبول نہ کیا - آخر الامر حضرت عمر فاروقؓ نے آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین اونکے نکاح کا پیام بھیجا - آپ نے منظور کر لیا - اور سنہ ۳ ہجری مین اون سے نکاح کیا - بعد ازان کسی وجہ سے اونھین آپ نے طلاق دیدیا - پھر بعد دو ماہ کے بسبب وحی کے رجعت کر لی - کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہی کہ "تم حفصہؓ سے رجوع کر لو - اس لئے کہ وہ شب بیدار اور روزہ دار ہے اور وہ بی بی تمھاری جنت مین ہے" بعد حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حضرت حفصہؓ کو اور کل عورتون پر فضیلت ہے - کیونکہ خداوند تعالیٰ نے بذریعہ وحی آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اون سے رجوع کرنے کا حکم فرمایا - اور اوسی وقت سے طلاق رجعی اور طلاق بائن معین ہوا - منقول ہی کہ حضرت حفصہؓ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ مین بڑی محبت تھی - کبھی آپس مین شکر رنجی نہین ہوئی - چنانچہ ایک مرتبہ آنحضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کی باری کے دن حضرت ماریہ قبطیہؓ سے خلوت کی - اور یہ امر حضرت حفصہؓ کو کسی طرح معلوم ہو گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہؓ سے فرمایا کہ اس امر کو مخفی رکھو کسی پر ظاہر نہ کرو - اور فرمایا کہ اس امر کے مخفی رکھنے کے عوض مین تجھے یہ مژدہ سناتا ہون کہ ابو بکرؓ اور عمرؓ میرے پیچھے میری اُمت پر حکومت کرینگے - میرے بعد خلافت

اونھین کو پہونچیگی" مگر حضرت حفصہؓ نے اس راز سے حضرت حضرت عائشہ صدیقہؓ کو خبر کردی اور جب سے وہ دونون باہم بہت موافق تھین - رفتہ رفتہ یہ امر سب بیبیون پر ظاہر ہو گیا - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی رنجش سی حضرت حفصہؓ کو طلاق دیدیا - اور سب بیبیون سے کنارہ کش ہو گئے - اونتیس ۲۹ روز کے بعد حضرت جبرئیل تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ یا رسول اللہ آپ اپنی سب بیبیون پر مراجعت کیجئے اور خصوص حضرت حفصہؓ سے رجوع کر لیجئے - کیونکہ وہ پارسا شب بیدار اور روزہ دار ہین - اور اللہ تعالی فرماتا ہی کہ وہ آپکے ساتھ جنت مین ہونگی" اور آپ نے بحکم خدا اونسے رجوع کر لیا بخاری شریف مین حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ وہ اپنی بیٹی حضرت حفصہؓ کے پاس آکر کہنے لگے کہ "اے بیٹی تو اس دھوکے مین نہ آئیو کہ جس طرح عائشہ کرتی ہی مین بھی کرون - کیونکہ اوسکا حسن و جمال آنحضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو بھلا معلوم ہوتا ہی - وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبہ ہی - اور تو اوسکے بعد ہے" یہ خبر حضرت عائشہ صدیقہؓ کو ہوئی اونھون نے یہ قصہ آنحضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا - آپ مسکرا نے لگے - اس روائت سے معلوم ہوا کہ بعد حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حضرت حفصہؓ کی اورون پر بڑی فضیلت ہی - مورخین معززین لکھتے ہین کہ حضرت حفصہؓ نہایت حسینہ فہیمہ اور زاہدہ خاتون تھین - اور جس وقت آپکا نکاح آنحضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوا آپ اٹھارہ برس کی تھین - اور بعد حضرت عائشہ صدیقہؓ کے علم و فضل مین اونکا دوسرا نمبر تھا - اور ایسا ہی حضرت عائشہؓ کے بعد آپ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محبوبہ تھین - اور اسی علم و کمال حافظہ اور فضیلت کے باعث مصحف کا صندوقچہ اونکے سپرد تھا - اور جس طرح قرآن نازل ہوتا وہ علی الترتیب رکھتی اور جمع کرلی جاتی تھین - آپکا انتقال ماہ شعبان ۴۵ھ ہجری مین ہوا انا للہ وانا الیہ راجعون -

## دفعہ چہارم

### بیان ام المومنین حضرت ام سلمہ بنت ابی امیہ مخزومی رضی اللہ عنہا

مورخین متقدمین لکھتے ہین کہ حضرت ہندہؓ ابی امیہ مخزومی سردار اعظم قوم قریش کی بیٹی تھین - یہ مومنہ حسب الحکم آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت کرکے مکہ سے اپنے شوہر کے ساتھ حبش تشریف لیگئی تھین - اور مدینہ طیبہ مین واپس آکر بیوہ ہوگئین - اور اپنے خاوند کے انتقال سے بہت مغموم و محزون ہوئین - آپکی تشفی و دلجوئی کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد عدت کے سنہ ۴ ہجری مین اون سے نکاح کرلیا - اوس وقت اونکی عمر اٹھائیس سال کی تھی - اور وہ نہایت حسینہ و جمیلہ تھین - اور اونکے ایک بیٹا سلمہ نام تھا اور اسی لئے اونکی کنیت ام سلمہؓ تھی - اور اسی نام سے پکاری جاتی تھین - حضرت ام سلمہؓ نہایت سادی وضع رکھتی تھین - آپکے واسطے ایک علحدہ مکان مسجد نبوی سے ملحق تیار کیا گیا - کہتے ہین کہ حضرت ام سلمہ کے سادہ مکان مین صرف چند خانہ داری کے سامان تھے - ایک تھیلی سویق رکھنے کے لئے - ایک چکی - ایک لوٹا - اور ایک ظرف روغن کا - بس یہی سادہ سامان آپکے گزران کا تھا - آپکی والدہ عاتکہ بنت عبد المطلب تھین - اس لئے آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن تھین - آپکا انتقال سنہ ۵۹ ہجری مین ہوا - اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن -

## دفعہ پنجم

### بیان ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

مورخین باتمکین لکھتے ہین کہ ام المومنین حضرت زینبؓ جحش کی بیٹی تھین -

آپکی والدہ ماجدہ کا نام اسمہ تھا اور عبد المطلب کی بیٹی تھین۔ اس لئے آپ بھی آنحضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن تھین۔ یہ بی بی نہایت خوش اطوار خجستہ کردار قبول صورت اور نیک سیرت تھین۔ کم سنی مین بیوہ ہوگئی تھین۔ آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے سنہ ۴ ہجری مین نکاح کر لیا اور چونکہ آپ بہت مخیر تھین اور بکثرت صدقہ دیتی تھین۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اُم المساکین کا خطاب عنایت فرمایا تھا۔ آپ کی وفات سنہ ۴ ہجری مین ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

## دفعہ ششم

## بیان اُم المومنین حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا

مورخین معززین لکھتے ہین کہ اُم المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بنت حارث بن ابی حرارہ قبیلۂ بنی مصطلق سے تھین۔ آپ کے والد الحارث اپنی قوم کے سردار تھے یہ بی بی نہایت خوبصورت اور کمسن تھین۔ جبکہ بعد الفراغ جنگ بنی مصطلق لونڈیان مسلمانون مین تقسیم ہوئین تو ایک صحابی ثابت بن قیس نامی کے حصہ مین یہ آئی تھین۔ چونکہ حضرت جویریہؓ نہایت خوبصورت پارسا اور کمسن لڑکی تھین۔ اس لئے اون صحابی نے آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو لونڈی بنانے کے لئے اونھین دیدیا۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکی صورت سیرت لیاقت اور شرافت ذاتی دیکھکر اون کو لونڈی بنانا مناسب نہ جانا۔ اور مدینہ منورہ پہونچکر سنہ ۵ ہجری مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون سے نکاح کر کے اونکو اپنی زوجۂ مطہرہ بنالیا۔ آپکا سنہ ۵۶ ہجری مین انتقال ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

# دفعہ ہفتم

## بیان ام المومنین حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا

ابو الفدا لکھتا ہی کہ حضرت ام حبیبہؓ دختر ابی سفیانؓ اور ہمشیرہ امیر معاویہؓ تھین-

جس وقت وہ اصحاب مہاجرین انبوہ مع اہل و عیال حسب الحکم آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اول مرتبہ ہجرت کرکے حبش جانے لگے تو یہ بی بی بھی اپنی خاوند مسمی عبید اللہ بن حجش کے ہمراہ تشریف لیگئی بتقدیر مگر وہان پہونچکر اونکا شوہر عیسائی ہوگیا اور حبش مین رہنے لگا- اور ام حبیبہؓ اوس سے علیحدہ ہوگئین اوس وقت خالد بن سعید بن عاصی بن امیہؓ نے (جو حضرت ام حبیبہؓ کے حقیقی چچازاد بھائی- اور مہاجرین اول مین سے تھے) آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی- مین چاہتا ہون کہ اپکا نکاح میری بہن سے ہو- اور چارسو درہم مہر باندھکر آپکی خدمت مین اونکو روانہ کر دیا جبکہ اصحاب مہاجرین واپس آئے اور آنحضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ خیبر مین ملے تو حضرت ام حبیبہؓ اونکے ہمراہ تشریف لائین- اونکے شوہر اول کی جانب سے ایک بیٹی حبیبہ نامی پیدا ہوئی تھی- اور اوسی کے نام سے یہ بی بی ام حبیبہ مشہور تھین- اوس وقت آپکی عمر تیس سال کی تھی مدینہ منورہ پہونچکر سنہ ۶ ہجری کے اوائل مین حضرت ام حبیبہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین اپنے نکاح کا پیغام بھیجا- آپ نے قبول فرمایا اور اونکو اپنی زوجۂ مطہرہ بنالیا- یہ بی بی بہت نیکبخت تھین اور آپ سے بغایت محبت رکھتی تھین- آپکی وفات سنہ ۴۴ ہجری مین ہوئی- اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ-

# دفعہ ہشتم

## بیان ام المومنین حضرت صفیہ بنت حیی بن اخطب رضی اللہ عنہا

مورخین لکھتے ہین کہ حضرت صفیہؓ حیی بن اخطب سردار یہود خیبر کی بیٹی تھین اونکا باپ جو افسر فوج بھی تھا۔ اوسی جنگ خیبر مین قتل ہوا۔ اور اوس روز اوسی سردار کے ساتھ سات سو یہودی بھی مارے گئے تھے۔ یہ بی بی نہایت حسینہ جمیلہ اور نئی دولہن تھین۔ چند ہی روز گذرے تھے کہ اونکی شادی ایک قلعہ دار سردار کنانہ نامی کے ساتھ ہوئی تھی۔ وہ بھی اوسی جنگ خیبر کی اوائل لڑائی مین قتل ہوا تھا۔ بعد فتح قلعہ خیبر کے بہت ساری یہودیہ گرفتار ہوئین۔ اور حضرت صفیہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حصہ مین آئین۔ مدینہ طیبہ پہونچکر آپ کے اخلاق۔ مروت ترحم شفقت اور دردمحبت کو دیکھکر وہ فوراً مسلمان ہوگئین۔ اور آنحضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اوس نوعروس کو لونڈی بناکر رکھنا نامناسب جانا۔ اور تشفی کے لئے اونکو اپنی زوجہ مطہرہ بنایا۔ یہ بی بی نہایت عاقلہ فہیمہ اور بہت پرہیزگار تھین۔ آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد تیس ۳۰ برس تک زندہ رہین اور ۳۶ سنہ ہجری مین آپکا انتقال ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

## دفعہ نہم

## بیان اُم المومنین حضرت میمونہؓ بنت حارث رضی اللہ عنہا

مورخین متقدمین لکھتے ہین کہ اُم المومنین حضرت میمونہؓ حارث ہلالیہ کی بیٹی تھین۔ بہت دنون تک بیوہ رہین۔ جب مکہ فتح ہوا اور تمام اہل مکہ یکے بعد دیگرے مسلمان ہوتے گئے۔ اور کل عورتین بھی ایمان لائین۔ تو منجملہ اونکے یہ بی بی بھی مسلمان ہوئین۔ حضرت میمونہؓ خالد بن ولیدؓ کی رشتہ کی پھوپھی تھین۔ مگر کوئی وارث نہین رکھتی تھین۔ اور زہد و تقویٰ

قبول اسلام کے وقت اکاون برس سے کچھ تجاوز کر چکی تھی - اس لئے اونھون نے آنحضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا وارث قرار دینے کے لئے اپنے نکاح کا آپ سے پیام کیا - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنظر ترحم بوقت مراجعت مقام شریف مین ایک خیمہ کے اندر جو ایک سایہ دار درخت کے نیچے نصب کیا گیا تھا نکاح کر لیا - حضرت میمونہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اخیر بی بی تھین اور آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے از حد محبت رکھتی تھین - آپ حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ کی خالہ تھین - اور آپ نے ۵۱ھ ہجری مین رحلت کی - انا للہ وانا الیہ راجعون -

## دفعہ دہم

## بیان حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا

تاریخون مین لکھا ہی کہ حضرت ماریہ قبطیہؓ آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیز (حرم محترم) تھین - جنکو مقوقس شاہ مصر واسکندریہ نے اوس قاصد کے ہمراہ جو دعوت اسلام کا نامہ لیکر گیا تھا - بطور نذر آپ کی خدمت کے لئے بھیجدیا تھا - اور یہ ظاہر ہے کہ لونڈیان حلال ہوتی ہین - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہؓ کی باری کے دن حضرت ماریہؓ سے خلوت کی اور حضرت حفصہؓ کو اونکے ساتھ راضی کیا - (اور بعض روایت مین ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی باری کے دن حضرت ماریہؓ سے آپ نے خلوت کی اور حضرت حفصہؓ کو کسی طرح معلوم ہوگیا) اور حضرت حفصہؓ سے آپ اس امر کے چھپانے کے طالب ہوئے کہ کسی اور بی بی پر ظاہر نہو مگر حضرت حفصہؓ سے یہ بات چھپ نسکی اور سب بیبیون پر ظاہر ہوگئی - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی رنجش سے حضرت حفصہؓ کو طلاق دیدیا - اور اپنی سب بیبیون سے کنارہ کش ہوکر اونتیس راتین صرف حضرت ماریہ قبطیہؓ کے گھر مین رہے - اسکے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور فرمانے لگے کہ "یا رسول اللہ حسکم

جناب باری یون ہی کہ آپ اپنی بیبیون پر مراجعت کیجئے۔ کیونکہ وہ روزی رکھنے والیان اور شب کو قیام کرنے والیان ہین اور وہ سب جنت مین آپکی بیبیان ہین۔ اور خصوص حفصہؓ سے رجوع کر لیجئے۔ کیونکہ وہ بہت پرہیزگار اور شب بیدار اور برابر روزہ دار ہی۔ اور وہ آپکے ساتھ جنت مین ہوگی" پس آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حسب الحکم جناب باری اپنی سب بیبیون سے رجوع کیا۔ اور خصوص حضرت حفصہؓ سے رجعت کی اور حضرت عائشہ صدیقہؓ سے پھر باری شروع کی۔ انھین انتیس راتون مین جبکہ آنحضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ماریہ قبطیہؓ سی خلوت کی تھی وہ حاملہ ہوگئی تھین۔ اور آپ ہی کے بطن سے آٹھوین سال ہجری مین حضرت ابراہیمؑ پیدا ہوئے تھے مگر صغرسنی مین اٹھارہ مہینے کے ہوکر قضا کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت ماریہ قبطیہؓ باکرہ تھین۔ آپکا انتقال امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظمؓ کے عہد خلافت مین ۱۶ھ ہجری مین ہوا۔

## فصل سی ام

## بیان تعداد اولاد آنحضرت پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم

تواریخ واحادیث سے ظاہر ہے کہ آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی کل اولاد حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پیدا ہوئی تھی۔ صرف حضرت ابراہیمؑ حضرت ماریہ قبطیہؓ کے بطن سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حرم محترم تھین پیدا ہوئے تھے۔ یہ صاحبزادے ہجرت کے آٹھوین سال پیدا ہوئے اور دسوین برس ہجری مین انھون نے وفات کی۔ اور تفصیل اولاد نبیؐ کی جو حضرت خدیجۃ الکبریٰ سے پیدا ہوئی تھی یہ ہے۔ حضرت قاسمؑ جنکے نام سے آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ابو القاسم ہے۔ دوسرے حضرت طیبؑ۔ تیسرے حضرت طاہرؑ۔ چوتھے حضرت عبد اللہؑ۔ یہ سب اولاد نبی صغرسنی مین قضا کر گئی۔ اور چار لڑکیان بھی حضرت خدیجہؓ کے بطن سے پیدا ہوئی تھین

اول حضرت زینبؓ جنکا بیاہ قبل رسالت کے ابی العاصؓ کے ساتھ مکہ معظمہ مین ہوا تھا۔ مگر جنگ بدر مین ابو العاصؓ کفار مکہ کے ساتھ مدینہ پر چڑھ آئے اور قیدیون مین گرفتار ہوگئے تھے۔ اور اونکی ایمان نہ لانے کی وجہ سے آنحضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکے فدیہ مین حضرت زینبؓ کو مکہ سے طلب فرماکر اونکی زوجیت سے علیحدہ کر لیا تھا۔ پھر جب وہ مسلمان ہوگئے اور ایمان لائے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو اوسی اول ہی نکاح کے ساتھ رہنے دیا اور حضرت زینبؓ کو اونکے حوالہ کر دیا۔ وہ دونون زن و شو مدینہ طیبہ مین اپنی بقیہ زندگی بسر کیا کئے۔ اونکی بطن سے کئی اولاد ہوئی تھی مگر ایک بھی زندہ نہ رہی۔

دوم۔ حضرت رقیہؓ۔ انکا نکاح مکہ معظمہ مین بعد رسالت حضرت عثمان ابن عفانؓ سے ہوا تھا۔ آپکے بطن سے تین اولاد ذکور پیدا ہوئی تھی۔ ایک عمرؓ دوسری عبد اللہ اکبرؓ تیسرے عبد اللہ اصغرؓ۔ مگر یہ تینون صاحبزادے یکے بعد دیگری چھ چھ سال کے ہوکر قضا کر گئے۔

سوم۔ حضرت ام کلثومؓ حضرت زینبؓ اور حضرت رقیہؓ کی شادی کے بعد حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کا نکاح مدینہ منورہ مین حضرت علی مرتضیٰؓ کے ساتھ ہوا۔ صرف حضرت ام کلثوم بیاہنے کو باقی رہگئی تھین۔ جبکہ حضرت رقیہ انتقال کر گئین تو دوسرا نکاح حضرت عثمان ابن عفانؓ کا حضرت ام کلثومؓ سے ہوا اور اوسی وقت سے حضرت عثمان غنیؓ کا خطاب ذو النورین ہوا۔ آپکے بطن سی کوئی اولاد نہین ہوئی۔ اور شادی کے چند سال کے بعد قضا کر گئین۔

چہارم۔ حضرت فاطمہ زہراؓ۔ زوجہ مطہرہ حضرت علی ابن ابیطالبؓ ہین۔ انکی اولاد فاطمی کہلاتی ہے اور اون سے دو نسل جاری ہین۔ ایک حسنی۔ اور دوسرے حسینی۔ واللہ اعلم بالصواب +

## تقریظ چکیدۂ کلک گہر سلک جامع فروع و اصول واقف معقول و منقول دُرۃ التاج معانی دقیقہ سنج نکتہ دانی جناب مولنا مولوی ابو المجد عبد الصمد صاحب مدظلہ العالی مدرس اول مدرسہ محمدیہ

### داناپور

حمد بے حد کے لائق وہی اللہ رب العالمین ہے کہ جس کی بندگی نجات - اور جس کی نافرمانی عتاب ہے - جس کی عظمت کے آگے تذلل یعنی سر ڈالدینا عین عزت ہے - اور جس کی درگاہ مین حاجت لے جانا عین غنا ہے - جس کی ہدایت کا ملہ صراط مستقیم - اور جس کی ضلالت نار جہنم ہے - جس کی رضا پر مرنا زندہ رہنے سے خوشتر ہی - اور جس کی نافرمانی کے ساتھ جینا مرنے سے بدتر ہے ؎ زندگی زندہ دلی کا ہی نام + مردہ دل خاک جیا کرتے ہین + جسکی محبت مین غفلت ہوشیاری سمجھی جاتی ہی - اور ہوشیاری غفلت سے تعبیر کی جاتی ہی جس کی یاد کی غایت اپنے کو بھول جانا ہے - اور جسکے ادراک معرفت کی انتہا حقیقت مین ابتدا ہی ؎ انچہ پیش تو پیش ازان رہ نیست + غایت فہم تست آن نہ نیست + لا نعد و لا نحصی شکر اوس مالک حقیقی کا واجب ہے کہ جو شکر گزار غلامون کو زیادتی نعمت سے نوازتا ہی لئن شکرتم لازیدنکم - اور اپنے گنہگار نادم بندے پر مہربانی سے پیش آتا ہی انہ ھو التواب الرحیم مانگنے والون کو دیتا ہی اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُم اور نہ مانگنے والون کو اوس سے سوا دیتا ہی یختص برحمتہ من یشاء - وہ ایسا بے نیاز قدرت والا ہے کہ وہ اپنی بے نیازی سے کسی کو عزت دیتا ہی اور کسی کو ذلت کسی کو تاجدار سلطنت کا کرتا ہی - کسی کو فقر و فاقہ کے کوچہ کا گدا بناتا ہی - تؤتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر انک علی کل شیء قدیر -

نعت اوس سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین انیس الغربا والمساکین
احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو سزاوار ہے کہ جنکی ذات بابرکات رحمۃ للعالمین ہے
وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ - اور جن کے فطرتی وجبلی اخلاق کا قرآن بیان ہے۔
وکان خُلقہ القرآن اور جن کا وجود باجود تمامتر نور ہی کہ بقو ظہور نبوت کے بات کی بات
مین تمام دنیا مین اسلام کی روشنی پھیل گئی۔ اور کفر کی تاریکی کو سوا ئی نیست ونابود ہو جانیکی
کچھ بن نہ پڑا جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ - آپ کا خُلق اسلامی فیاضی کا ایک باغ تھا کہ جسکی خوشبو
قدرتی ہوا کے ذریعے سے تھوڑی مدت مین تمام عالم کے دماغی فضا مین ایسی پھیل گئی کہ قریب وبعید
دیسی پردیسی بحری بری اہل قریٰ وامصار دریائی صحرائی سب کے سب ایک کلمہ کے ساتھہ
متفق اللفظ ہوگئے ع سطر اوسکے کوچے کی ہے مانند اپنا صحرا بھی + کہان کھولے ہی گیسو یار
اور خوشبو کہان تک ہی۔ رحمت کاملہ اوس برگزیدہ نبی پر جسکی زبان عین خدا کی زبان ہے۔
مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى - جسکی تابعداری کامیابی ہو مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ
وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا جس نبی مرسل کو اللہ پاک نے معراج کا درجہ عطا کرکے
اپنا ہمراز بنایا فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰى اور جس کو قیامت مین مقام محمود دیکر کے شفیع مختار بنایا
عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا - وَالسَّلَامُ وَالصَّلٰوةُ عَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَ
ذُرِّيَّاتِهٖ وَاُمَّتِهٖ اَجْمَعِيْنَ -

افضل علم دینیات مین علم تواریخ وسیر ہی جس سے درستی اخلاق باحسن عنوان ممکن ہے
پسندیدہ خصائل برگزیدہ افعال کی رغبتین بڑھ جاتی ہین۔ ہمت وجرأت کا میدان اس علم کے
جاننے سے وسیع ہو جاتا ہی۔ اخلاص وعبودیت کی کیفیت مین ملکہ تامہ حاصل ہو جاتا ہی۔ اِس
فن کی کتاب اصلاح اخلاق مین اوتنا ہی مفید ہے۔ جتنا ایک موثر ولی اللہ کے قرآنی خطبات کے

سننے سے فائدہ پہونچنا ممکن ہی۔ اس فن کے مضامین پولیٹیکل سوشل مورل کے حقائق و دقائق کو اس آہستگی و نرمی سے انسان کو سمجھاتے ہین اور ایسا سویرا اور چپکے اپنے کام مین کامیاب ہوتے ہین کہ جیسا کوئی ولی اللہ وبنی اللہ اپنی روحانی جذبات سے اصلاح قوم مین کامیاب ہوتا ہے۔ کبھی کسی واقعات کے پیرائے مین اور کسی کے حالات کے ضمن مین امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا ایسا ایسا نمایان فائدہ اس فن سے انسان کو حاصل ہوتا ہی جیسا کہ خاک کو اکسیر سے مس کو کیمیا سے ذرہ کو آفتاب سے حاصل ہوتا ہی ~ خوشتر آن باشد کہ سر دلبران + گفتہ آید در حدیث دیگران۔ اسی واسطے قرآن مجید بھی قصص وحکایات اضراب وامثال سے علم تاریخ وسیر کے مملو ہے انسان و جن کے سمجھانے کے لئے اس خدائی طریقہ سے بڑھکر کوئی طریقہ مفید وبکار آمد ومجرب نہین ہے۔ جو لوگ اس فن کی مفید کتابین محض اصلاح قوم اور نفع رسانی مخلوقات اور درستی اخلاق انسان کے لئے حسبۃً للہ لکھتے ہین وہ ہمدردی انسانی کے بہت بڑے حصے کو برت رہے ہین۔ لاریب وہ ان حدیثون کے مصداق ہین خیر الناس من ینفع الناس وَانصُر اخاکَ ظالمًا ومظلومًا۔ جو حضرات سیرت اولیاء اللہ وصحابہ کرام ائمہ عظام خاصان خدا کی کہ جسمین اونکے صحیح صحیح حالات۔ پاکیزہ خیالات اور اونکے مخلصانہ مجاہدات وریاضات اور برگزیدہ عبادات اور اونکے صبر وشکر رضا وتسلیم۔ تقویٰ وتوکل کے واقعات درج ہون محض نیک نیتی اور اللہ پاک کی رضامندی کے لئے لکھ رہی ہین اور اوسکی تالیف مین عرق ریزی دیدہ ریزی جان فشانی فرما رہے ہین۔ اور اوسکی تحقیق وتدقیق مین نہ دن کو دن نہ رات کو رات تصور کرتے ہین نہ صرف وہ ایک کتاب کے مؤلف ہین بلکہ وہ ذاکر امر بالمعروف ناہی عن المنکر ہین اور ٹھیک اس ٹکڑے قرآن مجید کے عامل وَاْمُرْ بالمعروف وانہ عن المنکر واصبر علی ما اصابک ان ذلک من عزم الامور۔

علی الخصوص سیرت کے مولفین مین سے بھی جو سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مولف ہین اونکا فضل
اورون پر مسلم ہی اورون کی سیرت لکھنا باعث شرف ہی تو سیرت نبوی کا لکھنا شرف بالائی شرف ہے۔
وہ نور ہے تو یہ نور علیٰ نور ہے۔ بنظر ہمدردی انسانی کے اگر اورون کی سیرت کا لکھنا مناسب تو
یہ انسب ہوگا۔ اگر بتقاضائے ضرورت درستی اخلاق اور تہذیب انسانی کے اورون کی سیرت لکھنا
جائز ہے تو سیرت نبوی کا لکھنا واجب ہے۔ اگر اورون کی سیرت کا دیکھنا اور لکھنا باعث کمال نفس انسانی
ہے تو سیرت نبوی کا دیکھنا اور لکھنا موجب اکملیت نفس انسانی ہی۔ الغرض جو فرق دونون کے
ممدوح وہیرو مین ہے وہی فرق دونون کی تالیف وسیرت مین ہوگا۔ اللہ پاک کا فضل ہی جس نے
یہ کام انجام کرادی۔ ہزارون اس اشتیاق مین باوجود فرصت ولیاقت۔ قدرت وصلاحیت کے
محروم ہی اس دنیا سے سدھاری اور ہزارون کی آرزوون کا خون ہو رہا ہی اور ہزارون
اس تمنا مین مر رہے ہین اور دست بدعا ہین کہ اے اللہ پاک اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ و
آلہ و اصحابہ وسلم کی سیرت صحیح اس ناچیز سے حسبۃ للہ لکھوا دی اور قبول فرما انک انت
مجیب الدعوات ؎ ای بسا آرزو کہ خاک شدہ - بااین ہمہ تمناؤن کے آرزوئین پوری
نہ ہوئین پر نہ ہوئین ؎ کوچہ زلف سے گذارا ہو + ایسی قسمت کہان صبا کی ہی۔ ذلک فضل
اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ یختص برحمتہ من یشاء فی الحال ہمارے مکرم دوست
اور مخلص بھائی جناب مولوی منشی عبدالرحیم صاحب داناپوری ثم العظیم آبادی کو یہ شرف تالیف
سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ پاک نے عطا فرمایا ہی۔ واقعی آپ بڑے لائق شخص ہین۔ فارسی
اردو مین استعداد کامل رکھتے ہین۔ علم عربی مین بھی آپ کا مذاق صحیح ہی۔ انگریزی آپ نے
ال۔ اے تک پڑھی ہے لیکن استعداد زبان دانی کی بہت اعلیٰ ہی۔ آپ نے اس سیرت نبوی
صلی اللہ علیہ آلہ و اصحابہ وسلم کو نہ صرف کتب عربیہ وفارسی کے تتبع سے لکھا ہی بلکہ انگریزی

مولفین و مورخین کی کتابون کو بھی خوب آپ نے دیکھا ہی اور ان سب کتابون کو دیکھکر
خذ ما صفا دع ما کدر پر عمل کر کے اور دونون کے حالات کو گٹھ جوڑ کر کے عجیب دلچسپی
آپنے پیدا کی ہے - اور جابجا انگریزی مورخین کا جواب بھی دیا ہی اور اونکے اون حملون کو جو تحریر
کے ذریعہ سے فن تاریخ کے ضمن مین اسلام پر ہوئے ہین بہت ہی تشفی بخش جوابون سے روکا ہی
اللہ پاک اس تالیف کو آپ کے قبول فرمائے اور اس تالیف کو آپ کے لئے ذریعۂ مغفرت کرے
اور اللہ پاک اس کتاب کو قبول فرماکر کے صاحب سیرت یعنی شافع محشر کی شفاعت سے مولف کو
بہرہ مند کرے اور ساری مسلمین و مسلمات مومنین و مومنات کو اس کتاب سے فائدہ پہونچائے - اور مین
خدا سے دعا کرتا ہون کہ مولف کو اسکی اشاعت مین اخلاص عطا کرے - کیونکہ روح ہر کام کی اخلاص ہے
جس مین اخلاص نہین وہ کچھ بھی نہین اور مولف کو ہزار ہزار شکر اللہ پاک کی درگاہ مین بجالانا
چاہیئے - کہ رب نے اون سے یہ کام لیا ؎ منت منہ کہ خدمت سلطان ہمی کنی + منت شناس
ازو کہ بخدمت گذاروت + اٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ - رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ
السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ +

## تقریظ جناب مستغنی عن الالقاب فاضل اجل و اکمل حاجی الحرمین الشریفین مولوی حافظ عبد اللہ صاحب محدث دامت برکاتہ - ساکن موضع کوپا ضلع سارن حال مقامی ہوڑہ کلکتہ سابق مدرس اول مدرسۂ صولتیہ مکہ

تاریخ وہ فلسفہ ہے جس سے معلومات سے فقط مجہولات کا ادراک ہی نہین ہوتا - بلکہ
مدرکات کے مدرکہ سے متجاوز ہوکر اوس کے جوارح و اعضا تک اس کا اثر پہونچتا ہے - اسی لئے تاریخ پڑھنے
والون اور اسکی مزاولت کرنے والون کے اخلاق و افعال مین مورخین کرام کی پوری جھلک پائی
جاتی ہے بلکہ ایک تصویر اوتر آتی ہے ؎ جمال ہمنشین در من اثر کرد + وگرنہ من ہمان خاکم کہ ہستم +

دنیا مین ہر خیال وطبقہ کے لوگ گذرے ہین اور جو کچھ آج بننا بگڑنا ہو رہا ہی سب کر چکے ہین ؎ ہمین کارناز و طرب داشتند + بہ آخر برفتند و بگذاشتند + بس تاریخ کیا ہی اونھین حضرات ماضئین کے کارنامون کا مجموعہ ہے یا اونکے گلزار سیر و اخلاق کا دستنبوہ - لہذا دنیا مین جتنے خیال وحال کے لوگ ہین سب تاریخ کے محتاج ہین - سلاطین قوانین ملک ستانی مین اسکے غلام اور آئین جہانبانی مین اسی کے رام - امرا آداب شاہی جاننے کے لئے اسی کے فقیر اور فقرا اسی کی بدولت دولت دنیا سے امیر - الحاصل ؎ وہ کون ہے جو دل سے ترا مبتلا نہین کس کی زبان پہ یار ترا تذکرہ نہین -

دنیا مین جتنے ملت و مذہب ہین اونکے بانی و مرجعون کو دیکھو تو موسیٰ و پیغمبر اسلام علیہما الصلوۃ والسّلام کے سوا جتنے حضرات گذرے ہین سب معاشر متوسطین خلائق سے تھے - یا جماعہ مرتاضین و مدعیان حقائق اسی لئے انکے مجموعہ قوانین ملل مین طرق عبادات سے قوانین مدن علیحدہ رہا اور پولیٹکل رول سے ریلیجس پوائنٹ کو چندان ارتباط و اختلاط نپایا گیا -

ہان یہ دولت عظمیٰ و نعمت کبریٰ کامل طور پر اگر ملی تو اسلام ہی کو ملی الدّین والدنیا توامان اسی کا قول ماثور ہے اور السلطان خویدم القرآن مثل مشہور -

بنا بر علیہ یہی ایک قرآن تمامی امور معاشیہ و معادیہ کا اصل اصول قرار پایا اور راویکی ناشرین و مروجین نے ہر جزو بیان کو اسی سے استخراج کیا سِول کوڈ ہے تو یہی قرآن - اور قانون شہادت و وراثت وغیرہ ہے تو یہی قرآن - اسی قرآن ہی سے ہر قسم کے مقدمے ہوتے ہین اور ہر قضیے و جھگڑے اسی سے فیصل کئے جاتے ہین ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین انا انزلنا الیک الکتاب بالحق لتحکم بین الناس -

مگر افسوس ہی کہ ہمارا زمانہ ان نعمتون سے محروم ہی نہین ہی بلکہ اس کو یہ حالات

بھی معلوم نہین ۵

وہ علم شریعت کے ماہر کدھر ہین  وہ اخبار دین کے مبصر کدھر ہین
اصولی کدھر ہین مناظر کدھر ہین  محدث کہان ہین مفسر کدھر ہین
وہ مجلس جو کل سربسر تھی چراغان  چراغ اب کہین ٹمٹماتا نہین وان
مدارس وہ تعلیم دین کے کہان ہین  مراحل وہ علم و یقین کے کہان ہین
وہ ارکان شرع مبین کے کہان ہین  وہ وارث رسول امین کے کہان ہین
رہا کوئی امت کا ملجا نہ ماوا +  نہ قاضی نہ مفتی نہ صوفی نہ ملا +

پس اس زمانہ پر آشوب مین اون بزرگون کے کارنامون کو پڑھنا اور اونکے روزنامچون کو مطالعہ کرنا اپنی نظرون مین اونکی تعامل قوانین ملک ستانی و آئین جہانبانی و ترتیب عساکر و تنقید دفاتر وغیرہ تمامی کیفیات رزم و بزم و غضب و رحم و خیل و حشم و انعقاد جلسہ دربار در ربار وغیرہ تمامی حرکات و سکنات و طور و انداز و رفتار و گفتار وغیرہ وغیرہ کی ایک خیالی ہی نہین بلکہ مثالی صورت کھڑی کر لیتی ہے۔ اور اونکے عبادات و ریاضات و صوم و صلوٰۃ و صدقات و صلات و معاملات و مواخات وغیرہ خوبیون کی بھی ایک تصویر قائم کرتی ہے۔ اور زمانہ سے کہدیتا ہے کہ وہ حضرات کا برکسل و کاہلی و تکلف و نام آوری سے بمراحل دور تھے اور فتور عبادات و قصور طاعات سے بمنازل نفور ۵ مسجد مین سر بسجدہ وہ رہتے زمین پر + میدان مین ڈٹے ہوئے گھوڑون کے زین پر + لیکن اس کے لئے بڑے افسوس و نہایت مجبوری کی یہ بات تھی کہ ایسا کوئی مجموعہ تاریخ ہماری دیسی زبان مین نہ تھا جس مین ان حضرات کے یہ حالات بابرکات بسند و حوالہ معتبرات و روات ثقات مندرج ہوتے۔ جس کو پڑھکر ہم ہندوستانی بھی ان سب باتون سے واقف ہو جاتے مگر خداوند تعالی جزاء خیر و اجر کامل عطا فرمائے۔ ہمارے

علمی لوذعی لمعی متین زکی ذکی رضی مرضی مولوی عبدالرحیم صاحب داناپوری صانہ اللہ عن آفات المعنوی وعاہات الصوری کو کہ اونھون نے اس کارعظیم وخطب جسیم کو ماشاء اللہ اس خوبی وعمدگی سے انجام دیا کہ باید وشاید یعنی **افضل السیر معروف بہ ہشت گوہر** نامی ایک ایسی تاریخ الخلفا لکھی کہ اس باب مین جتنی کتابین عربی وفارسی وانگریزی مین بھی تالیف ہوئی تھین سب کی روح اس مین داخل ہوگئی - پس یہ کتاب اپنے نام کے مطابق افضل السیر ولقب وترتیب کے موافق بیشک ہشت گوہر ہے -

پس اب کہان ہین وہ حضرات شائقین وجماعۃ مشتاقین آثار خلفاء راشدین وسلف صالحین رضوان اللہ علیہم اجمعین جو جنت کے ابواب ثمانیہ کے کسی باب سے داخل ہوا چاہتے ہین اس کو پڑھین اور مطابق اسکے اپنے سیر واخلاق کو درست کرکے دنیا کے رشد وفلاح کو بھی حاصل کرین اور جنت کے جس دروازہ سے چاہین اوس مین داخل ہوکر اپنے مولی کی رضا کو جو بہتر ہے اولی ہی حاصل کرین - وما علینا الا البلاغ ✣

## تقریظ جناب مستطاب معظم ومحتشم مولانا ابوالفضل اولانا سید محمد فضیلت حسین صاحب متخلص بہ خادم ساکن موضع دھنوت پرگنہ پھلواری ضلع پٹنہ ادام اللہ تعالی فیوضہ ومتع المسلمین ببقاوہ

| | |
|---|---|
| الہی مستحق مدحت وحمد وثنا تو ہے | الہی خالق مہر ومہ وارض وسما تو ہے |
| کیا انسان کو گویا عطا شیرین زبانی کی | عنایت نکتہ سنجون کے لئے جادو بیانی کی |

ہزار شکر کہ انسان ضعیف البنیان کو اللہ جل شانہ نے ایسے ایسے دقائق وحقائق پر آگاہی بخشی کہ جن سے فرشتون کا زمرہ لا علم نظر آیا - اور صلوٰۃ وسلام لا تعد ولا تحصے اوس بانی شرع متین پر کہ جسکی ذات بابرکات کے سبب اصحاب کبار وآل اطہار وعامہ مومنین ومومنات ومسلمین ومسلمات کو

حق سبحانہ نے خطاب مستطاب کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ سے سرفراز فرمایا۔

اما بعد سید محمد فضیلت حسین عفی عنہ رب المشرقین ساکن موضع دھنوت پرگنہ پھلواری ضلع پٹنہ متخلص بہ خادم ملتمس ہی کہ ذائقین اخبار و شائقین آثار پر مخفی نہین کہ افضل اذکار و بہترین افکار تذکرہ رسول مقبول و ترجمہ معقول ہی لیکن یہ امر بغایت جلیل اور عمر نہایت قلیل استیعاب تو خواب و خیال ہی جو ذرا از انبارے و مشتے نمونہ از خروارے بھی گویا محال ہی اس لئے حسب منشاے مَا لَا یُدْرَكُ كُلُّهٗ لَا یُتْرَكُ كُلُّهٗ فی زمانہ ہمارے ایک کرمفرما صاحب طبع سلیم مولوی عبدالرحیم ساکن شگنہ من مضافات قصبہ داناپور پرگنہ پھلواری ضلع پٹنہ نے کتب متداولہ و زیر متداولہ کو تفحص و تلاش کرکے بمضمون خُذْ مَا صَفَا وَ دَعْ مَا كَدِرْ خلاصہ حالات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و نبذی از فضائل خلفاء اربعہ و امامین و فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو زبان اردو نہایت خوبی سے یکجا ترتیب دیا ہی اور اوس مجموعہ کو بنام افضل السیر ملقب بہ ہشت گوہر موسوم کیا ہی الحق کہ مصنف نے اس چھوٹی سی کتاب مین انواع اقسام احوال و فضائل مع اسناد و دلائل اس طرح تحریر فرمایا ہی کہ جو کوئی دیکھے بیساختہ اوسکی زبان سے یہی نکلے کہ کوزے مین دریا سمایا ہی۔ مولف نے اس کتاب کے مضامین نہ صرف عربی و فارسی سے لئے ہین بلکہ انگریزی معتمد رسالون سے بھی جنھین دانایان فرنگ نے بڑی تحقیق سے تالیف کئے ہین۔ عبارات انیقہ و اشارات رشیقہ اسکے شاہد ہین کہ یہ کتاب بےعدیل و فقید المثیل آپ اپنی نظیر ہے ہر فقرہ مقولہ اُنْظُرْ اِلٰی مَا قَالَ وَلَا تَنْظُرْ اِلٰی مَنْ قَالَ کی طرف مشیر ہے قلیل المبانی کثیر المعانی ہر سلسلۂ تقریر اقلیم سخن کا قبالہ روایتون کے ساتھ بیشتر صحاح ستہ کا حوالہ۔ خدا کرے کہ یہ کتاب جلد چھپکر مقبول انام و مطبوع خاص و عام ہوجاے۔ عیان را چہ بیان کی اصدق بالبداہۃ نظر آئے۔ بنظر شرافت موضوع کتاب اسکو خیر التواریخ کہنا بجا ہے اور بلحاظ تاریخ اختتام تالیف جلال التواریخ نام رکھنا روا ہی +

۱۳۱۲ھ

# صحت نامہ کتاب افضل السیر ملقب بہ ہشت گوہر

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۵ | ۱۰ | حکوست | حکوست |
| 〃 | ۱۷ | سلمان | سلمانان |
| ۸ | ۱۰ | اپنژہی | اپنی ہی |
| ۹ | ۱۳ | وہ زمانہ روشنی کا | ایسی نئی روشنی کا زمانہ |
| 〃 | ۱۵ | نام کی | ناموں کی |
| ۱۱ | ۱ | • | × |
| 〃 | ۷ | زمانہ | زمانۂ |
| ۱۲ | ۴ | علیؓ | علیؓ |
| 〃 | ۱۴ | شقیفہ | سقیفہ |
| ۱۳ | ۳ | عمرؓ | عمرؓ |
| 〃 | ۷ | پیش امام | اسلام کا امام |
| 〃 | ۱۹ | علیؓ مرتضیٰ | علی مرتضیٰؓ |
| ۱۶ | ۱۰ | پہلی پہل | پہلے پہل |
| ۱۹ | ۴ | سابق دار السلطنت بنگالہ اور | سابق میں دار السلطنت بنگالہ تھا اور |
| ۲۰ | ۱ | بنا پر | بنا پر |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۲۳ | ۱۲ | ہوکا | ہوگا |
| 〃 | ۱۴ | دسیان | درمیان |
| 〃 | 〃 | ژ | ڑ |
| 〃 | ۱۷ | کیونکہ آتش | کیونکہ یہ آتش |
| ۳۰ | ۱۵ | دریا و پہاڑ | دریا پہاڑ |
| ۳۴ | ۱ | لو | لوٗ |
| ۳۵ | ۶ | مجھکو | مجھکو |
| ۳۶ | ۱۶ | ہوئی | ہوگی |
| ۳۷ | ۳ | ونت | وقت |
| ۳۸ | ۱۸ | بنائے ہوئے | بنائی ہوئی |
| ۴۰ | ۱۴ | آنخصرت | آنحضرت |
| ۴۲ | ۷ | ہرطرح خیر | ہرطرح کی خیر |
| ۴۴ | ۱۲ | کپڑا | کپڑے |
| ۴۵ | ۱۶ | قبایل | قبائل |
| ۴۸ | ۷ | عدالعزیٰ | عبدالعزیٰ |
| ۴۹ | ۱۳ | کیا | کئے |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۵۱ | ۴ | لکھتا | لکھا |
| 〃 | ۸ | آتے | آئے |
| ۵۲ | ۵ | کہ قریش | کہ قوم قریش |
| 〃 | ۱۷ | قبایل | قبائل |
| ۵۳ | ۱۰ | حاصل کی | حاصل کین |
| ۵۴ | ۱۲ | کر دیا۔اوس | کر دیا تو اوس |
| ۵۵ | ۵ | دوشنبہ کو دن سورہ | دوشنبہ کو دن جبرئیل سورہ |
| ۵۶ | ۱۴ | نظر بھر دیکھا | نظر بھر کر دیکھا |
| ۵۸ | ۱۳ | قابل | قائل |
| ۶۲ | ۹ | علیہ | علیہ |
| ۶۷ | ۱۹ | او | اور |
| ۷۱ | ۳ | کا | × |
| ۷۳ | ۱۲ | آئین گے | آئینگے |
| ۷۸ | ۱۹ | دیکھائی | دکھائی |
| ۷۹ | ۹ | کھینچ | کھنچ |
| ۸۲ | ۱ | امرزش | آمرزش |
| ۸۲ | ۱۸ | سہولیت | سہولت |
| ۸۳ | ۱۰ | ہے | ہین |
| 〃 | ۱۲ | الصلواہ | الصلوٰۃ |
| ۹۸ | ۲ | ابو بکر | ابوبکر |
| ۱۰۲ | ۱۹ | سانحہ | سانحہ |
| ۱۰۳ | ۸ | اعظم | اعظم |
| ۱۰۴ | ۳ | نھیر | نفیر |
| ۱۰۶ | ۷ | الحارثؓ | الحارثہؓ |
| ۱۰۹ | ۲ | دستون منقسم | دستون مین منقسم |
| ۱۱۰ | ۱ | سلمان | سلمانون |
| ۱۱۱ | ۱۰ | فیدیون | فیدیون |
| ۱۱۴ | ۱۱ | جو | × |
| 〃 | ۱۲ | عفانؓ اوس | عفانؓ تھین |
| ۱۲۴ | ۱۷ | آ | آ |
| ۱۲۷ | ۱۹ | ابوجہل سردار | ابوجہل سردار |
| ۱۳۹ | ۱۳ | صحبش | جحجش |
| ۱۴۵ | ۲ | کافرون کے شریکا | کافرون کی شریک |
| 〃 | ۹ | باری لی | باری ہوتی |
| ۱۴۷ | ۸ | کھدوایا | کھدوایا |
| ۱۴۸ | ۱۵ | آئی | آئین |
| ۱۵۱ | ۱۳ | جنگ بنی مصطلق | جنگ بنی مصطلق |
| ۱۵۴ | ۱۰ | کہ | کر |
| ۱۵۵ | ۹ | سو اجب | واجب |
| ۱۵۶ | ۷ | ہرگر | ہرگز |
| 〃 | ۱۹ | علیہ نے | علیہ وسلم نے |
| ۱۶۲ | ۱۵ | نے | × |
| ۱۶۳ | ۴ | زار | دار |
| ۱۶۶ | ۳ | علیہ وسلم | صلی اللہ علیہ وسلم |
| 〃 | ۱۷ | سبقت | سبقت |
| ۱۶۷ | ۱ | پہونچی اہل | پہونچے تو اہل |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ١٦٨ | ٢ | کرکے | کرلے |
| ١٧٠ | ١٨ | پہونچکر | پہونچکر |
| " | ١٩ | ما (رومی انصاری) | یا (رومی انصاری) |
| ١٧٢ | ١٥ | سو ازواج اسلام مال | سو افواج اسلام وال |
| ١٧٣ | ٢ | فرمایا | فرمائین |
| ١٧٥ | ١٥ | لگے | لگی |
| " | ١٩ | سے | بیشمار تجھو اور اونکے |
| ١٧٧ | ١٥ | اونکو | اونکے |
| ١٨٠ | ١٤ | کی | دی |
| ١٩٣ | ٢ | حسن | حسن |
| ١٩٥ | ١ | علیہم | علیہ |
| ٢٠١ | ٨ | لو | کو |
| ٢٠٢ | ٥ | ہے | رہے |
| ٢١١ | ١١ | کی | بھی |
| " | ١٥ | خون | خون |
| ٢١٥ | ٦ | عملہ | علیہ |
| ٢٥٣ | ٣ | عبادت | عیادت |
| ٢٥٦ | ١٤ | اژدہام | اژدحام |
| ٢٥٨ | ١٣ | سکھ | سکتے |
| ٢٦١ | ٨ | علمہ | علیہ |
| " | ١٩ | صدیقہؓ لے | صدیقہؓ کے |
| ٢٦٥ | ١٧ | آپا | آپ |
| ٢٦٧ | ١٧ | تشنفر | تنفر |
| ٢٦٨ | ٣ | جلا | چلا |
| " | ١٠ | کریا | کبریا |
| " | ١٧ | سامی | تہامی |
| ٢٦٩ | ٢ | کھاے | کھائے |
| " | ٥ | آنھین | آنکھین |
| " | ١٩ | قریش۔ ہاشم ل | قریش۔ ہاشم کی |
| ٢٧٣ | ١ | شے | سے |
| " | ١٢ | جوبرہؓ | جویریہؓ |
| ٢٧٤ | ١٢ | بنی نظر | بنی نضیر |
| ٢٧٧ | ١٣ | رواہو | رواہو |
| ٢٨١ | ١٩ | زرق | رزق |
| ٢٩٣ | ٧ | جہنم | جہیم |
| " | ١٢ | لاتخصی | لاتحصی |
| ٢٩٥ | ٣ | بیراکے | بیراہ |
| " | ١٧ | ڈاکرار | ڈاکراسر |
| ٢٩٨ | ٧ | شیرا | ترا |
| " | ١٨ | مرتاضین | مرتاضین |
| ٢٩٩ | ١٣ | وصلات | وصیلات |
| " | " | سواخاۃ | سواخاۃ |
| ٣٠٠ | ١ | نوذعی | لوذعی |